

درین ماه قمری از آن حضرت علی بن ابی طالب و سید الشهدا علیه السلام به

مِنْ تَصْنِيفِ شَاهِدِ نَاكِيَايِ الْاَوْفَى بِطَوْلِ مَوْلَانِ شَيْخِي عَلِيٍّ مَوْلَانِ مُحَمَّدٍ

1915

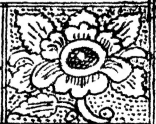
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد سے جب خلاق عالم و نعت رسول انجم صلی اللہ علیہ وآلہ و اسحابہ وسلم بھیجے پیمان کج زبانی
زلزلہ راہی مائن را بیتانی خوشیہ چین خرمن اصحاب بخش بیانی خاکسار ازلی سید صیقر علی سرو
خلف زبقت الفضلا قدوة الحکما حکیم سید محمد الفوری صیغنی مصطفیٰ آبادی غفر اللہ عنہ
لہ بخدمت صاحبان علم و دانش و فاضلان سرا پائیش کہ خطائے زیر و ستان سے
دین و دانتہ اغماض کر کے بہ اعراض پیش آتے ہیں براہ خط پوشی و عطا پاشی عیب
کو نہر سمجھتے ہیں عرض پرواز ہے کہ بعد اللہ محبوب غریب پرورد عدل گستر سکندر زمان
ساتم دوران، خواب و نغمت، آراشمت، ہلال کباب، خورشید قباب، ماہ صوت، ملاک
سیرت، انجم ششم، جوا خدام، منج، ولت، مشتتری، خلعت، سلالہ سلسلہ قرآن و الہی
زیب اگر کہ دولت و بختیاری، موجب امن امان کا فو انام، باعث درستی مہام خاص عام
فاتحہ کتب کرم، سورہ الطاف قدم، مشیدارکان شرع و اسلام ماحی طرق بدع و ظلام متضین
قوانین نعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام، حسرت بازو سے حسن انتظام، قابل عطا، تامل
جفا، حضور فیض معمور لایع النور معدلت نشور ظل الطاف رب غفور، رونق بخش

نزدیک و دور، جناب مستطاب منک القاب، امین الدولہ وزیر الملک
 نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بجا و رصوت جنگ والی
 ریاست خدا و محمد آباد عرف ٹونک حرسہا الدین و دارالدہور و فساد الازمنہ
 و الشرور، کہ جسکے کلام فصاحت انضمام کا شہرہ دور دور کو سہل المکان بجا رہا ہے اور اچھے
 بلاغت مشحون سے شام دل جان اہل سخن معطر ہوتا ہے دیکھاوت اسکا وہ موج زن ہے
 کہ ہر ایک طالب گو بہر مقصد کے پردہ میں ہے، شجاعت میں بھہ کمال و ترس ہے کہ وقت
 مقابلہ ستم پیکل بیزاران نکلیں ہے، عدالت کا وہ طرفہ دہنگ ہے کہ آہو کا گھبان پگھلے
 شیر کہری ایک گھاٹ پانی پتھر میں، بازو کہو تراکی دوسرے کو دیکر کہتے ہیں، زرم میں بہان
 حیدر کہ زرم میں مثل سکھ زنا مدار سروت میں مشہور و مایہ و امصار، فنون سپاہ بزرگ
 فردوزگار، عقاب و سکان سیلاب، جسمین سفینہ دشمن غرقاب ہے، یا آلہ العالیین
 جب تک گنگا جمنائیں پانی نہیں پھیریں دیا دل آبرو بخش فلک حشرن بان اقبال لال سلاطین ہے



این دعا از من از جملہ جان آمین باد



قصیدہ و حایب

سواد شام جب تک صورت زلف معین ہو
 درخشان جسم دولت تاب رنگ بھر لوز ہو

فروغ صبح جب تک مطلع خورشید خاوی ہو
 قرآن مشتری واد جب تک سعد اکبر ہو



کف نواب برامیم خان گنجین زرم ہو
 ضیائے ہاشمت آفتاب ذرہ پرور ہو



دماغ اہل عالم بوسے گل ہی معطر ہو
 قد خوان دل جو تاکہ محسوس صوبہ بر ہو

رایض و ہر تاجلوہ کہ صفا علیکبر ہو
 نخل آرزو جب تک چھانین بار آور ہو

	ترا بیخ جو الی البر جو شش میس میتر ہو	
	اسگو نیر بہار سینہ رخسار اوزر ہو	
	کری مخلوق آ وقت یکہ خالق کی شاخو	
	رہی کو نین مین جب تک کہ باقی شان بزدانے	
	تری جلو یسے ای مہر عطا عالم منور ہو	
	حشم کو اوج ہو اور اوج پر طالع کا اختر ہو	
	اور اسپر اشک سے شبنم چہاؤ راکری کو دھر	
	جو ہن مین اور الفت کا چرچا تاکہ جو گھر گھر	
	مہر تابان دولت کا تری دل تازہ وتر ہو	
	نبال قدر ماسد صورت پرش مشق ہو	
	رہی جب تک جہین آسمان تارونی پڑا نشان	
	رہیں فلک کی تابفت اختر تالیخ فزان	
	تری بہم غنا شمع طریب سے نور گستر ہو	
	ترنم قلقل شیشہ ہوا و پروانہ ساغر ہو	
	پڑی جب تاکہ چشم نگرں بہار گلشن پر	
	کمال کھینچے ہوئی قوس قزح ہی تاکہ شوق	
	ترقیخواہ دولت فوج عشرت پر مظہر ہو	
	ترتیب خواہ ابتر ہو ترلا سیرنگوں سر ہو	
	سر مخلوق پر تار محبت خالق کا ہو ساما	
	ہی آمرزش ایزد کا جب تک موج زن دریا	

رہی تالین داؤدی کا شہرہ سامچہ را
خلیل اللہ کی مہمان نوازی کا ہی ناچ چا

تراخوان ضیافت خوان گردون کے بھی طہر ہو
ترا جشن بہارک جشن جمشیدی سی بہتر ہو

رخِ خوابان پر تل جتناک برنگ سنگ لکھو دے
دلِ عاشق تا پابند کیسوی معقد ہی
بیبا تا عالم ہستے میں ذوالقرنین کے سدھے
عرب میں مشہر تہرش تیغ ٹھنڈ ہے

تری تیغ دو دم دشمن کی حقین قہر داور ہو
جو ہو سینہ سپر او سکا معر و عدہ برابر ہو

دو دستی مہر و مد کی تافلاک مشعل کر روشن
دکھا می اوٹھہ کی مستانہ گھٹا رنرو مکتا جو
زمین منت باد بہاری تار ہی گلشن
گھر ریزی لبر تر سی تا ہوں جا بجا خرمن

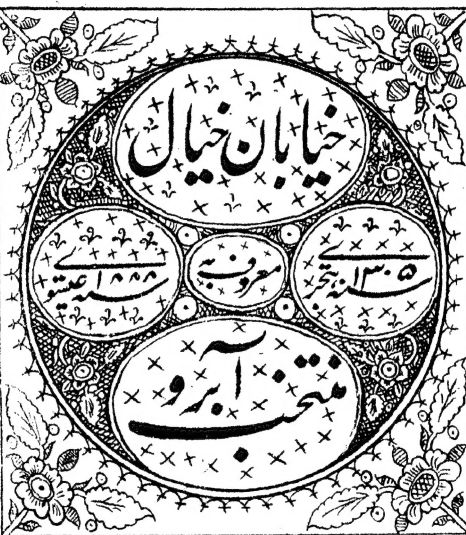
تری تیغ لظو میں آبر و بخشے کا جو ہر ہو
تری شمشیرِ حمت سے سد املک سخا ہو

منتخب آبرو کہ تاریخ ترتیب دیو ان کے و خیا بان خیال کے
نایخ طبع برآہ ہوئے ہے طبع ہوا امید ناظرین باکین سے یہ ہو کہ اگر کہیں غلطی بمصدق
أَلُوْ نَسَانُ مُرَكَّبٌ مِّنَ الْخَطَاۃِ وَ النِّسِيَانِ - معانیہ کرین نظر عیب بے شی تصحیح فرمین



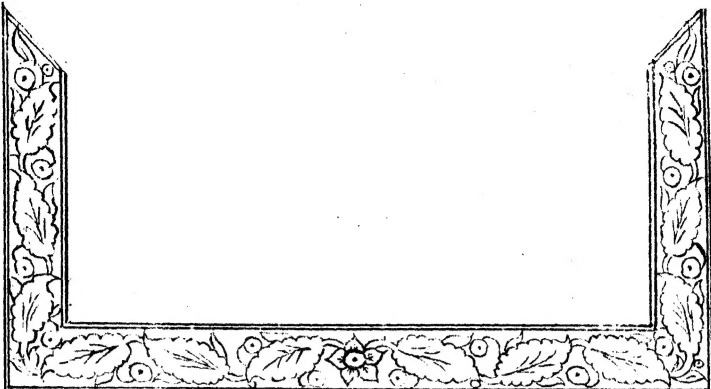
تَغْيِرُ نَبَاتًا وَتَذِلُّ لِمُرْكَبَاتٍ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْبَلَدُ كَذَرِينِ أَيَّامُ سَعَادَتِ الْفَضَاءِ مَدِيُونَانِ بِرُؤْيَا لَيْسَ



تصنیف: میرزا حسن خِیَالِ، تخریص: میرزا حسن خِیَالِ، تخریص: میرزا حسن خِیَالِ، تخریص: میرزا حسن خِیَالِ

دَرْ طَبْعِ مَحَلِّ نَزاکَتِ کَلَمِ عَلَمِ خِیَالِ

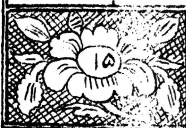


بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ *



بنا ہر نقطہ پر نور و راہ عرفان کا
 لقب تو میں آواز دہی ہوا دہی ہس کے لیوان کا
 ابو بکر و عمر عثمان علی ششیریزوان کا
 ہوا ہی مطلع خورشید مطن سیرے دیوان کا
 نگاہوں پر نہیں چڑھتا ہے نقشہ بیاض و خضوان کا
 نہ دنیا کا نہ دین کا نہ ایمان کا نہ دہوان کا
 فقط میں ناظر خوان ہوں غرض فقط ہوں آن کا
 جیسا کہ حسین یوزہ نہ کہ کے بیابان کا

ہوا ہی شرق جہر سعد مطلع میرے دیوان کا
 کروں میں کس زبان سے وصف و محسوس بیوان کا
 رہوں بلج جب تک ہی تعلق جسم سے جان کا
 کیا مضمون رقم نہیں تہا رے روٹو تابان کا
 پھر اگر تہا ہے انگھوں میں تصور کوئے جانان کا
 کیا کوئی تہا ان ہوا جو کوئے جانان کا
 تصور حاضر و غائب ہے جگہ کو روئے جانان کا
 دل پر ان کسین چہ رے تصور چشم جانان کا



عجب اے آبرو عالم ہے اپنی چشم گریان کا
 کہ بتو ہے تین ہر اشک کہ قطرہ پہ طرفان کا



رقم ہو جائے وصف آہن اگر حریفان کا
 تصور لبیک دل میں ہے تمہارے دورِ امان کا
 گداوہ ہوں کہ گویہ ہے میرا فقرِ خوش رہی پر
 یہ وقت امتحان ہے پیغم کو جس بار کہیں تو
 خدا لائے چمکوں میں تبوں کی اپنی بندوں کو
 جہاں پران کا لاکھا دکھا دیا اپنے ہونٹوں کو
 تمہاری زلف چھپ جانے میں مجھے ہی رکھا ہے
 وہ بیشک سوئے جنت کاں ہوا سکے رہنے کا
 نہ یہ عیش عینِ سوزِ اندازِ ادا اوس میں
 تصور میں جو اوس شکر گان کو میں نہ ہاں گھر دیا
 پر یرو یوں کی آمد رفت رہتی ہے سدا آہن
 ہمیشہ نوک کی اغیار سے لی عشق شکر گان میں
 نخال آرزو کچھ ہے بہا ہم ہی تو چھاپا میں
 نہ لے گا کور یوں کے ہول کو فی عودِ عنبر کو

تو چمکے صورتِ غور شید مطلعِ سیرِ دیوان کا
 بخت آسان ہے اب چاک کر لینا گریبان کا
 نہ خواہاں تاجِ شاہی کا نہ میں تختِ سلیمان کا
 گھٹا دیتی ہے کیونکر زور تو اس میں کیاں کا
 کہیں مٹا نہیں ہے پھر ہکا ناریں کیاں کا
 لہو پانی کرو یوں ایک تم اصلِ جنتان کا
 تماشا دیکھتے کیا ہو سرے حالِ پریشان کا
 جہاں میں نام ہے شہرِ جوان اس کے ہاں کا
 فقط اک روشنی سے نام ہے بھر در نشان کا
 تو خوش آتا ہے چہنبا پاؤں میں جس سبیلان کا
 ہمارا حسانہ دل ہے در دولتِ سلیمان کا
 گروہ عاشقان میں یوں ہوا شہرِ یوں کا
 ملے اوسر و قد بوسہ کو فی سببِ نغدان کا
 جوشانہ ہاتھ آیا اون کی زلفِ نابھان کا



پر یرو یوں کو تم تقریر سے پیغم کر تے ہو
 پڑا ہے تپہ سایہ آبرو شاید سلیمان کا

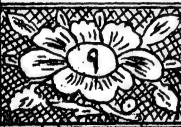


میرے ہر اہلِ مصرع میں ہے عالمِ تیغ و چاک کی
 صنم پوچھو نہ مجھے حالِ سیری و زجران کا
 تو بیشک دلِ لڑوں میں یوں ہیں جنتِ نابھان کا

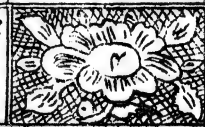
سر دیوان کہا ہے وصفِ جابر و شکر گان کا
 جلاتے ہو مجھے اتنی ہی ہندی گریبان کا
 جو میں چشمِ سیاہ یار کی لکھوں صفتِ ایدل کا

دیا بوسہ دہانِ تنگ کا اچ اوس پر پوس لے
 نہ پتر اچکس گرا سپتر سے پائے نگارین کا
 اوڑا میں دجیان تیری بدولت میں ہے خشوت
 چہر کتا ہے نمک ان پر اگر وہ نیست گلشن
 پلٹ کر پہرے آیا فاصلہ اپنا روضہ شترک
 ہمیں اوس دشتِ وحشت ناک میں وحشت لہو لیک
 نسیم صبحِ حیات کو اور الیجا بے اک دم میں
 جو رونا ہوں خیالِ معارض گلِ رنگِ جانان
 اوڑا کر سر سبکدوشی عطا کرتی ہے اکدم میں
 رفوگرِ نجیدہ کراہ جسمِ دل میں غیر ممکن ہے
 دلِ عشاقِ باندہ میں گے یہ عقد کب لگ گیا ہو

ملاصفت ہو بارے ہو چہ شہدِ آبِ حیات کا
 تو چہ خونِ مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے حیران کا
 نہ کہتا مار داسن کا نہ مگر ایک گریبان کا
 دکھاتے مین تماشائے خرم دل گلہا خندان کا
 گلی ہی یار کی ناکا ہے کیا شہرِ خوشان کا
 نشانِ راہ گم ہے خضر تک سے جن بیان کا
 سبک تابوت ایسا ہے شہید تیغِ حیران کا
 تو رنگِ گل دکھاتا ہے مجھے کمدِ گریبان کا
 الہی دم رہے قائم جہان میں تیغِ جانان کا
 رفو تو نے کیا ہوگا کہیں چاکِ گریبان کا
 وں جو را باندہ میں اسید لے گیوے پیمان کا



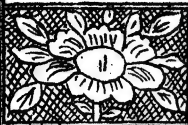
نہ دنیا میں کوئی بانی رہے گا آبرو ہرگز نہ
 رہے گا کچھ اگر باقی تو ذکرِ خیرِ انسان کا



جو دیوانہ بنا چاہے سبق لے میرے دیوان کا
 تماشا ہے کہ غنچے میں جو عالمِ سنبستان کا
 جنون میں تار پرتی ہے ہر اک شریکِ بیان کا
 ضرور اک ان بن لینگے راستہ شہرِ خوشان کا
 گلے پر چل رہا ہے دیکھہ تو غمِ گریبان کا
 گمان ہے شعلہِ ہوا آہِ پیر بقی درخشان کا

سر اسرار میں ہے مضمونِ رقمِ لفِ پریشان کا
 تصورِ دل میں تھا ہے کسی لفِ پریشان کا
 خبر ملتی ہے اس سو آمدِ فیصلِ بہاری کی
 جو میں و صاف شہمِ سرگین یار کے اسی دل
 تہا رہے چہرِ پیکان جو محب کو تارِ پیران
 قیامت ملو رہا ہے ہمارے نالہ دل نے

نیکون صرف رخ خازنون ہون پاؤں کے چہال
تو ہی دست جنون کی خوشت دل و تنگی کی کر
ہے وقف دست خوشت تازا راپنے گیار کا
نصین یہ جانتا ہے راستہ کوئے گریبان کا



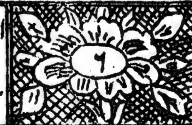
غزل اک درہی خواہ بر واسطی میں پڑے
یہ حق محبت سے حسین ذہن کہتا جو خندان کا



کہا ہے وصف جو زمین رخ رنگین جانان کا
لگا و تیرا بوسہ ہاں جسم سے لے لوان
شہیدوں کو تہا رہے آبِ خجہ آبِ کوشہ
تری غلال میں شاید صد اقم یاد دہی ہے
اولجت پاؤں میں نبل بے پانی تیراں ہو کر
تجلی رخ انور نہیں گچہ مھر سے کم ہے
بھلا کھر طرح سودین و دل گنہین کو سون
مکان یارین جاتا تو ہوں چپ چھپکے رات کو
گرت در دوسرے باشد مرا گر در سرگردان
بے کے کا گر باشند سنان خار بر خار
جواب باغ رضوان ہی ہر صحر ہر صف دیوان کا
گے سو فار کا گاہے سرے کا لگا پیکان کا
چمن شریک دم ہے جو ہر تیغ صفایان کا
ہر اک خفتہ ہوا بیدار جو شہر خموشان کا
بغیر اوس گل کے نقشہ ہے گلستانہیں نئی کان کا
مقابل روئے جانان کی ہو کیا نہایتان کا
کیا پردہ انہوں نے فاش کیے راز پنہان کا
مگر کہشکا لگا رہت ہڈوں کو زرد ریان کا
کہ صدقی سے مرض ہوا ہے کثر دفع انسان کا
دل سنگین بت میں کیا اثر ہوا آہ سوزان کا



اسد کا مین ہون پیر و آبرو صحر خوشت میں
سہرے نالون و دل بجا گشتیرنستان کا



کیا کیا نہ تیرے عشق میں اے دلربا ہوا
جو دل اسیر حلقہ زلف و لب دوتا ہوا
مکلا جو خط و پھول سارخ بد نما ہوا
گن کن مصیبتوں میں نہ میں مبتلا ہوا
گردابِ محبہ برگر کے آتش نما ہوا
رنگِ عجب اربابِ باغِ خزان سے ہوا ہوا

روزہ رکھا غریب نے تو دن بڑا ہوا
سمجھوں گا میں بخیر میرا خانا ہوا
کعبہ ہوا کشت ہوا سیکل ہوا
کثرت کا درمیان ہے پردہ اٹھا ہوا
مضمون کمر کا حلق زلف دوتا ہوا
رہتا ہے تنغ باریکا ڈور اکٹلا ہوا
نہم مجلس مجلس اہل فن ہوا
قمت سے میکہ بھی مجھے کربلا ہوا
تصویر کا بھی اون کی سے نقشہ کھینچا ہوا

عاشق ہوئے ہم اوسپہ تو وہ بیوفا ہوا
گر آبرو سے کوچ بدال بقا ہوا
جلوہ سے یار کے خین کوئی بچا ہوا
وحدت کی آنکھ گرے تو دیدار کے لپو
ان خود بوقت فکر میرا دم او لچھ گیا
کوئی نہ کوئی جان پہ کیلے گا سچلا
سوئے میان یار سے واقف جو گیا
ساتھ کی چشم سست نے مجھ کو کیا شہید
میری طرست سے دینے نفرت کا بیخیز



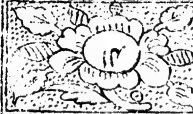
اے آبرو نہ ملک عدم سے پہر کوئی
نیا بانیے کہ اپنے احب کو کیا ہوا



رہتا نہیں ہے کام کیا کار کا ہوا
جو شعر حسب حال لکھا مرثیا ہوا
ٹیون سنہ بناے بیٹی ہو تو تو کیا ہوا
فقرا یہ ان کا خوب ہے ہر منجھا ہوا
غصہ ہوا نہ آپ کا فخر خدا ہوا
منجا و خیر جانے دو جو کچھ ہوا ہوا
لوزا ہوا اپنی جان کو اب پارسا ہوا
صندل کو دیکھتا ہوں گھر میں گہسا ہوا

آئی قضا گر تپ نہ آئے تو کیا ہوا
ہوا زار اسے سب کو یہ ہے دل لگا ہوا
آکر سب ہی ہے کوئی غصہ کارنج کا
لوگوں سے کہتے ہیں وہ مجھے غش میں دکھیکر
ہو گا یہی کہ جان سے جائینگے جائے
بہولے سے ہی نہ لین گے کہہ ہی نام غیر کا
کی شکدہ میں تر بسر میکشون کو ساتھ
وہ نہ دل ہوں ہو تو تہا ہوں اینا درد سر

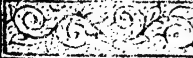
عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است دولت در آن سر است کہ از میہمان سرت اونوشین گم ست کہ از ہبہری کند	دلت کے بعد یاد جو تو آشنا ہوا دل داغباے عشق سے دولت سر ہوا کیا ہے جو خضر کہنے کو یوں جمن سا ہوا
--	---



وٹھا وٹہ کچھ ہتے ہو رات کو آبرو
شاید کہ آپ کا ہے کہین ل لگا ہوا



عشق ہوے کر یار میں ہیہ زار ہوا سکن خاص میرا کو چہ دلدار ہوا وعدہ وصل کیا یار نے پہاڑ سر نو کر چکا جان کو خصال نکین پر صدقے جہاں کنے میں جو پڑا اوس رخ پر نو کا عکس تب فرقت سے پھر کاگ لگی سنی میں ہنس پڑا کیلکے وہ غنچہ دہن شکل میری تیرہ نختی توازل سے سری تقدیر میں ہی نسبت ذرہ بنور شیدا سے کہتے ہیں در ہم دل جگر ساتھ میں باں محشر تک انکہہ پرتے ہی ہوئے قلب جگر دو کڑے تین تیرہ ہوئی بوشن و خرد و صبر میرے تم جو پڑے پڑے سناتے ہو ہر اک کو احوال	رونگستان پہ ہر اک کوہ گرنا ہوا داخل خلد برین آن گنہ گار ہوا نخت خفت میرا پہ خواب ہی سدا ہوا حق خدمت سے ادا آج نکھو ا رہوا شرق مہر ہر اک روزن دیوار ہوا گرم پہ اس دل بقیاب کا بازار ہوا تن خالی نہوا قہقہہ دیوار ہوا چھو کے اوس لطف کو نہا و خطا ہوا ہر گداشہر میں شادی کے نر واز ہوا گل فقط باغ میں دور و ز کو زار ہوا عشق ابرو کا سرے واسطے تلوار ہوا عشق خال و خط و گیسو نہ سنار ہوا میرا نامہ نہوا چرچہ احبار ہوا
---	--



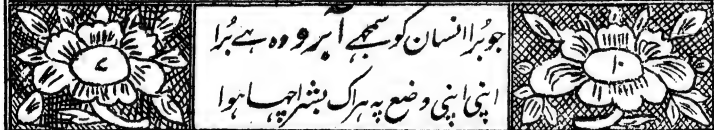
آبرو روئی جو ہم باد و زندان میں





وان نہ پہنچا صد نہ بار نظر اچھا ہوا
چشم سے بیمار دہر لب سے اودھ چھا ہوا
پھر نہ صحرا میں ہوا اچھا نہ گہرا چھا ہوا
دین حیران کا میرے ہاں اثر چھا ہوا
اک مریض عشق ہی صاحب اگر چھا ہوا
پاکبھی اچھے ہوئے اپنے نہ لہر چھا ہوا
ہوکا و نہی دل میں اگر درجہ چھا ہوا
سر پہ فرما دیک تیشہ اگر چھا ہوا
پر ہوئے پیدا یہ دونوں بے بدل چھا ہوا
وارث مشیر نگہ کا اسے قمر چھا ہوا
شام سے چھوڑا نہ اونکو تا سحر چھا ہوا

کم نہ کہہ سے ہو لکھی اوس کی کمر اچھا ہوا
یاد مرگ و نیست کا نکو حسن اچھا ہوا
لیلیٰ کا کل پہ مجھوں ہو گیا جب سے یہ دل
رو برو کہتا ہے جو آئینہ رو آئینہ
رنگ عیسیٰ اکو جانیں گے سب اہل جہان
خار و شست بن میں دشمن رنگ طفلان شہین
کچھ نہ کچھ آفت رہی تیرے مریض عشق پر
بین برے ہمتوا ہستی میں جو صد سیکڑاں
دیکھ کر ہوتے نخل بادام و نرگس شمیم یار
خون روان ہے جرم گردوں کے نہیں ہے شفق
روز نیک از دست داون نیست کار عافلان



جیسے دانہ پر کوئی گرتا ہے مارا کال کا
ذکر کیا راج کے گہرین موتیوں کے کال کا
ہے هجوم اب تک ہماری گور و طفل کال کا
شور و شہر سے زیادہ شور ہے خنخال کا
پہول گرتا ہے فنون تلوار کا کم ڈال کا

لیلیا یون جلد بوسہ ہمنے اونسکے خال کا
گوہر صنمون بہت ہیں وصف و ذرا مین سے
بعد مردن ہی یہ ناشیہ جنوں جاتی نہیں
خشتگان خاک کیوں چو کمین نہ تیری چال سے
عمر ہے خالم کی کوتاہی مثل شہو ہے

نامہ تقدیر ہی ہو پیش گرافضائے ۱
دیکھتے یوں کیا ہوا نامہ ہم سہ اعمال کا

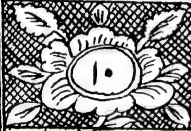


۶
جم کیا دل میں خیال اونکی لکڑا آبرو
کہتے ہیں محبوبے شیشہ میں آبا بال کا



دل زخمی ہے او ترک تیرتی چھٹی نظر کا
رکھا مجھے حوشت لئے ادھر کا نہ ادھر کا
جب سے کہ خیال میں ہے او شک فک
مر جاؤ گا پہلو سے اگر تو میرے سر کا
جنتا ہی نہیں نگ کہی شمس فتنہ کا
شب کم ہے چمکتا ہے ستارہ و سحر کا

واللہ نہ خجس کرنا ہے تیغ کا چر کا
صحرا میں بہتا ہے نہ گہر میں دل حوشتی
غیرت دہو شیدائے یہ دل کا سودا
اے درد و جگر تہی سے تسکین ہے دل کو
پر نور میں ہر چند پراوس رخ کو مقابل
جاگو تو ذرا نیند سہاے قافلہ والو

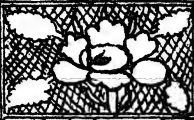


۱۰
جاؤ گے سوئے تنکدہ یا جانب کعبہ
ای آبرو کہیے تو ارادہ ہے کہ ہر کا

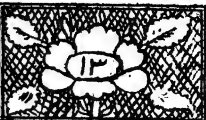


کاشتی ہے بارہ ہوتا نام ہے تلوار کا
صورت فردوس کن اون کو چمن تلوار کا
نام کعب ہے صنم کی ابروئے خدا کا
جیسے لڑتی ہیں سپاہی نام ہر وار کا
گالیاں دیدیکے ہنسنا اوس بی عیار کا
ہے تصور دل میں کیوں لکڑا و ان یار کا
ہے عالم میں نہ پایا یار کوئی یار کا
نہج خفقتہ ہونہ پیر و طالع بیدار کا

قاتل عالم ہے دم خم ابروئے خدا کا
اب خنجر آب کوثر ہے شہیدوں کو تیرے
سنگ سود مرد کا ہے چاہ زفرم ہے خون
غمرہ و انداز ستہ شہور و قتل ہوا
واسطے عشاق کے زہر شکر آئینہ ہے
ایک کاٹھی میں نہیں دیکھا ہے دوشیگر
امتحان کر دیم و مال ہر کسی معلوم گشت
غفران ایسٹو و فرعون موسیٰ پیشواست



ابرو کی وارفت تا کہ میں تربتے
تا کہ سب جہین یہ دین سے کسی نوار کا



اس یوز کو ہے شوق ہرن کے شکار کا
منا خین مزاج ہمارے عبا رکا
رکھتا ہے دام یازنگا ہون کے تاکا
ہر گل سے شک باغ ترے باسی ہار کا
ہر وزہ آفتاب ہے میرے عبا رکا
عالم ہے اس جہن میں خزان و بہار کا
پاس ادب ضرور ہے ابر عبا رکا
کیا منتظر ہے لیلیٰ محفل سوار کا
آیا ہے پیش یہ یہ فضل عبا رکا
ہے اوج پر ستارہ در آبدار کا
جب گل کہلے تو ختم ہے موسم بہار کا
خاکا ہے شکل رحمت پروردگار کا
چشم فلک میں سرمہ ہو جسکے عبا رکا
چو اہے بعد مرگ بھی تھپ نزار کا
عالم ہے خط یار میں حظ عبا رکا
ہے جوش بحر رحمت سے روگار کا

لیکا ہے دل کو الفت چشمان یار کا
گوشہ جو ہاتھ آیا ہے دامن یار کا
ہے عشق او سکو طائر جان کے شکار کا
تیرے بگاڑ میں جی سزا رون ناہین
اک مہروش کہ عشق میں جکڑ ہوا جو خاک
گمہ دلین یاد ہجر گہے شوق وصل یا
بھلو سے اوٹھ کھڑا ہو ہمارے غبار دل
جنگل میں سر لڑھکے جو محبتیں کا عبا
چہا یا نہیں ہے باغ پر ارد میں ابر تر
زیب گلو ہے گاہ گہے گوش یار میں
آئی ہی بیان شباب کے شہیب آشکار کا
اسے زباں خشک یہ دامن تر میرا
اونکے سمنہ حسن کی اندر سے گریں
تاثیر سیری آتش وحشت کی دیکھنا
اسے نامہ بر کہ ورت دل صاف عیان
وہ مبادل آئے جہوم کے اسی کشو چلو



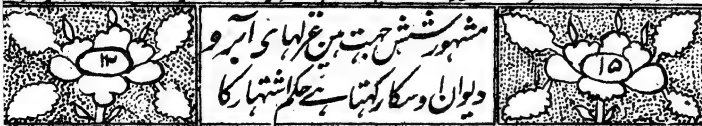
اوس بت کو بندہ دل ہو ملائیں گے آبرو





پہلو میں دل نہیں میرے پہلے ہے کسار کا
 ڈر ہے کہ مدعی نہ ہو خونِ جبار کا
 شانِ خدا کہ آئینہ مسکن ہے مار کا
 طوطی چین میں بول رہا ہے ہزار کا
 ذرہ ہے برقِ طور ہمارے غبار کا
 دین بڑا ہے زنگی البتہ سوار کا
 توڑا طسم لوحِ جبین سے عبا کا
 پھر پوچھتے ہیں حالِ دلِ بقیہ لار کا
 ہے شوقِ وصلِ یار میں عالمِ خار کا
 شکی نہیں وہ گردِ شلِ لیل و نہار کا
 پروانہ مہر ہے میری شمعِ مزار کا
 اوٹتا نہیں ہے پاؤں عروسِ بہار کا
 نقشہ او تر رہا ہے یہ خطِ عبا کا
 مرجہا کے اہل ہاے گاسنہ مزار کا

یہ ہی شکر ہے الفتِ شرکانِ یار کا
 کیونکر سنیں وہ نالہ دلِ داغِ دار کا
 مرآتِ دل میں وہ بیان ہے کیسے یار کا
 آئی جبار ہو گیا لکھن میں اہلِ ہار کا
 کیونکر نہ شیم مہرِ بویانِ دینِ کلیم
 لیتا ہے آنکھوں آنکھوں میں لکھو وہ غاشم
 پڑ پڑ کے پاؤں صاف کیا ہے یار کا
 شوخی تو دیکھو سینہ عاشقِ پیکرِ ہاتھ
 گھٹ لیتا ہوں جا میاں اگر ایساں بھی
 جو چشمِ منتہ زاپہ تمہاری ہے شیفتہ
 گس شعلہ رو کے عارضِ تاباں کا ہونِ شہید
 زیور میں ہے گلونکے یہ ایسی لدی جی ہئی
 ہوتا نہیں ہے خط کی تعشق میں جسمِ زار
 نیز گیموں کا اک بتِ نوحہ کی ہونِ شہید



ہو جاے جسے دیکھ کے دم بند قضا کا
 اور خاکِ قدم میں جزا شرفِ خاک کا

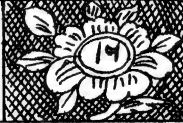
کافر تیرے آنکھوں میں وہ سر رہے ہلا کا
 ہے برقِ تجلی تری تصویر کا خاک کا

ظاہر ہونے پابند ہے جو حکم خدا ہے
ہے شک میں تاثیر نہ اسے میں آخر ہے
آقا زور انجسام ہے الفت میں بلور
شمشیر ادا کا نہ بچا ایک بھی زخمی
اب خاک گزر کو چہ سفاک میں ہوگا
نالے کو میں رو کے ہوں لگژنگ دانیز
تسلیم ہر ایک بات ہے اوسن کو ہماری
سُن کو چہ سفاک کا فاصد یہ پتا ہے
اوس بادشہ حسن کے در کا میں گدا ہوں

از ہے کمر سکہ واعظ کو ریا کا
کچھ نیل ہی گرا ہے سیری آب و ہوا کا
جلد نہیں محتاج ہریش شرط و جزا کا
خالی گھیا وار کہی تیغ قضا کا
روکا ہے وہاں تو ملک الموت نے ہا کا
یہہ کاروں محتاج نہیں بانگ درا کا
خالی نہیں جاتا ہے کہی وارد عا کا
چہر کا وہاں رہتا ہے خون شہد کا
گل سے جہاں تر ہے کم بال ہما کا



گیون آبرو یہ اور گیا پہلو ہمارے
جب ل کے نشانے کو سینے نہیں تاکا



مسی الدین لب نے تیرے کہو یا خوش نیک کا
جو سا غراتہ میں لے وہ بت میوش نیک کا
کرے اب تذکرہ صاحب میری تلوین نیک کا
اوٹھا سکتا نہیں مج ہے بار سر گوش نیک کا

ہنگینہ کیوں نہو عالم سے اب پش نیک کا
یقین ہوشناج صندل سے گل آیا گل ہوسن
یہ ایما ہے کیسکے فندق پائے نگارین کا
پہن کر کان میں بندہ یہہ فرمایا نر کرتے سے



مسی الدین طلب اور تو انکے اگر ٹیپے
تو اور جائے نہامت سے بلا شکی غش نیک کا



پہر نہ دم مارا مسیحا نے مسیحا کی کا
شور ہے غانہ بجانہ سیری رسوا کی کا

دم کہنا دیکھا جو اوسن لب کے سوا کی کا
عاشق اور کلان ملاحیت پہا ہوں جب سے

عشق کیسویں رہے جو وہ نہیں اور جہاں کو دوبہاں بسکا بھی رہے اسی صنم جامہ زیب اونکی انگھون سے اسے دھوی ہم چشمی ہے آفتیں ڈالتی ہے کیا کیا یہ دل عاشق پر	شہرہ ہو جائیگا ہر سو تیری سودا کی کا پُر رزے پر رزے ہے گریبان تیری حوائی کا کیا ہے دین ہے بڑا آہو سے صحرانی کا کالا موہنہ اور ہو یا رب شب تنہائی کا
--	--

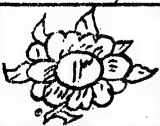


آبرو آئے گا غمتیں مقرر دیتا
عشق بدنام کر گیا تہیں ہر جا ہی کا



یہ دکتا ہوا گنڈن سا بدن ہے کسکا
تیغ ابرو کا سوا اور چلن ہے کسکا
نشہ ہوش و خرد کھٹے ہر ن ہے کسکا
اسے پریرو یہ بہو کا سا بدن ہے کسکا
یہ زبان کسکی ہے نادان یہ دہن ہے کسکا
بوجہ دل پر یہ کہو مشفق من ہے کسکا
ہوش میں آوہ بت عہد شکن ہے کسکا
وحشی چشم بیابان بن ہرن ہے کسکا
یہ زمین کسکی ہے یہ چرخ کہن ہے کسکا
چشم فغان کی سوا سحر ہی فانی کسکا
اپنی دیوانہ بن رقم وصف دہن ہے کسکا

روپیہ تیرا ستر چرخ کہن ہے کسکا
مثل چلتی ہوئی سیفی کے جہانین اور ترک
ہو کے اسی حضرت دل نائل چشم ساقی
رُوبرو جسکے ہے خورشید چراغ سحری
دیکھہ تو غنچہ دوسوں کو چین میں گل چین
یار شاطر کی عوض لکھتے ہو یار خاطر
اوسکے اقرار کو بچا دل نادان نہ سمجھ
کسکے جیوں سے ہے گلزار میں نرگس بیار
فرق پستی و بلندی کا حفظ ہے ورنہ
روبرو قاست نہ جان کی قیامت کیسی
کیوں نہ شیریں سخن کا ہو جہانین شہرہ

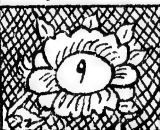


دل ہزاروں کے جسے دیکھ کے میں ڈانڈوں
آبرو کیے تو یہ چہاں ذوق ہے کسکا

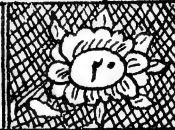


بعد سر سے اوس گل لئے کجرا غیر سی لکھا پہلو کھنا
 نہ نظر ہے جگو جو امی گھلام تماشا پہلو لون کا
 ڈالی جب وہ رشک گشتان کا عین بالا پہلو لون کا
 جامہ اوس گلو کی طرح یہ کیسے زیبا پہلو لون کا
 کھا کے جو گل عشق مگر وین جان خیزین بر باد گئی
 گلچین میں اوس رشک چمن کی کیوں لگی کار جو
 میرا دل پر داغ نہیں ہی رشک چمن ہے تیرا تھا
 ماتہ ترین لکیر ای گل خوبی دیکھ نہ بخشیم غور ذرا
 خاک جبار زیست یہ اپنی گل کی طرح ہم خندان ہو
 آدرا کوں سے گل کے وقت سحر ہی گلشن میں
 جسے نظر آیا ہے اور کو تیرا دانا تنگ صدم
 رکھتی اپنی ہوا خواہی میں میری دل پر داغ کو کھ

طرہ اوس پر یہی کہ میری بول نہ کیا پہلو کھنا
 گل کہا کر یہ سینہ پہنچا پنا بنگیا تخت یہو لون کا
 کیوں نہ عناد دل سمجھین جی میں رتبہ دو بالا پہلو لون کا
 دیکھہ علی ہم باغ میں جا کر تخت تختیا پہلو لون کا
 باد صبا کی گوریہ میری ڈھیر لگا یا پہلو لون کا
 عشق میں جسکے اپنا گلون سے جسم ہے گرا پہلو لون کا
 سینے میں مینی تیری لئے یہ باغ لگایا پہلو لون کا
 کیا ہی گلون سے ماتہ سرا کی دست سے دستا پہلو لون کا
 ہنستی ہی ہنستی ہو گیا دشمن تپا پتا پہلو لون کا
 باد صبا کی جسکے لئے یہ فرشتہ بچھا یا پہلو لون کا
 تب سے تب تک باغین حیرت سو ہو دہریا پہلو لون کا
 آپکو ہو مرغوب جو حسب لیجئے نیکہا پہلو لون کا



کیسی آبرو پہول کہلے تھی کیسا هجوم طبل تھا
 حیف خزان لئے اکی او جارا تختہ کا تختیا پہلو لون کا



افنی سبھ کا کہنے منتر نہ ملی گا
 جب تک کہ گلے سے ترا خنجر نہ ملی گا
 ہر تیرا مزاج اسی بیٹ کافر نہ ملے گا
 اُمید تیرے رخسے مقرر نہ ملے گا
 ہم ابھی کوئی آپکو نوکر نہ ملے گا

عاشق کو سر زلفِ معبر نہ ملے گا
 جیسے کامرا عجب کو سنگ نہ ملے گا
 لاجامی گے جو چیز مانے میں ہے جگو
 جو اسیر صغائی ہے کھان پائی وہ اسنے
 ہم آہستہ سوار نہ پائین گے ولیکن

جز میرے اگر لاکھ ملائی کوئی اوس کو
آتا ہے یہ اپنا دل گمراہ اوس سے پر
منہ دیکھ کے رزدیتی این ہم مانگ کے بڑا

بہگزینہ ملا ہے وہ سنگ نہ ملے گا
جس کو کہ سمجھتا ہے مقرر نہ ملے گا
جب کہتی ہو تم صاف یہ ہنس کر نہ ملے گا



سب عمر کٹی یاد یہ پیمانی میں مدحیف
اب آبرو جز گورہیں گہر نہ ملے گا



یہ بھار آئی عناد دل کو چمن یاد آیا
ترے رفتار نے دیوانہ کیا یہ مجھ کو
دست و حشمت نے گریبان کو کبھی پہن پر
اکی ہستی میں جو ملک عدم کے خدایان
صید بسل کی طرح برین جو شریا از خود
رخ شفاوت پہ دیکھی جو ترے خط کی نمود
یہ ہر ترے غم نے کیا تازہ پرائے غم کو
زور و حشمت سے سلاسل کے کیے سوکڑی

یہ ہوا جو ش جنون پہ مجھے بن یاد آیا
یہ ترے چال سے مجنون کا چلن یاد آیا
یہ کھی شوخ کا سیساختہ بن یاد آیا
جب سفر میں ہوئے تلافی و طن یاد آیا
مرغ دل کیا تجھے وں تیر فگن یاد آیا
مہکواے رشک قمر چاند گہن یاد آیا
زخم فوسے مجھے یہ زخم گہن یاد آیا
قتل خانے میں جو وہ عہد شکن یاد آیا



سخت عطا ہوئی پہ آبرو ہوش اپنی کم
پہر کیا ہمیں مضمون دہن یاد آیا



نشیستہ دل جو چور اسے بندہ پرور ہو گیا
ہجر میں مرنا مجھے جینے سے بہتر ہو گیا
بے بھار حسن بھی سرمایہ ناز و غرور
عکس رخ کا اول سے پوسہ لیلیا آئینہ میں

دل تہا رامیری جانی سے جو بہتر ہو گیا
میرے گردن پر ترا افسانہ خیر ہو گیا
چار ہی دین و گل جانی سے باہر ہو گیا
اینا مطلب دیکھنا اویر ہے اُوپر ہو گیا

طائر جان کے لئے ہریال شہیر ہو گیا
 کس لئے ناخوش ہو تم حصہ برابر ہو گیا
 روزن در یہ ہوا روشن کہ اختر ہو گیا
 سنگ سوسنی اسے پریر و سنگ مرمر ہو گیا
 دل صراحی اشک صہبا دیدہ غم ہو گیا
 صورت الماس اب یا قوت حسم ہو گیا
 نوک زلف یار بھی کالے کا منتر ہو گیا
 کیون تھا ہوا بے بدلہ بند پرور ہو گیا
 جہد میں او میں آئینہ سدا سکندر ہو گیا
 لعل ہیکا پر گیا بے آب گوہر ہو گیا

مر گیا میں دیکھ کر چہرے جب بکھری وہ زلف
 غم کو بوسہ مجھے دشنام دیکر کھکھک
 اوس نے جہان کا تو فروغ چہرہ پر نور سے
 دیکھ کر زلف سیہ تری یہ رنگ او کا اڈا
 ہم سے آزادوں کو جسم شوق مینوشی ہوا
 اوز گئی رنگت مقابل ہو کی ہونٹوں سے تر
 نام سوا دسکی گزیراں ہوتے ہیں مار سیہ
 ایک بوسی کی عوض تم نے سائیں سو مجھے
 دریاں ہوتا یہ تو دیکھتا جی بھکے ہیں
 رو بر ویر کب دندان کے اسی خورشید رو



یکہ او سے نفل تھا کے اکبر و پرواہ نہیں
 جسکے سر پر سایہ زلف معنہ ہو گیا



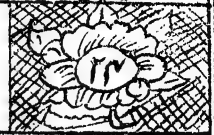
باد خرگان سے یہ دل سینے میں پیکان ہو گیا
 ایک غنچی میں نہان گویا گلستان ہو گیا
 غنچہ ہر اک میری انگہوں میں گلستان ہو گیا
 بیلے کی سفل بہ گردان گردان ہو گیا
 دامن صحرایں ڈر کر قیس نہان ہو گیا
 تحفہ تربت مجھے تحفہ سلیمان ہو گیا
 رفتہ رفتہ غنچہ یہ رشک گلستان ہو گیا

عشق ابرو میں مجھے خنجر گریبان ہو گیا
 دل میں اب ساکن خیال روی جان ہو گیا
 دیں وحدت سی سیر گلشن عالم جو کے
 میری اریکا شکر شکستہ چشم طوفان خیز میں
 اوسنے جو شہرہ میری دیوانگی کا سنایا
 فاتحہ پڑھنے پر پروا تے ہیں ہمت سے
 دل پہ کہا لے اسعد الفت میں اوس گلو کی دھم

میرے بن عشق کے ایسا جری ہی میرا دل | ستون سے آماجگاد تیرا خاک ان سو گیا۔



سر بہر دیوان میں لکھے وصف کا کل آبرو
اس لئے مجموعہ خاطر پریشان سو گیا

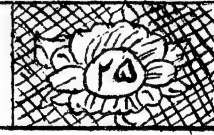


جھان جلتا تہ و بالا زمین و آسمان ہوتا
خدا جانے کہ کیا ہوتا اگر تو مہربان ہوتا
نہیں اوسکا بیان ہوتا نہیں اوسکا بیان ہوتا
بیان ہوا اگر سر پر ہما کا آشیان ہوتا
تو میں کوئین سے ملتا یاں ہوتا نہ وان ہوتا
نہو تہ تو غم سے زرد کیوں برگِ نزان ہوتا
تو رہنا اوسکا ہر دم روبرو تیرے کھان ہوتا
غضب ہوتا اگر آنکھوں سے تو لانی بھان ہوتا
سبک ہوتا نظر میں غیے کے اونپر گران ہوتا
اوسی ہم دیکھتے جو منہ نہ تیرا دریاں ہوتا

میر سی دکا کوئی نالہ اگر آتش فشان ہوتا
بائیں مہربانی ہم فد کرتی ہیں جبان اپنی
برکت کعبہ جو حلی بات تہمین اسی بت کافر
نہو تہ سر لیند اوس سے بھی ہر گشتہ قیمت ہوتا
یہ ہستے سی بہ تنگ آ یا ہون ہوتا بس اگر میرا
سفر راہ عدم کا ہر سیکو ناگوار ہے
مکرتا آئینہ ہر وقت منہ دیکھے اگر بائیں
تیرا دیدار ہر احشہ پر یہ بھی غنیمت ہے
بہلا کیا فائدہ تھا جوین عرض حال دل کر کے
ہماری روبرو یوں آئینہ آکر مقابل ہوتا



پتہ ملتا وہاں تنگ اونکی تہ ہے کیونکر
نہ جب تک آبرو کوئین میں تو بی نشان ہوتا



یہ وہ قرآن ہے کہ جبین نہیں نقطہ دیکھا
نامہ واپس کیا اوسنی نہ لفافہ دیکھا
طرفہ گردو خاک یہ عالم میں ہنڈولا دیکھا
کہ زمانہ کیو ہمیشہ تہ و بالا دیکھا

خال سے اونکا مخرج زیبہ دیکھا
ہنسے اولنا خط تقدیر کا لکھا دیکھا
اسکے گردش سے جہان کو تہ و بالا دیکھا
اسنے ایسا نگہ یار کا ہے کیا دیکھا

ہننے چشم بہت خود کام کو گویا دیکھا
 کر بی ہول گئی ہو گئی ایسے بیہوش
 ہمس گوس گہر دندان سے ہوا تو لیکن
 موہین اوٹھتی رہیں اشکو کی بدولت اس سے
 دسترس باور صبا کا بھی ہونے دین گے
 قیس مجھ کوئے انا لیلے کھا سٹوق سے خود
 اسی خدنگ نگہ و ناوک مرثکان صنم
 چاہ کیتے تین جسے کیل نہیں حضرت دل
 اپنی وعدہ پہ نہ وہ ماہ دو ہفتہ آیا
 موتیوں کا ہوا شک صاف تر آب ایدل
 بت جنازی کو لیتے جاتی ہیں کیا توں باہر
 نیل آنکھوں کا ڈھلا چھوٹ گئیں منضیں تک
 بول اوٹھا جو شر محبت میں آنا حق منصوص
 صدمہ ہجرا کچھ سال نہ پوچھو صاحب

اک اشارتیں ہوا حل یہ محسوس کیا
 کئی کیا طور پہ اسی حضرت موسیٰ دیکھا
 آیا موتی کی بھی داستان ہے پسنا دیکھا
 خشک ہننے نہ کہجے چشم کا چشما دیکھا
 ہننے اک بال جو اس زلف کا بیکا دیکھا
 دین دل میں جو پردہ نہ دوسری کا دیکھا
 تنہ دیکھا نہ سرا دل نہ کلیجہ دیکھا
 کیا نہ دیکھو گے ابھے اور نہیں کیا کیا دیکھا
 چو دیوین رات کو بھی ہننے تو غرا دیکھا
 خند زن عینی جو او کو لپ دریا کیا
 ہمنشین خامہ باخیر ہمارا دیکھا
 اپنی ہیاں کو تنہ نہ مسجا دیکھا
 تیری تصویر میں جب اپنا ساقب دیکھا
 نکو کیا اس سے عرض خیر جو دیکھا دیکھا



سارا دن اپنی کاٹا ہو جو رو کے یونہی

آبرو کئی تو سنہ آج ہی کسر کا دیکھا



زندہ رہا وعدہ پہ نہیں ہو ہی چکا تھا
 برابر مرامت و دین ہو ہی چکا تھا
 تو ہند سرے زیر نگین ہو ہی چکا تھا

عاشق ترا پیو ندر زمین ہو ہی چکا تھا
 ہی دیو و حرم میں ہیشین ہو ہی چکا تھا
 بلجا تا اگر ہنسہ خال بیت بی دین نہ

یوسف کا کہنا سن کر سے کمرہ سے ورنہ دو چار قدم اور جو تم ناز سے چلتے وحشت لے نکالا مجھے اب گھر سے ورنہ مفتون نہیں کچھ کچھ کا مین روز ازل سے گرو ضبط کرنا مین کبھے نالہ ول کو	مشہور عالم مین سین ہو ہی چکا تھا تو حشر بپا زیر زمین ہو ہی چکا تھا میرخانہ نشین مثل نگین ہو ہی چکا تھا عاشق سزا اسی ماہ جبین ہو ہی چکا تھا توزیر و وزیر چرخ برین ہو ہی چکا تھا
---	--



اسی آبرو کیا حاجت تعمیر حرم تھے
اس دل کی کھانین وہ کین ہو ہی چکا تھا

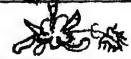




بغا چوڑی یہ اوس سر و سیم سے ہون سکتا
جو ہو یوں مانگر رسوا کسی سے ہو نہیں سکتا
تو پر کچھ بندہ پرور بندگی سے ہو نہیں سکتا
مگر مجبور ہون کچھ بی بسی سے ہو نہیں سکتا
نہایت بابر یہ ناز کی سے ہو نہیں سکتا
زمانی مین سٹرمی اپنے خوشی سے ہو نہیں سکتا
جو کار منتہی سے بتندی سے ہو نہیں سکتا
جو بے کار مرثہ ہرگز چہری سے ہو نہیں سکتا
سوا شیخی کے کچھ ہی شیخ جی سے ہو نہیں سکتا
زیان پھر تجکو میری کی کنی سے ہو نہیں سکتا
کہ کار تیرنی پیکان سری سے ہو نہیں سکتا

وفا کو چوڑی مین یہ اپنی جی سے ہو نہیں سکتا
یہ ذلت لیتی ہر عشاق ہی کچھ تو سبب اس مین
اگر لطف خدا ہی پاک اسی وعظ نہیں شامل
نہ جانے دون کسین او کو نہ آئی دون قیو نکو
اوٹھا کر انگ وہ دیکھین پہلا کیو نکو مگر جانب
ہو اقیس الفت یلی مین مجنون ورنہ کوئی بھی
برنگ بید روشن باو نہ ہوتا ہے کبھی
یہ و لکو توڑ جائے وہ کرے اندام کو زخمی
باین ریش و عمامہ کرتے ہین با تین بناوٹ کی
رنا زندہ ہون جب مین الفت و مذاق قاتل مین
پہلا کیا فائدہ اہل سے بی تاثیر آہون سے



جو ہے دل مین غانی آئین مین آبرو کرے



۱۲	مقابل بیچے کر مصلحتی سے ہو نہیں سکتا	۲۸
<p>برج خورشید بنا گنبد مدفن اپنا چاہتی کو چہ شمشیر میں مدفن اپنا دار خالی نہ کہے دیگے یہ پلٹن اپنا نرنا برق سے محفوظ یہ خرم اپنا حسن ہر طرح دکھا جاتا ہے جو بن اپنا ترن عریان بنو کیوں صورت سوزن اپنا کہ ملا جاتا ہے تارِ رگ گردن اپنا سایہ افکن ہر ہر خار پہ دامن اپنا چشم بد و رامنگون پہ ہے جو بن اپنا کوٹِ عصیان کے سبب سے جو دامن اپنا مہربان ہوں گئے آپ لڑکپن اپنا کہیں رکھتا نہیں یہ طبع کا تو سن اپنا</p>		<p>داغِ دل گوین پچکا پس مژدن اپنا الفتِ بروی قاتل میں گئے حسانِ خیزن صفِ خراگان ستری ہوگی سری شری تمام ہو گئے ہوشِ خرد ایک نگہ میں رخصت رنگِ رخ بنتا ہے گاہے گھی سینے کا اوجھا عشقِ مرگان کی سبیلِ فنا کرتا ہوں کیا ہے دلکش ہے تیری تیغِ نگہ کا ڈورا دیکھ کر دھوپِ کڑی وادیِ وحشت میں ہوا ناز سے کہتے ہیں وہ دیکھی سینی کا اوجھا ہو چکا اگر مخی خورشیدِ قیامت سے خشک ہتی نہ چوٹی کے خبر خاک نہ کنگھی کا خیال ہو زمین شہر کی کیسی ہے اگر ناموار</p>
	<p>ابرو دل میں بندارتا ہے زلفوں کا خیال خود مخفا کرتے ہے راتو نگو یہ اولہن اپنا</p>	
<p>جو پاؤں سے سرے جدا لئے زنجیر کو کاٹا خیالِ تیغِ ابرو نے دل دگر کو کاٹا غضب یہ کیا کیا والفجر کی تفسیر کو کاٹا سخنِ افونکی جسے بیشتر تقریر کو کاٹا</p>		<p>مین دیوانہ یہ سمجھا کا کل شبگیر کو کاٹا جگر پر تیرا ہی یادِ مرگانِ ستگر نے خطِ شبگون کو کترِ مصحفِ رخسار سے تینے زبانِ منہ میں ہے اوس سفاک کے چلتی ہو قنچی</p>

<p>لبی جب سے ہو س خاک پائی سیم تن بہکو سبکو ہر کانامہ لیا اوس شوخ نے خط کو رشا کتا ہے سبکو ہی سر فروخت اپنی پہلا کیونکر عیان جو طر ہوئے تیغ زبان کی ہر سخندان پر</p>	<p>بیاض دل سے بہنے لند اکیر کو کاٹا گلبا دیکھا جو میرا نام سب تحریر کو کاٹا کہین تبریر نے بھی ہے خط تھیر کو کاٹا جو ہمیں مسہ کہین غیر کی تحریر کو کاٹا</p>
---	---

<p>بگڑ جائیں نہ وہ ای گرو خاموش ہو جاؤ بہلا کئی ہے اونکی آج تک تھیر کو کاٹا</p>	<p>۱۳</p>	<p>۳۰</p>
--	-----------	-----------

<p>طرفہ مضمون رخ و گیسوئی جانان نکلا۔ جب میں دیوانہ پئے گشت بیابان نکلا۔ وصل کے روز بھی آرام نہ پایا ہم نے۔ گراولٹ دین وہ نقاب اپنی رخ روشن سے قتل عشاق کو کافی ہے چھری موگال کی چاند فی رات کا عالم ہے سری ترستین اشک ریزان صفت شمع تھی لاکھوں لیسوز اوسنی ہوئی تھی حیاں مست جنائی اپنی باعث ضعف بن زار نہیں کہلتا تھا اب نہیں زیست کی امید ہی آما ہی تو آ یاد گیسو میں کیا دیان لب جانان کا ہو گئی دھج پریشائی غلط معلوم</p>	<p>جلوہ صبح وطن شام غم بیان نکلا شہر سے ساتھ لئے مجمع طفلان نکلا دل سے کھکانہ ترا او شب حجب نکلا سبکو ہو جائی یقین جمعہ در نشان نکلا لیکے و ترک عبت خجہ رتران نکلا داغ دل نور میں رشک مہتابان نکلا اپنی نیم سے کیا اکین ہے نالان نکلا۔ برلی بنری کے ومان پنجہ مرجان نکلا دل میں آخر کمر یاد کا ارمان نکلا۔ دم کوئی دم میں میرا عیسیٰ دوران نکلا شام ہو کر میں سوئے شہر بد نشان نکلا دل گرفتار خیم گیسوئی چچان نکلا</p>
---	---

آبرو و رسم نہ سبکہ و ش ہوئی سر دیکھ

۳۱ تیغ قاتل ہے کا گردن پہ کچھ سان بکلا ۱۱

ہے گرفتار اک جہان ہم کیا	دام الفت ہے زلفِ برجم کیا
وہ ہے آئینا او کی فقر و فاقہ	جو نہیں جانتا کہ ہی دم کیا
کہا نئی جاتا ہے دل کو گہن کھٹ	جانکا میرے روگ ہے غم کیا
بلبے شوخی کہ نزع میں پوچھا	سچ بتاؤ نکلتا ہے دم کیا
مئی وحدت کا منہ جام پیا	اوسکے نزدیک ساغرِ جم کیا
تیری ہمارے چشم کا اُوبت	ہو معالجِ مسیح مرہم کیا
جب ہے اقرارِ بوسیِ دنی کا	اسمین پہ شرطِ بیش اور کم کیا
زلف نے تیری جنکو مارا ہے	اونہ تا شیر کر سکے سم کیا
غم عاشق کا حال سنگی کھا	ہم سمجھتے نہیں کہ ہے غم کیا
ہے جو آدہ اشکباری پر	قصہ طوفان ہے جہنمِ ریغم کیا



شافع المذنبین ہے اپنا نبی
حشر کا آبرو ہمیں ختم کیا



بارِ آنا نظر نہیں آتا	غم یہ جاتا نظر نہیں آتا
آبِ دیدہ بے آتشِ دل کو	اب بھی جاتا نظر نہیں آتا
مجھ کو جینا فراقِ میر کی	نہیں آتا نظر نہیں آتا
بختِ خستہ کو میرا لہ دل	اب گھٹاتا نظر نہیں آتا
ہوں و لاغر کہ اوسکی دبا کو	گھر میں جاتا نظر نہیں آتا
دہن یادِ باعثِ تنگے	نہیں آتا نظر نہیں آتا

<p>سراوٹھا ناظر نہیں آتا اب سنا ناظر نہیں آتا کوئی ذات ناظر نہیں آتا اب گھٹانا ناظر نہیں آتا</p>	<p>اب تو اس ناظر کا نالہ ہے اپنی آنکھوں میں جس نے تصویر یار سقف گردون کو میرے آہ بغیر زندگی کے چرخ کوئی جزیر</p>
<p>کرم کو بجز ترے اسی یا کوئی بہانا ناظر نہیں آتا</p>	<p>کرم کو بجز ترے اسی یا کوئی بہانا ناظر نہیں آتا</p>
<p>اس چال سے دل بیتے ہو کبکری کا اور ناز فی انداز اُڑایا ہے پری کا نالہ ہے کہ جہو کا ہے نسیم سحری کا اک تیر سے بل نکلی گا سب کچھ نظری کا باندھیں گی جو مضمون تری نازک کمری کا سر پر سری سایہ رہے شوریں سری کا لپکا ہے اگر اونکو تو ہو مفت بری کا عقا ہو کیون فقرش قدم رہ گزری کا بیوجہ نہیں شوق لباس اگر سری کا پایا ہے تو کیا سروئے پہل بیٹری کا ہے اپنی دعائیں بھی اثر بی اثری کا ہوتا ہے اثر جلد دعائی سحری کا ماقل ہے تو قائل ہو کہوئی کے کہری کا</p>	<p>تھو کر سی دکھاتی ہو چلن فتنہ گری کا غزہ ترا موجب ہے صنم فتنہ گر کا کہل جاتے ہیں سینی میں گل دلخواس سے آنکھیں تیری کہو لی کا سرانالہ دلکش کہل جاتی گی بار یکے فکیر شعرا صفا پروردہ آغوش جنون دل رہے یارب میں گوہر دل بی لٹی بوسی کی نہ دون کا ملتی ہے رہ عشق مجھے سحر عدم سے منظور ہے اونکو دل عاشق کا جلانا قمری ہوئی طوق گلو گیسری آزاد مقبول دریا رہ ہو تی نہیں ہر گز تاثیر ہے پیری میں فزون نالہ دل کی اوس شوخ کے باتون پہ نہ بھول اسی دل لہنا</p>

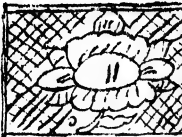
اوس شوخ کے باتو سپند بہول اسی ولہ دان
 بہو جھہ چکلتا نہیں گلزار میں غنچہ
 ایلان اولہ زلف پریزاد سے ہرگز
 اسی دیدہ دیدار طلب کیوں نہو شاہنشاہ

قابل ہے تو قابل ہو کہوٹے کے کمری کا
 دم بہرنا ہے شاید کہ نسیم سحری کا
 دیوانے یہ سودا ہے بڑی درد سحری کا
 قابل ہر اک اختر ہے تری منتظری کا

ہر جائی سے اسی گہرو دکونہ گھاؤ
 دیتا ہے بہت رنج تشن سفری کا

کبریز میں عشق ہے پیمانہ ہمارا
 دل کرتے ہیں حُسنِ مرغِ احمد پہ نقد و
 یارب دل صد چاکا اوس میں رھی اولہا
 ہو عشقِ نبی دور ہوا صنم کی الفت
 چشمانِ نبی کی ہے جگہ شیشہِ دلین
 سو جان سے قربان ہے زلفون پہ نبی کی
 ہے پیشِ نظر ابروئی خمدار محمد
 رخسارِ پُر انوار پہ آئی ہے طبیعت
 تر و یکہ کہتے ہیں مرثہ مردم دید
 ہر رنج احمد کے جگہ قلبِ مین کی ہے
 اوس چشمِ سیہ مست کو دیکھ گانہ جنگ
 تشریف وہ لائیں گی کہی نہ دل میں
 مرغِ دل حاسدھی پھلک جاتا ہی شکر

ہر ایک سخن کیوں نہو مستانہ ہمارا
 اس جنس کے قابل نہیں بیخانہ ہمارا
 گیسوئی محمد میں ہو یہ شانہ ہمارا
 مسجد ہو آلمی کہیں تجخانہ ہمارا
 حورون کے عمل میں ہے پریشانہ ہمارا
 پیر یوں پہ ہے شیدا دل دیوانہ ہمارا
 ہے سمتِ حرمِ سجدہ شکرانہ ہمارا
 ہے صاحبِ اسلام سے یارانہ ہمارا
 چہر کا ہوار ہوتا ہے یہ خسانہ ہمارا
 اب برجِ قرین گیا کا شانہ ہمارا
 ہر شیار نہو گا دل دیوانہ ہمارا
 آباد کہے ہو گا یہ ویرانہ ہمارا
 کم ادسکو چہری سے نہیں افانہ ہمارا



مستی می عشق چنگی بے سراسر
ہے طرز سخن آبرو رندانہ ہمارا



اوتر آیا ہے اس آئینہ نقشا تیرا
یعنی سر دیگی لیامفت ہے سودا تیرا
لہو نہ لیتا ہے کرات کا دریا تیرا
صل کبھی فکر سے ہو گانہ معما تیرا
کم نہیں نشہ صہبا سے نظار تیرا
لبٹا کنش ہے گویا کہ مسحا تیرا
بول بالا رہے تا عالمہ بالا تیرا
حسن ہے نام خدا رشک تجلا تیرا
مجھ کو کافی ہے فقط ایک اشار تیرا

ہے سر سے دل میں خیال رخ زبا تیرا
یہ گران مال ملا ہے مجھے سستی مولوں
ہے نبوت تری اسی شاہ محیط عالم
دہن پاک کے ہو گئے نہ کہے وصف قم
مست ہو جاہل نیکوں دیکھ کے اللہ والے
مرد مدحی اوٹھتے ہیں اکدم میں ترا شکر کے کلام
عوش پر قامت موزون کا کرین ذکر ملک
دیکھ کر حضرت مولے کو نیکوں غش آئی
نگہ لطف و کرم کچھ تو ادھر بھی ہو جائی



خواب میں شب کو ہوا آپکا دیدار نصیب
آبرو جاگ اوٹھا آج نصیبا تیرا



دارا اسی سوار تہ ہے دربان عرب کا
طوبی ہے ہر اک نخل بیابان عرب کا
ذوہ ہون میں خورشید درخشان عرب کا
بنم دل و جان سے سے جو سلطان عرب کا
گویا کہ ہون طوطی شکرستان عرب کا
ذوہ ہے فزون مہر سے میرا عرب کا

کس منہ سے کروں وصف بیا نشان عرب کا
کم روپ نہیں جُنسلہ سے بستان عرب کا
روشن ہے قمر سے بھی سری طالع کا اختر
کرہتا نہیں و شاہی دارین سے طلب
پڑھتا لب شیرین نبی کا ہون میں کلمہ
وہ فرش زمین عرش برین سے بھی اعلیٰ

خورشید بھی اک ثقبہ سے ایوانِ عرب کا
 ہی آج پہ اختر مہ تابانِ عرب کا
 فوج رنگ ہوا ذرے سے شجا عانِ عرب کا
 پہ چمکتے یہ زبان بھی ہے نمک خوانِ عرب کا
 میں تابعِ فرمان ہوں سلیمانِ عرب کا
 قائل ہوں کیوں بوزِ فروِ سلمانِ عرب کا
 جو مرتبہ ہے مرغِ خوش آسمانِ عرب کا
 ہی دردِ زبان نامِ سلیمانِ عرب کا
 کیا واسطہ ہے شاہِ شہیدانِ عرب کا
 کیا وصف ہو مجھے شہِ ذی شانِ عرب کا

ہی سائیانِ یثرب کا فلکِ کشتی میں جس کا
 کیونکر بنوں یہ شمس و قمر تابعِ فرمان
 جب تیغِ شجاعت کی گہلی اپنی جوہر
 اوس کانِ ملاحظ کی صفت کرتی ہو ہر دم
 تابعِ مشکبہ ہوں سرے کیوں نہ عجم کے
 اصحابِ پیمبر میں رہو مشرع کی مادی
 وہ بات نہیں طائرِ سدرہ کو بھی حاصل
 اب دیوِ لعین سے نہیں کچھ دغذغہ محکو
 آئی ہوئی آفتِ مرے تل جاتی ہی ہے
 وہ شانِ خدائی دو جہان اور مینائی پیر



پہر آبرو قرآن کی تلاوت کا ہوا شوق
 پہر آیا تصور رُخِ جہانِ عرب کا



پاؤں اوس کا نہ کبھی ہم ہی پہلے دیکھا
 نخلِ امید ہر اک شخص کا پہلے دیکھا
 ذکرِ رفتارِ محمد کو جو چلتے دیکھا
 درِ دولت سے نہ عشاق کو ملتے دیکھا
 نامِ احمد کو زبان ہی جو نکلتے دیکھا
 چشم سے چشمہ رحمت کو اولبتی دیکھا
 کہ وہاں بائی نظر ہم نے پہلے دیکھا

سلکِ دین بنی پر جسے چلتے دیکھا
 ہمنے بستانِ مدینہ میں برپا کعبہ
 راستہ اپنا دلی پاؤں لیا فتنوں نے
 گردشِ چرخ نے گو سیکڑوں مالِ دین
 کلمہ گو ہو گئی تربتِ دینِ نیکرین مرے
 چشمِ میگون محمد کی تصور میں مدام
 دروضہ پاک میں یہ کچھ ہی صفائی بخدا

بزم میلاد محمدؐ میں فرشتے تو نکلو تھے دلغ عشقِ رخِ احمدؑ میں ہے کیا کیرنگی اوسکا شانِ انجسَم ان گنی سب لوہا حالِ میتابی دلِ استو کھلا حضرت پر وادعیِ شرب و بطحا و ادب کے جاٹے کیا سیہ سخت سے ہو پیرِ دینِ حسین	پاسِ آداب سے زانو نہ بدلتے دیکھا کبھی اس گل کو نہ بوباس بدلتے دیکھا میدانِ تیغِ عرب کو جو نکلتے دیکھا دلکو ناہون مرے پہلو میں اوچلتے دیکھا کہ یہاں پر نہ پا حضرت کو جلتے دیکھا زناغ کو ہنس کی رفتار نہ چلتے دیکھا
---	--



آبرو و دونو جھان میں بخدایِ دو جھان
بہنے نے عشقِ نبی کام نہ چلتے دیکھا



یا نبیؐ جس نے کہ دیدارِ تمہارا دیکھا فاتِ خالق ہے جو بی مثل تو تم ہی ہوتا شیفۃ ہو گئی جبریلِ امین سو جان سے کاش وہ دن ہوں روزی ہو کہ بشر کے ہیں سیرِ فردوس کی دل میں نرہی اوسکی ہوس ماہ و خورشید کو اوس بادشہ عالم کی سینہ پاک کو آئینہ سی دین کیا تشبیہ پائی بیمار نے صحتِ مرضِ عصیان سے	اوس نے اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا بہنے اوس نے نہ تبا کوئے نہ تبا دیکھا قامتِ پاک کو جب ہم طوبے دیکھا لوٹ کر آئیں تو سب چہیں کیا کیا دیکھا جیتے جی جس نے کہ گلزارِ مدینا دیکھا آستانے پہ سدا نصیبِ فرسا دیکھا موجِ زن اس میں سدا نور کا دریا دیکھا اک نظر نکلو جو ای فخرِ مدینا دیکھا
--	--



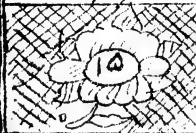
آبرو و بتک و کعبہ یہ کیا ہے موقوف
بہنے ہر شئی میں اوسے نور کا جلوہ دیکھا



جو دم بہرتی ہیں دل ہی شافعِ محشر کی قات کا۔	انہیں ہے دغدغہ اونکو دراز روزِ قیامت کا۔
---	--

کھڑی کیون پر رنگ شوخی طبیعت کا
اوڑا دیتی ہے صیقل جسطح خاک کدورت کا
اوپرین شکل نہیں کچھ بخشو انا اپنے امت کا
کہ گوشہ لامکان سے لگی تاج شفا کا
تمہاری خلوت کا الطاف کا مہر و مروت کا
دکھادی یاں انجکو ہال پاک حضرت کا

کھون جیو صف زقار براق سید عالم
محبت اگلی یون دنگ کفر و شرک کہو تی ہے
حبیب حق میں جو چارین کی خالق سی وی ہوگا
نقد حق میں ہر اقدس کی یہ رقت ہوئی حاصل
زمانے میں ہی کا حشر تک پہنچے چرچا
بہت مدت سے ہوئے جیلوہ دیدار کا طالب



مسلمانوں سے کوئی جان نہیں ای برو خان
عرب سے تا غم پہیلا ہوا ہے دین حضرت کا



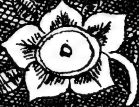
روایف باہمی موحل

یہ ضعف کا ہے زور کہ نوبت بکان اب
شاید وہ جھپہ پہلے سے کچھ مہربان اب
کوئی قوی ہے کوئی بھان نا تو ان ہے اب
غماز ہے کوئی نہ کوئی پہچان ہے اب
وقت بیان صدمہ درو خان ہے اب
ایمل وہ تار و طاقت و تسکین کھان ہے اب
چکر میں دو دواہ سے کیوں آسمان ہے اب
چمکا ہوا سا تو جسے روان ہے اب
اسی یاد یار دل میں ٹھکانہ کھان ہے اب
ٹھیکہ ہوا جو تیر تو سید ہے کھان ہے اب

آب الہ نہ طاقت ضبط فغان ہے اب
یوہہ بی سبب نہیں آئے کسے کی یاد
سب سے خیر آئین کی بھان و ان لطف
دولت سرائے یار میں بی لگی جائیں گے
بہتوں سے اپنے مشفق من دکھو تھام لو
دونو جہان سے ایک نظارہ میں کہو گیس
وہ کجروی کمان ہے کہہ رہے وہ سرکشی
بھاگے نہ لیکے سوئی عدم خوف ہی مجھے
پہلے ہی سی ہی رشاقیہ کجا گزیرن
یاں غسے قد چمکا و مان ابرو کا بل گیا

باہن گلی میں ڈال لی سوئی تھی میرے ساتھ
جس پر کہ فخر و ناز تھا ای جان جان کہین
یاں جان کلبو نہ پوٹو نہیں ہے خیال کر
کشتہ نگار راو محبت کی خاک ہے

کیونچہ وہ لطف مہر و صحبت کھانچے اب
حسن و شباب جو بن کہان ہے اب
ای مرگ القود کہ دم استخوان ہے اب
دریا و دشت میں جو یہ رگیزے ان ہے اب



عزت کا آبرو کی نگہبان ہے خدا
خج بچھنے ہے یار دم استخوان ہے اب



گرچہ شبِ برات ہے عیش و طرب کے شب
اندر ہر کے سوا نہیں دیکھا ہوسان میں کچھ
ہم نہ پوچھ کچھ شبِ ہجر انکا جسے سال
سے سر پہ مانگ افسانہ کا فر کی خلیفہ

لیکن شبِ فراز ہے ظالم غضب کے شب
گویا ہر دم اس زمین رہی اکی شب کے شب
آفت کی شب ہے قہر کی شب ہے غضب کے شب
ون شام کی ہے صبح تو یہ ہے طلب کے شب

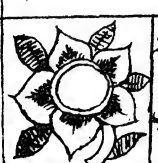


ہو جلد وصل یا رکھا اسی آبرو نصیب
گزری مری بھی چپے گزری ہی کے شب

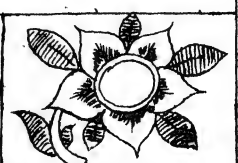


اکی ہی یاد چشمِ فوٹو نگر تمام شب
مرغوب ہے جو الفت ہوگا بن فتنہ گر
سوئی دیا نہ تیر ہی جب اکی ایک پل
ایدل خیال کیسو و زخا ریا زمین
افسانہ جی جہین پہ جب اس شکل دہانی
اسی کا مشک خاک ہمارے خیالین

رکھتا ہوں اپنے سامنی رخِ تمام شب
پہلو میں اپنی رکھتا ہوں خجہ تمام شب
کاٹی ٹپ ٹپ کے ہے دلیر تمام شب
آئینہ سان میں رہتا ہوں شہ تمام شب
جھپکا کٹی میں دینے آخر تمام شب
سو گئے ہے اوکھی زلف معبر تمام شب



ہوں دنگ شعل آئین کیونکہ آبرو
وصلت میں بھی رہی وہ کہ تمام شب



ردیف باسی فارسی

مشتاق ہوں حال متور دکھائیں آپ
عالم خرام ناز کا اپنی دکھائیں آپ
رستی لگا کی ہونٹوں پہ بیڑہ چبائیں آپ
دل بلیک بکا کیا ہے ہمارا بتائیں آپ
پی پی کی پائی دینگے دمان زخم
صرف گھاؤ نازسی گوسے حضور کو
مطلب کمیری سنگی و کھتی بن نازسی
ننگوگی شب کو بیس بدل کر دھو گاکھا
ہنسقی ہومیری گریہ وزاری پہ اسقدر
ہوتا ہوں بادِ مصحف طالع میں جان بحق
تیر گھاؤ نازسی میں مر ہی جاؤں گا
بادل گہرا ہی چار طرف پڑتی ہی پھار
میں اب تو یاد ابروی پر خشم میں مر گیا
اسی جذب دل اثر ہی نہیں تجھ میں خاک بھی
الفت ہوگی غیری بان مان ہو ایتھیں
بجھسے شب وصال وہ یہ کھکے سورہے
مینی لیا جو بوسہ لب دل فی یوں کھا
نہیں دلورین اوشتی میں جاتی ہیں جانی

یہ کن ترانی اور کیسکو سنائیں آپ
شوکرسی خفگان دم کو جگائیں آپ
گل کو ہنسائیں تخت سوسن کھلائیں آپ
یوں ٹیڑھی ہو کی ہکو نہ سیدھے سنائیں آپ
گر پیاس آپ تیغ سی انکی بھجائیں آپ
پر دلیدہ ایک تیر تو میری لگائیں آپ
بس بس زیادہ مجھ سے باتیں بنائیں آپ
ظاہر کریں گی نکو تہاری ادائیں آپ
معلوم ہو جو ناز کیسے اڑھائیں آپ
یسین اب تو بھر ہمیر سنائیں آپ
ہی فیصلہ اسی پہ نہ خجور کھائیں آپ
اسی برق و شہین کوئی ساؤ سنائیں آپ
گہی کی چراغ طاق حرم میں جلاؤں آپ
ورنہ وین بلائی مہری پاس آئیں آپ
ہرین میں نہ میری روبرو قرآن اڑھائیں آپ
میرا ہی ملو اکھائیں جو جھکو جگائیں آپ
کیا خوب ہم تو پٹیر گینیں ام کھائیں آپ
یہ عاشق کو نہ دین بد دعائیں آپ



زلفون سے اوکی ربط بڑھاتے ہو آہ و
کیون اپنی سر پہ لاتی جو ہم یہ بھائی آپ

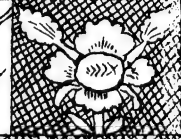


بیٹھی ہیں چپ ہنشین پاس اوکی اور کون چپ
کچھ غور حسن کی باعث نہیں و یار چپ
نکے ہی ہیں و شیون کی طرح روئی یار چپ
بات بن پڑتی ہنن پیرتی ہیں سنا چپ

ہو گیا ایسا مریض غم تر ایکسا رچپ
ہی دہن تنگ اس قدر اوکا ہنن جاگو
کینچ چکا نقشہ دہن کا مانی و بہزاد سے
فضل خالق سی و نبوت ہر دم مجھے تکلام



گفتگو سی زیادہ کہوتی ہی انسان کے قدر
آبرو یہ یاد رکھ رہتی نہت سب شیا چپ



رویف تائی فوقانی

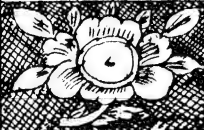


ہو گئی بکو زخم کار سے بات
پیش آئی اجی ہمارے بات
کوئی پوری نہیں مہاری بات
ایک ادھنے سے ہے مہاری بات
خاک ہو جائے گی مہاری بات
زر کی اسی سیم تن ہے ساری بات
سب غلط ہے اجی مہاری بات
تھی گر گد گدی ہمارے بات
ای پروردہی یکسا مہاری بات
پراثر کیا ہے تھی ہمارے بات

کاٹی جب غیر فی مہارے بات
اب کمان و رہی مہاری بات
کبھی اقرار ہے کہے انکار
و مین دین سے کو پینسا لینا
حضرت دل اگر و روٹھ گئے
کے غرت کمان کی مہرو وفا
بولی و سنی حال دل میرا
سنکی و ہنسی ہنسی لوٹ گئے
روز اوڑانی ہو مجھ کو فقر و غنم
بیٹھی ہیں وہ جگر یہ تاتھ دہری

ایسی بگڑی ہے کہ ہمارے بات
 کیا ہے سر سی سر سی اور سی بات
 اسلئے سنتی ہیں تمہاری بات
 کیون زبان دیکھتی تھی ہمارے بات
 بی گئے سنکے وہ ہمارے بات
 کہنے پائے نہ اونے ساری بات
 پڑ ہی ہو یہ ہے تمہاری بات
 خاک ہو جا ئی گی ہمارے بات
 ٹھنڈی اب پڑ گئے تمہاری بات
 بن کی بگڑی ہے کیا ہمارے بات
 رکھی اسد نی ہمارے بات
 کہنے والی نہیں تمہاری بات

ایک بھی بات بن نہیں پڑتے
 دل کی گردن سے تیغ و تلے
 دہن و لب پہ جان جاتے ہے
 شب کو آنا اگر نہ تھا منظور
 ہو نہو کچھ تو پائے مرتا ہے
 ہو گئی صبح دل کی دلمین سے
 بوسہ مانگا تو بولے یہ میرے منہ
 قبر پر گرنے آؤ گے پس مرگ
 خط سے گرنی رُخ ہوئی کافور
 وہ شب وصل ہو گئے ناراض
 رام اوسیت کو کر لیا دم میں
 کئے منہ تھو تھالے سینے ہو



وصفِ فداں یا ر خوب لکھے
 ابرو رگنی تمہاری بات



جو کی رہتی ہے ہولے والی بات
 کیا کٹھالے میں اوسنے ڈالی بات
 موت نی آکی کیا سنبھالی بات
 عشق میں اب ہوئی ہے گالی بات
 بات میں تھی اک کھالی بات

خوب تھے یہ آزمائے بات
 بوسہ مانگا تو ترش رو ہو کر
 بات جاتی جو جبر میں سچے
 بات کب ہم کیسی سنتے تھے
 ہر سخن سے تمہارا ذومعنی

غزوہ بے بات بات میں اوسکے سبھی کرتا ہے و نزالی بات

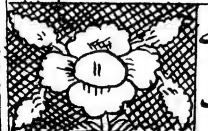


ہر سخن اوسکا پڑ معائنے ہے
اکبر و کی نہیں ہے خالی بات



سو تی نہی میری بخت مقر تمام رات
شب تو کی طرح سے ہو معطر تمام رات
ہو عائن ہسم تمام ہنوگر تمام رات
آنکھیں مجھے دکھائی تھیں اختر تمام رات
اپنا گلور مانتہ خنجر تمام رات
آنکھوں میں آگئے ہیں سمسک تمام رات
ہم اور بخت غیر مقدر تمام رات
سر پر اوٹھائی رہتا ہوں غم تمام رات
دن میری گھر تہا اور رہتی بارہا تمام رات
پڑتی یوں نہیں ہیں نیند پہ بہتر تمام رات

جاگا جو ساتھ غیر کی دلبر تمام رات
گردار ہے وہ زلف منبر تمام رات
یار بگزارین حیر کی کیونکر تمام رات
روتا ہوں جو یاد میں اوج چشم مست
دیکھا کیا میں خواہ میں ابروئی یار کو
ہے چشم سرگین تری یارخ کی نور سی
سو یا و ساتھ غیر کے تو جاگتی رہی
رہتا ہے شغل شور و فغان یاد زلف میں
شب کو و مہروش جو یہاں جلو گر رہا
بہر صنم میں شب کو جسکے تپ نہیں ہے آنکھ



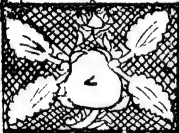
ہر دم خیال حارض و گیسوئی یار ہے
میں شغل اکبر و بھی دن بھر تمام رات



یاں منتظر کو نیند نہ آئی تمام رات
پر حیف ہے کہ موت نہ آئی تمام رات
تاروں سے بننے آنکھ لڑائی تمام رات
کی فوج غم کی دل پہ چڑھائی تمام رات

آئی نہ آپاہ دکھائی تمام رات
دل فی اوٹھائی بیچ جب ائی تمام رات
افسان تری جبین کی جو یاد آئی نہر و ش
یاد آگیا کیا اوترنا جو بام سی

<p>محو چنان کہ طلوعی تمام رات متنے واپس نہ زلف بنائے تمام رات کرتی رہی وہ ہوشیار لے تمام رات ناول نے دل کے دھوم مچانی تمام رات کاکل کی یاد میں نہ کھل آئی تمام رات چہری پر مردی رہی جیسا ہی تمام رات</p>	<p>کیونکر نصیب کو ہو سکا کہ جو رہے گوشت بلا بین جو عاشقوں کے دل انگہیں دکھائیں چھو کہہ زلف پر شکن اک بل بھی نیند آئے نہ انگہوں میں نام کو مسمون کو محو یاد رخ مہرین سے شب کو نہ آئی آپ جو ای غیرت مسیح</p>
---	---



کیفیت فراق کہوں کیا میں آبرو
 آرام دل کو غنیمت نہ آئی تمام رات



کہ پیری بھی نظر آتی ہے بلا کی صورت
 خاک وہ حشر میں دیکھ گھاڑا کی صورت
 ہمیں بلیغ غم جو یہ مٹجائی گی خاکی صورت
 یہ بھی آئی ہے نظر ہلکو بقا کی صورت
 نہیں چیز شربت وصل اسکے دو ای صورت
 نہ تو ہے موت کی شکل اور نہ شفا کی صورت

کیونکر انگہوں میں کس حرفت کی صورت
 جسے دیکھ نہیں بیان شکل تان اسی
 مر کے لہلائیں گی اوس زبان جھانکیل
 تیغ نازبت شفاک سے ہو جائیں شمیم
 دیکھا بیا رحمت کو تو پیسے نے کھا
 تیرے بار بے چشم کا کیا حال کہوں



آبرو واہ کا منہ ہی کہ ہوا اوس کسم
 مہر تک جیکے نہیں ہے کف یا کی صورت



ہیں سے ذرہ کو کچھ آفتاب سے نسبت
 تو ہی نقاب کو بیشک سحاب سے نسبت
 کھ عمر کہتی ہے اپنی جہاں سے نسبت

کھان بکھار کو روحی جناب سے نسبت
 تہاری رخ کو جو ہی آفتاب سے نسبت
 بہر وسام کا نہیں کہو بحر ہستی میں

کہاں ہے ابرو کو چشم پر آگے نسبت تو یہ ہال کو ہی گیار کا بے نسبت ہماری شیشہ کو ہے آفتاب کے نسبت	دم مغالہ کیونکر نہ پانی پائے ہو مقابل اونگنی کف پسی جبکہ بدترین سامی دلین کیونکر مٹی نسبت یار
--	---

د بویا ابرو و الفت فی شعلہ رویونکی بجا ہی ہوا اگر آتش کو آگے نسبت	
--	--

۵۱	رویف ثانی مثلثہ	۵۲
----	-----------------	----

کیا سب کیا ہے خط کیا باعث ظاہر رنگ حنا کیا باعث ہو گیا حشہ بپا کیا باعث ناز و انداز واد کیا باعث ہی جو سرباد صبا کیا باعث ایکی زلف دو تا کیا باعث سوک میرا جو رکھ کیا باعث کیون گرفتار کب کیا باعث	کیون ہو تم مجھے حفا کیا باعث آتش رخ سے تری جلتا ہے ناز کی چال چیدا کو ن اسی دل بن گئے دشمن جان عاشق پہر لی جے کسکی ہوا خواب سے بین دل کی لیتی ہے دل عاشق سے بنت بی دین نے پس مرگ سری دل مرا کا کل پچپان لئے تری
---	--

آبرو دلپہ کسی ابرو نے کام سینی کا کیا کیا باعث	
---	--

۱۶	ورساں میلاد	۱۷
----	-------------	----

گفتار سیجا ہی کہ رفتار قلم آج کم جام سفالین سی ہی ہمسما غم آج	پڑا دم تحریر جو حرفو بین بے دم آج ہی جوش می حسن شہنشاہ امم آج
--	--

<p>دیتی ہیں مبارک بخوشی اہل حرم آج خوش ہو کہ ہی میلاد شہنشاہ ائمہ وہ سر ہوا اصنام کا خم سو قلم آج تہہ انگلی اہل عرب والی عجم آج وہ ہو گیا کعبہ پہ نصب بنو علم آج زور و سکا ہوا قدرت اللہ سے کم آج ہر ایک ہوا موردِ الطاف و کم آج ہر سمت سی مستانہ اوٹھا ببر کرم آج گم صفحہ دینا سی ہوا نام الم آج کرتا ہوں قلم سی سر کھار قلم آج ہی خانہ دل غیرت گلزارِ رم آج دیکھ آئی ہیں حکمت سے ہم اقلیم مدح آج شہری کا کسی جا پہ نہ رہو ارج قلم آج</p>	<p>خوش ہو کی سنائی ہیں ملک مژدہ میلاد پیہم در و دیوار سی آئی تین سدا تین وہ بارہ کسری کی گری کنگری چودہ پیدا و ہوا صاحب صام کہ جس سے جبریل فلک سے و پے تہنیت آئے اطیس چہاڑون میں چہا خوف سجا کر ہے نوزی مہر ہر اک خانہ تاریک جو تین پہر اک گل ہی اسنگون پیہ ہزہ کائی ہی ہر اک سمت سے آواز خوشی کی ابروی محمد کی تین اوصاف یوں کہتا اوس پہول سی رخسار کا اسین کے تصور مضمون کمر اچکا ترکیب سے باندہ طی سر سے کریں گایہ رہ نعت بنی کو</p>
--	---



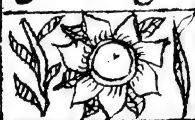
وہ صل علی میری ہر اک شعر پہ کہتا
اسی آبرو ہوتا اگر حش ان عجم آج



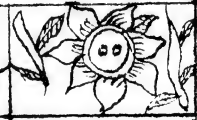
بدلہ ہوا ہی آج تو سرکار کا مزاج
اوٹھتا نہیں ہے اوس بیت عیار کا مزاج
بلی متہاری کا کل خدار کا مزاج
ہم سی ملا ہی اب انہیں دو چار کا مزاج

جو پوچھتی ہو مجھے گنہگار کا مزاج
نازک ہوا، اب تو یہ مجھ زار کا مزاج
سو دایوں کے اپنی ہی لیتی ہی بل کی
درد و غمان و حسرت و آہ و غم و بکا

<p> خاطر میں لای کب وہ مہ و مہ کو بھلا پریش غمیں بے زلف کی سودا کی کہیں اک پل میں مہنی دین تر سے گہنا دیا لاتی نہیں خیال میں بہ طولِ روزِ حشر اس تجوین صورتِ عفا سے عقل گم ایما چشمِ یار ہے مجھہ زار کی طرف ہے سرسبز یہ قافلِ عاشق و لنگار خالی نہیں ہے رشتہ سے تسبیح کوئی بھی ہے جیسی روح و مہی فرشتی ہرینگی اوس غنچہ لب کو دیکھ تو گلہائی باغ سی </p>	<p> جی چنچ ہفتین پہ مہر جی یار کا مزاج کوئی بھی پوچھتا ہے سیدہ کار کا مزاج تھا کھیا ہوا یہ ابر گھر بار کا مزاج ہے کس بلا کا میرے شبِ تار کا مزاج پایا نہ مہنی آج تک اس یار کا مزاج بیمار پوچھتا ہے یہ بیمار کا مزاج کتنا ہے تیز ابرو مئی حصار کا مزاج زاہد ہے ایک جھوڑا ر کا مزاج صاحبِ تکیوں پسند ہو اغیار کا مزاج بنیہ را بھی ہو بلبل گلزار کا مزاج </p>
--	---



نثری یہ خیال چلتا ہی ای برو دمام
 بحر و مہی کیسا ہی چنچ جفا کا مزاج



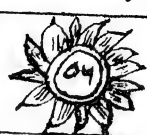
روایتِ حامیِ حلی

<p> تیر مژگان سے اڑا یاد نشانی کی طرح یادِ خال مہروش میں جانی میں تنگدلیوں درِ دل سنی سے ہوتا ہے اگر جسم مزاج کیونکہ کھل جائیں دلِ صدا چاک کی پنی نصیب واعظو یکجہ ڈر نہیں خوشیدِ مشہد کا ہرین روح کبر اگر یہ کہتی ہے فداقِ یار میں </p>	<p> خوب کی ایجادِ تنہی آزانے کی طرح یہیں ڈال ہی آسپاہی چنچ دانی کی طرح قصہ الفتن ہے کوسن لوفسانی کی طرح کوچہ کیسویں جانگلی جو نشانی کی طرح غلٹِ حسیان کسمر پر شامیانی کی طرح کا لید یار ہے مجھ کو قیدِ غانی کی طرح </p>
--	--

دکھو پہلو میں ڈالائی سہو شانی کی طرح آپنی اچھے نکالی ہی جلانی کی طرح اتنے کیوں ہمسی بدلتی ہو زمان کی طرح سیکھی ہی اوس شوح کی کیا ہی شانی کی طرح باغ میں کیوں ڈالتی ہو شانی کی طرح	تسا دینا میں کوئی ہی اور بھی ناوک گلن دیکھتے ہو مجھ کو جب بنجائی ہو غصتی ہی رگ کام جاتیں گی اکدن اسی تو گو میں غریب دیکھ کر دوج اوسکی مٹجائی تہین لیں حسین بلبلو پہلو نہ اتنا چنہ روز ہی بہار
---	---



شکل مایرونی جو متنی بنائی آبرو
ہی بھی اوس رشک عیسیٰ کی بکائی طرح



بجر کی شب میں کہاں جاتی ہے صبح جب طبیعت میری گہرائی ہے صبح روز ہمیر اک غضب ماتی ہی صبح شام ہی رورو کی ہو جاتی ہی صبح گل کی اگر کان کیوں کہاں ہی صبح شام کی بھی صاف بنجائی ہی صبح	دھل کی شام سے آئی ہے صبح چاک کر تا ہوں گریبان شکل گل بچ دیتی ہے یہ وصل و حشر میں دن کو روز کر گیا کرتا ہوں شام وہ نہیں سنتا تری اسی عن لیب جب یہاں آتا ہی وہ خورشید رُو
---	--



آبرو یونین بسر ہوئی ہی عمر
کلاہ شام آئی ہی گہ آئی ہی صبح



رویف خامی معجمہ

ہی رشک سے پہنی ہوئی لالہ لعل سنخ او ترک یہ پہو لا خزان میں چمن سنخ سُن پائی اگر مایر کا وصف ہن سنخ	اوس گل کا جو دیکھا ہی کہی پیر میں سنخ محب زخم نمایان میں تری تیغ کی تن پر ہو رشک سے دل خون عقیق میں مینی کا
--	---

<p>تم بھی تو دکھا دو اسے اپنا بدن سرخ</p>	<p>یہ سولی ہے شفق رخ پہ ای جان جان کج</p>	
<p>4</p>	<p>آئی آبرو جہاں کچھ خون کے دریا پینے کو کج کج میں پھر پیراں سرخ</p>	<p>58</p>
<p>تو خون رونی سی میری بھی آنکھوں کا سرخ نہیں سجا فے قاتل کی گرد و ماں سرخ کیا ہے کسی ہو رو کی رنگ مہمان سرخ مری سے اودی ہن لب رنگ لائے تیرا سرخ میرے لہو سی جو ہو او کی تیغ تیرا سرخ</p>	<p>وہ ان کے نشہ می سے جو چشم جانان سرخ ہو آج خون کسی بگینہ کا دامن گیر یہ کسکے لشکو نشہ بہتے ہیں خون کے دریا تکیو نگر اپنے گمان نیکم و عقیق کا ہو شہید ہو کی دو عالم میں سرخ و ہر جاؤں</p>	
<p>5</p>	<p>ہو گا ماہ کہی اوس پہ آبرو سر سبز کہ زرد روغن اور رنگ دی جان سرخ</p>	<p>59</p>
<p>وہ بھی سایہ سی رخ کا ہے ایسا دہرخ مردم چشم کی با آنکھوں میں پہر تابی دہرخ صاف تو یہ ہے مہ و تہر اچھا ہی دہرخ شمع ہی گل ہے دل زار بنا کیا ہو دہرخ زلف رنچر ہے خازن لبت شیدا ہی دہرخ دید کو اپنے خود آئینہ بنایا وہ دہرخ</p>	<p>کون کہتا ہی کہ نور شید سی بمتابی دہرخ دیکے آئینہ میں اسطرح سما یا ہے وہ دہرخ مجھے کیا پوچھتے ہم ہیں کہ کیسا ہی دہرخ مہر ہے ماہ ہے یارب ہے یا شعلہ ہے رخ روشن سے عدا ہوئی نہیں زانسیہ کیا صفائی رخ محبوب بیان ہو چکے</p>	
<p>9</p>	<p>آبرو اویسکے صفت حد بیان ہے فزون اوسکا دل جانتا ہے جسے کہ دیکھا ہی دہرخ</p>	<p>40</p>
<p>رویفہ وال مہملہ</p>		

سقوط قدح طہار محمد
یار رب ہوئے ترجمے دیدار محمد
کافی ہے مجھے سایہ دیوار محمد
بین عرش سی تا فرش طلبگار محمد
یہ سر موہرا اور ہو دیوار محمد
سو جان کے وارفتہ رفتار محمد
جس کا دل ہمارے بیمار محمد
ہوں نقد دل ام جان کے خریدار محمد

سجود تضا بروی محمد
مہون روز انزل سی میں طلبگار محمد
کچھ کچھ ہو بس نقل نام کی نہیں ایل
انسان کچھ جان مہری حورو ملک
کچھ مہر میں خلد برین کی مجھے ولند
کیا مجھ پہ موقوف ہر اک جن ملک
کب تک یہ شفا حضرت عیسیٰ مگر
سو دے نہیں جنہر یوسف کا عزیز



ای ابرو کیونچاؤن کسی اور کی در پر
کافی ہے مجھے سایہ دیوار محمد



کہ ہی فرخوس ایوان محمد
ہی وہ خوشی داماں محمد
جو ایدل ہے شتا خان محمد
سمجھتا ہے خدا شان محمد
میں دیکھوں مرقی دم آن محمد
بلاتشک میں وہ خاصان محمد

یہ اک ادنیٰ سی ہے شان محمد
مہکتا ہی لباس ہم جس سے
درد و اوسچہ فرشتی پہنچی یکن
بشر کیا اوسکا رتبہ بانٹا ہی
آئیے نزع میں لائیں وہ تشریف
جنہیں ہم کمال اور اصحاب سے عشق



حجل میں ابرو جس سے مہ وہ ہر
وہ ہی روز ایوان محمد

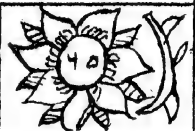


برو فیض الہی

<p> تنق ہو اپر تو رخ سے جو سراپا کا غنہ جب تری چشم غزالین کی لکھنے کو آؤں لکھوں کچھہ حال جو بیتابی دل کا اپنے یاد لکھنے میں جو وہ روی کتابی آیا اتنے اوس غیرت بقیس کو کہتے نامے حال وحشت کی جو میں دست دراز کیا کہوں نوز آنکھوں کا بڑا ضعف گھٹا پڑے کہ وہ خط کیوں نہ دیوانہ ہوں تین دیکھ کے مثل بخون دائروں سے تری دیدار کے خاطر ای شوش </p>	<p> چاند عارض تھا ترا اور کسان مجھ کا غنہ چو کرے بہرنے لگا نیکے پکار اکا غنہ نیکے اوڑ جائی یقین ہے ابھی پار اکا غنہ ہو گیا اشکوں سے بہر کف دریا کا غنہ ہو گیا صفحہ آفاق سے عفا کا غنہ نظر آنی لگی خط کف صحرا کا غنہ قوتِ دل ہے کہ ہی آنکھ کا تارا کا غنہ زلفِ لیلی کا ہے سطور و سنو کا غنہ بن گیا ہے ہمدن چشمِ متشا کا غنہ </p>
--	---



نامہ بار کو پڑ کر نہ خوشے ہو کیونکر
 آبروی مری تیر کا لکھا کا غنہ



روایاتِ مہملہ

<p> گدز اوشت میں جو میں جانبِ صحر ہو کر محو رخسار ہوا زلف پہ شیدا ہو کر بعدت کی سری دامنِ عفا آیا بینے بے یہ نئی اونکے کف رنگین کی خوا غفلت سے یقین ہے کہ وہت چو نکا پتھر واہری حسرت دیدار کہ نکلی پس مرگ غصہ ہر وقت کا اچھا نہیں ہوتا صاحب </p>	<p> الٹی سریہ بگولی سرے سایا ہو کر پہر او جالا ہوا آنکھوں میں اندھیرا ہو کر پڑ گئے ماتھے کمر میں تری حلقا ہو کر طائر رنگِ فنا اوڑ گیا عفتا ہو کر دل کری نالے جو ناقوسِ کلہا ہو کر خاک تربت سے مری رنگش شہلا ہو کر کیوں جلائی ہو مجھے آگ بگولا ہو کر </p>
--	--

<p>گھر ہی سنان نظر آتا ہے صحر کی طرح اپنے عاشق سے عبت کرتے ہو بیان گزیر حق تو یہ ہے کہ ہے اخلاق محض تغیر اوس پر رونے دیا لکھکے اگر خط اپنا وہ اولہد جا بیکجا عشاق کا مر جائیں گے زور و حشت گلیا بعد فنا بھی اپنا صورت غالب ہے جان میں پڑا رہتا ہوں</p>	<p>رنگیا کسکے مجھے زلف کا سودا ہو کر چو ربیارسے بنتے ہو مسیحا ہو کر غیر رنجاتا ہے حسنات کے پسنا ہو کر دست قاصد وہین چکا یہ بیضا ہو کر زلف گردین جو پڑ جائے گی پندا ہو کر خاک تربت سے یر باد بگولا ہو کر ہجرین زلیست بسر کرتا ہوں مردا ہو کر</p>
--	---



آبرو پہیر کھیا دئے جو وقت لگے
قعر جسم سے جان و گئی چڑیا ہو کر



<p>چشم میں نظر دل میں سودا ہو کر تکیوں جہان میں تو برا ہوتا ہے چہا ہو کر گو کہ آنکھوں میں سری رہتی ہو سرا ہو کر لب جان بخش ملا دین کے مسیحا ہو کر سچ تو یہ ہے کہ پڑی بخشن پیدا ہو کر قتل مہار کو کرتے ہو مسیحا ہو کر دشمن جان کے مرایا مسیحا ہو کر ہو کی مخنون کہی کہ صورت لیلہ ہو کر بنکے واقع کہی کہ صورت عذرا ہو کر حسن قرآن کا بڑا اور محض ہو کر</p>	<p>جلوہ حسن دکھاتی ہیں وہ کیا کیا ہو کر قتل عالم پر کر باغ نہ اسی ترک حسین ہے تماشا کہ نگہ تیری نہیں ملتی ہے مار ڈالیں گے اگر اب کی آنکھیں مہر کو چین سے رہتی اگر ملک عام میں رہتی بے سبب کسلی مجھ ناز سے ابرو پہ بل آجے ان مجھی سم ہی یہ ہوں برگشتہ تفسیب عشق اور حسن دکھاتی ہیں نیزنگ اپنے ہیں گئی صورت فرنا دگمی شیریں ہیں خط کی آبی سے دو چندان ہو کر فوٹو رشتی</p>
--	---



ابرو طح سلفہ ہے بل قافی کو
طبع کا زور دکھا صورت و بیا ہو کر



ہر گھیا آئینہ رواج سر سے مگر ہو کر
روز غم باغ میں جاتا ہوں جو مضطرب ہو کر
ہو کے جاؤ نگاہنا چشم جہان سے اکدن
مژدہ ترک تنہا کرنے مارا مجھ کو
جذبِ الفت نے دکھائی ہے کشتِ اتنی تہ
اگیا دل میں جو اس بحرِ لطافت کا خیال
دوری افشان کی بھی بروی بت قاتل سر
خاک میں ہکو ملا کر ہوئی حسرت او کو
یادِ رنگ گل عارضِ عبور و تامل کہی
رنگِ بدلی کا کسے روز جو خونِ ناحق
خاک ہوئی یہ بھی پکا یہ مجھے لبِ کار کا
یا بزمِ بخیر کہی ہوں کہی سحر میں دوان
اسخدا و سنہ بد خو کی اوٹھائی یکن ستم
غیر بھی تبا کوئی آفت کا مگر پر کالہ

رہ گیا بختِ مراسد سکھ در پہ کر
سبزہ آنکھوں میں کٹھک جاتا ہے نشتر ہو کر
عشقِ موی کمر یار میں لاغر ہو کر
چنبکے دلیں مری صورتِ نشتر ہو کر
میر کی کچی سے نکلتے ہیں وہ اکثر ہو کر
اشکِ اندی میری آنکھوں میں ہند ہو کر
لطفِ دینی لگی شمشیر کا جوہر ہو کر
آخر کار ہوئی صاف نکدر ہو کر
آنکھ سے اشک نکلتے ہیں گل تر ہو کر
تیغِ قاتل میں چک ہا گیا جوہر ہو کر
منہ ملی یار کی مٹی مری ساغر ہو کر
یہ ملاشیفہ زلفِ مغربہ ہو کر
رہ گیا سینہ میں پتھر دل مضطرب ہو کر
الی اوڑا نامہ دلدار کہو تر ہو کر



قافیہ اور بدل کر کہو اس میں اشارہ
ابرو و پیشانی میں شیشِ خنجر ہو کر



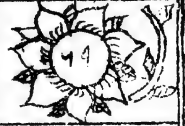
رہ گیا امہر چراغِ تیرہ دامن ہو کر

واغ دل نے چکے ہی مری روشن ہو کر

<p>تم جو گزرو گی کہی جانب گلشن ہو کر آگنی خار رفو کی لئے سودن ہو کر جل بھی خاک ابھی ماہ کا خرم ہو کر رگیا لعل بخشان گل سوسن ہو کر پہنکیا دامن حصار میرا دامن ہو کر آئین مدفن یہ جو و سخن برمن ہو کر رگیا زرد سرا سبزہ مدفن ہو کر کہیں چسبہ جا جگر میں یہ سوزن ہو کر رگیا پھول سا رخ کیوں گل یوں ہو کر رنگ خسار اوڑا طائر گلشن ہو کر گھر حلا یا ہے اسی شمع فی روشن ہو کر خضر نے ٹوٹ لیا ہی مجھے رہن ہو کر ہم مجھے گری طرف وادی میں ہو کر</p>	<p>اتش رنسن و نہک چا لگا اسی شعلہ عذار پاک دامن جو گیا دشت میں سودا صورت برق چک چکا اگر تری نگہ مسی مالیدن لب تار جو دیکھے اوسنی میں مجنون ہوں کیا جامہ دیکھا خیال شجرا قوس لب گور سے نالان دل ہو اثر سوزش دل بعد فنا ہے یہ ہوا افکے مرگان کا تصور دل نا فہم نکم کسنے بوسون سے کیا آپکا نیلا خسار خط جو چہری پہ نمودار ہوا کوس گل کی سوزش دل نے میرا خانہ تن پہونک دیا سبزہ خط فی تری چمن لیا دل میرا نور شمع رخ جانان کی تصور میں کلیم</p>
---	---



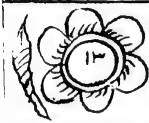
ابرو شکوہ اغیار ہے اباحال
 بیخ دینی لگی جب دوست ہی دشمن ہو کر



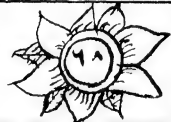
دکھا دیتی مین ہ جلوہ بہر صورت عیان ہو کر
 جگر پر کام کر ماتی مین پلکین بر چہ بیان ہو کر
 زمانہ مین ہوئی مشہورہ برق جہان ہو کر
 زمین کی کس جگہ کس سمت جائیں گے کھان ہو کر

نہیں رہتی جاری آنکھ سے اکدم نہان ہو کر
 وہ ابرو کا شتی مین دکو تیغ اصفہان ہو کر
 جو نیلے آسینے سے سرے آتش فشان ہو کر
 ہند معلوم ہو کون کون کس کس آسائی مین

<p>منہیں لازم ہے اتنی بد زبان سیدمان ہو کر اویسی بھی رہ گیا اک ترمیری کا سا گمان ہو کر گیا کوئی نہ اس دارِ فنا سے شادمان ہو کر وہ کس کس سے وفاداری کرین جانِ جان ہو کر رہیں گی سینہ تار یک سنم وہ تابان ہو کر کبھی ہو کر چری گہ تیغ ہو کر گہ سنان ہو کر رولا تا ہی وہ اٹھو کو مسری ہر دم دھوا ہو کر ترشی شیر قاتل رنگائی خون چکان ہو کر</p>	<p>صنم اس درجہ مہنتی گا لیو سپر مہبت کہولا گیا مین تاوان گھراوئی زبان کی گناہوں مین تسائیں ہزاروں کی رہیں لہجی کمال مین گلہ ایل عیث ہو چکا اونسے جو فائے کا پڑنگی پڑنگانِ صنم سے دل مین جو رشتی گناہ وایرو و مرگان مین تری قاتل عاشق خیال زلفِ خوبان مین کیونکر اشکباری ہو کیا چو رنگا کہوں عاشقوں کو ایک سے دم مین</p>
--	--



منشا دی ہستی موموم کو ای آبرو دل سے
نشانِ وس فی نشانِ یاس کا تو بی نشان ہو کر



<p>جہاں کو قتل کرتی ہو مسیحائی زمان ہو کر حلب کے سیر کو آیا ہوں اب ہندوستان ہو کر کھڑی ہو سرور کی مانند کیوں سروروان ہو کر کہ ہر جا یہ تلگن تلگن ہمارے سالبان ہو کر سر پار گیا ہوں شل کشتِ زعفران ہو کر ہنوز غرور شیخ و شید و مرزا و خان ہو کر نوانا می یہ حال کی ہے ہمئی اتوان ہو کر تو ہر اک غنچہ گل کھل گیا ہی عطردان ہو کر وہ مین خاموش سوس کی طرح ایس زبان ہو کر</p>	<p>ہمارے عالمی گاہک ہو تم آرام جان ہو کر ہوا ہوں مجھ مین عاشق زلفِ بتان ہو کر جسم کی سیر موانی غنچہ لب گلشن مین چل ہو کر سمایا ہے تصور کس سیر کا اپنی انگبوں مین میری صورت کی دیکھئے سے کیوں اونکو سنسی آئی نسب کو اور سب کو حشر مین کوئی نہ پوچی گا بسانِ اشاک گر کہہ کسی سے اوٹھ نہ سکتی نسیم سچ کی مانند تم آئی جو گلشن مین تصور مین کی دل مین ہی مومونوئی مسی کا</p>
---	--

مخود خط جو ہے اس ہول سے رخسار پر ای گل
 لکھا ہے جو سرمہ اپنی آنکھ بن گئے قاتل
 وہ ہے مانند گل میں مثل بلبل باغ عالمین
 یہ سہزہ باغ کو بچل بنا دیگا خندان ہو کر نہ
 تو وہ تیغ نگہ کو تیز کرتا ہے فسان ہو کر
 وں کیونکر نہ وصف روی رنگین خوشنما ہو کر



لگا دی ابرو پیر اور یہی اک ماہتہ اقی قاتل
 یہ کب تک ایڑیاں رگڑا کر یگانہ جان ہو کر



تو چرخ چکر اور جا بگا دم میں دھوان ہو کر
 رہی ابر ترست پر ہمیشہ سائبان ہو کر
 ہماری جان کو آیا ہے تو چنگیز خاں ہو کر
 کہے تیغ و سندان ہو کر کہی تیر و کمان ہو کر
 نہ میٹھو منعمود و دکن کا خاں شادمان ہو کر
 کہ بیسی ڈالتا ہے دیوان ہی بارگراں ہو کر
 ہوئی کیا کیا پریشان جمع بزم دوستان ہو کر
 بچہ منظر اور سفاک بسکا استخوان ہو کر
 کہہ گئے ہیں غلام اسپر گنجان بھلیاں ہو کر

جوانی دلی نکلین گئے سے آتش نشان ہو کر
 کیسکے چرخ رورو کی مینی جان کہوئی ہی
 بنیں کہہ اور جبکو سو جہتا جز قتل عام ہی ترک
 بہر صورت میں قاتل عاشقوں کی ابرو و مژگان
 بہان کمال دولت چھوڑ کر اک روز جانا
 کیا عشق کرنے اوسکے ایسا ناتوان مجھ کو
 غضب ہے ماہتہ سے اس تفرقہ انداز گردون
 میں اور غبار و خون روبرو موجودین اسدم
 نہ بھی جی بھلا چھ نہ دل کس طرح اپنا



لئے رہ بنس دل کو تو بفل شین آبرو اپنے
 خرید بگا کہے تو کوئی اسکو قدر دان ہو کر

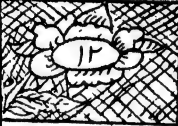


ہی ہی عقل کو خود اپنے خبر میں چسکر
 واقعی طاق میں الف کے ہنر میں چسکر
 آیا پاؤں سے نکل کر میرے سر میں چسکر

کس سبب میں داغ اور جگر میں چسکر
 بکھو آئی ہیں سدا ایکی گھر میں چسکر
 عشق کیسوں پریشان داغ اور کیا

کہا ئی موتی ہے خجالت کے بہنور میں چسک
عقل کو جنکے ہے مضمون کمرین چسک
سیج ہے یہ بات کہ ہے پائی بشر میں چسک
کس قدر رکھائی ہیں گرداب ہنر میں چسک
کہا ئی بن بن کی دُہوان اگل سقر میں چسک
کہ تپ غم سے یونہی ہے مجھے گھر میں چسک
خود بخود دلو کو سر کج ہے بر میں چسک
کہاتے پہر کسلئے ہم راہگز میں چسک
بیٹھ جاتا مہون تو آجا آئے سر میں چسک

دُردمان سے نہاری جو مقابل ہو جاسی
حال ملک عدم آباد کا پوچھو اون سے
ہو کی پابندِ مقدر نہیں نکتا اک جاس
نہ ملا پرنہ ملا گوہر مقصود کہے
آتش عشق اگر اس میں اثر کر جاسی
مجھ سے کس طرح رہ ملکِ ندم ملے ہو گے
او کو اغیار نے سینے سے لگایا شاید
جذبہ دل سے لیا اونکو بلا گھر بیٹھے
ہوں وہ برشتہ مقدر جو کہے تھک کرین



آبرو ملتا ہے گھر بیٹھے جو تقدیر میں ہے
لوگ کہاتے ہیں عیث الفت زمین چسک



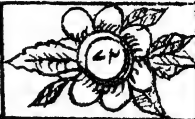
ہیں سپاہی اپنا سر رکھ دینگی ہم تلوار پر
بود و باش اپنے فراغت سے ہی نوکِ ناپر
انگھہ اب ڈالیں گے ہم ہی روزن دیوار پر
طعنہ زن ہے چشم اپنے ابرو ریا بار پر
کچھ نہیں سو قوف ای جانِ جہان دوچار پر
کیون نہ ہو جاؤ نہیں قربانِ ابروئی خدا پر
سجہ پر نازان ہے زاہد پر ہمن زنا پر
وامی قیمت مند سے سایہ چڑھ گیا دیوار پر

جان کو صد فی گریگی ابروئی حشر پر
تا توانی ختم ہے اب مجھہ خیف و زار پر
غیر سے ہو گئی ہے امنون پہر تاک جہانک
جوش زن بارہ مہینے یہ ہے وہ ہے چارہ
ایکٹی تیغ بغا کا سیکڑوں پہرتے ہیں دم
کاٹ ایسے آج تک دیکھ نہیں تلوار میں
کُتہ باطن سے نہیں دو نو کو کچھہ ہے لکھی
کرتے کرتی دوڑ دُبو پائے کچی ہن پہنچا جو میں

چیمین کیا یہ ہے کہ بیل بھی بلا کردان کے رکھ سنبھل کر پاؤں ای سرور و ان قنم خواب میں اگر لڑائی مجھے وہ پردہ نشین	پہول کہی میں دم گلشت جو دستار پر دل پسا جاتا ہے عالم کاتری رفتار پر کیون نہوں نازان میں اپنی طالع بیدار پر
---	--



اکبر و سامان حیات و مرگ کی ہین و سکے پاس
ننگی موقوف لب پر موت چشم یار پر

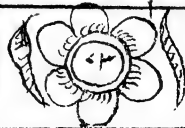


روایت نامی معجم







مئی خواہی ہین ڈسنگت ہشیار کی انداز کار قم عیسیٰ کیا ہٹو کرنے مہاری پر یوں میں ہے یہ ناز نہ حور و نین آداب پہر ایک قیامت کا ہوا سامنا دل کو بن بن کی چلین لکھ یہ طاووس چمن میں جو معتقد فتنہ محشر نہو ای شوخ دم میں کہی ای حضرت دل اسکے نہ آنا	پہلے اور ہی ہین چشم شنگار کی انداز رفتار میں پیدا ہوئی گفتار کی انداز ان سب کے جدا ہین سری سرکار کی انداز پہر دیکھتے میں ہم کسی رفتار کی انداز پاسکتی ہین کوئی تری رفتار کی انداز وہ دیکھ لی اگر تری رفتار کی انداز ابروئی سنگر میں ہین تلوار کی انداز
---	--



ای ابرو عشق اسکا ذرا سو چلی کرنا
ہین قیامت و لہار میں سب کی انداز



کشت و خون فرقہ عشاق ہین گاکاں روز عشق میں جسکی مجھی چین آیا اک روز زندگانی ہے مجھی تلخ شب فرقت میں دیکھو عاشق سی نہیں منہ کا چہانا چہا	رنگ لایکا تر اسخ و وپٹا اک روز اوسنی صد حیف مرا حال نچو چہا اک روز شریت وصل دین کر مرا بیٹھا اک روز پر وہ کہلو ائی گایہ لچکا پر واک روز
---	--

عوض سخت یہاں گور کا سخت اک روز	جان تہی بین جہاں ہی بہ اونہیں ملت ہی	
	<p>اکبر و چو شپ فرقت میں یہے رونا ہے گہر زبودی کا تری اشک کا دریا اک روز</p>	
<p>پر حیف ہے ہوئے نہ میری ملی داغ سبز ہو جائے شکل سبز گلشن ایام سبز کیا منہ جو رو برو ہو اس کے چراغ سبز رنگے سے خاک ہو گئے پرو بال زباغ سبز</p>	<p>آئی ہمار ہو گئے سب کوہ و راغ سبز خط زمرہ میں کا جو پڑ جائی اون کے عکس کا فور داغ دل سے میرے مہر ہو گیا سرسبز ہونہ کیا جواز لہی بین تیرو دل</p>	
	<p>یہ سبز رنگ تہر کے پتلی بین اکبر و عشق کو دکھاتی بین ہر روز باغ سبز</p>	
<p>رویف سین مہملہ</p>		
<p>مر کی جب ہو دفن تب جانی دھنی کی ہوس اب نہ مرتی کی ہوس ہو نہ جینے کی ہوس اسپ بھی اب تک وہی ہے اس کمپنی کی ہوس ابنہیں اسکے سوا کہہ کھانی پینی کی ہوس</p>	<p>عمر بہرستی ہے انسان کو خیزینے کی ہوس عشوق چشم و لبے سب ان پوری کر دو چرخ و دوں کے سبزوں گم لوٹ کی ہوس لکھی خون لہی بینی بین غم کھاتی بین تیری جھڑن</p>	
	<p>جو ہوا فانی رہا وہ اکبر و آرام سے وہ رہا گردش میں دایم جس نبی کی ہوس</p>	
<p>ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار افسوس وصال میں بھی نہ دلو طاقہ رافسوس مگر نہ یار ہو اہمے ہمکنار افسوس وہ ایک بار نہ آیا سر ہزار افسوس</p>	<p>ملا زما میں ہو نہ کوئی یار افسوس تمام رات ہار و زجر کا دہڑ کا اس آرزو میں ہوئے گور کی کنٹ کے ہم ہماری جان گئے جسکے در و فرقت میں</p>	

جو اپنا دشمن جانی ہے آبرو دیکھو
اوسی پہ آتا ہے دلو ہاری پیارا فوس

رویفشین معجم

الفت میں تری دون جھانکا نہیں کچھ ہوش
دیکھے جو تیری شکل بیان کا نہیں کچھ ہوش
مر جانی یہ پھر نام و نشان کا نہیں کچھ ہوش
یہ ہوش تجھی خاص مکان کا نہیں کچھ ہوش
اسی یار تجھی اپنی زبان کا نہیں کچھ ہوش
اسی ترک تجھے تیرو مکان کا نہیں کچھ ہوش

اس دلو جھان اور ویاں کا نہیں کچھ ہوش
جیسا خاک کہوں حال کہہ سکتے کا بے عالم
یہ زلیست میں سب آرزوی نام و نشان ہے
ہو لایہ عبت زلیست میں دل گور کی نزل
بگڑی ہو یہ دشنام ہر اک شخص کو دیکر
بل ابروئی خمار پہ مڑگان میں کجی ہے

دیوانی ہیں الفت میں کسی رشک پری کی
اسی آبرو ہو کو دل و جان کا نہیں کچھ ہوش

مگر ہونیں تری نف ترے جمال میں خوش
کوئی ہے ہجر میں نالان کوئی سوال میں خوش
فقیر شاد ہی کل میں شاہ شال میں خوش
یہ وہ شکار ملی رہتا ہے جو کہ جال میں خوش
جو شاد تو ہو تو سب میں تری خیال میں خوش

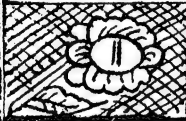
کوئی ہے مال میں خوش اور کوئی کال میں خوش
کب ایک رنگ زمانہ ہے عاشقوں کی لئے
گزر رہے جاتی ہے دونوں کی زندگی طرح
ہمارا دل ہے تری یاد زلف میں سرور
جو بھگو غم سے دو ٹھکین میں سب کو جاتا ہوں

شگفتہ کیوں نہ دل آبرو ہو گریہ سے
منور ہو تا ہے طاؤس بر شال میں خوش

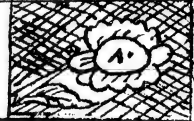
رویف صا و مہملہ

مرگنی پر گھیا دل سے تہارا اخلاص
گرم جوشی میں بھی کا فور یہ ہو جاتا ہے
یہ بناوٹ کی ہر اس ہے تہا ساری تقریر
اسکو کہتی ہیں بُتو الفت جانی بخدا
کھل گیا صاف یہ مشق ستم بچہ سے
اپنی دیوانی پر برساتی ہوا کہوں پتھر
منہم سیر و سپر نہیں اسی حضرت دل
دل لگی کے بی اب ہم بھی کوئی ڈھونڈ نیکی

جان جان دیکھی کیسا ہنسے بنا نا اخلاص
خاصہ رکھتا ہے پاں کا تہارا اخلاص
اب نہ انگلی و عنایت ہے نہ ویسا اخلاص
خیان جیلین گرہنے بنا نا اخلاص
یعنی تسی نکری کوئی دوبار اخلاص
ای بُتو تھے کھا لاسے یہ کیسا اخلاص
اس زمانہ میں فقط زر کا ہے سارا اخلاص
تھے پیدا جو کیا غیر سے اپنا اخلاص





آبرو و عشق میں تھا دل کو اُسی کا خطرہ
بشیر احمد لایا سراپا اخلاص



رویف ضاد معجز

سُنبُلِ باغِ حسن اور گلِ رُخِ عارض
کسی محشوق کا ایسا نہیں پیارا عارض
خالِ مشکین نے کیا لالہ حُمرِ عارض
ہے تہارا دلِ عارف سے مُصفا عارض
زلفِ افعی ہے تری اور سن او کا عارض
مہر و مہ کی بھی ہیں چشمہ مُصفا عارض
یارِ لی کہو لگی جو وقت چُپا یا عارض
ہو گیا بَدِ نَظَر جب سے تہارا عارض

زلفِ مشکین سے ہوا اور بھی زیبا عارض
مہر و مہ سے کہیں بہتر ہے تہارا عارض
کس نے پایا تہارا سہا بہو کا عارض
کہیں آئینہ سے افزوں ہے صفائیِ سین
تیغِ ابرو ہین مرثہ تیر ہین جا دو انگہین
فراقِ دلِ رات کا ہے اچکی خُرابِ رُوشی
برق سے کو نہ گئی انگہو نکلی اگلی کی بار
روکشِ مہر و رخسان میں سرِ انگہو کی تل

<p>چاندنی رنگ تڑا بدر ہے گویا عارض شام ہے زلفِ سید صبح کا تڑکا عارض</p>	<p>مہرِ پیشانی ہے ابرو مدِ نوا خترِ دانت نکشانِ ناگ تو ہین ذرہ افشانِ انجم</p>	
	<p>آبرو ایسی نزاکت کہین دیکھی نہ سنی قصدِ بوسہ جو کیا ہو گیا نیلا عارض</p>	
<p>ردیف طائی مہملہ</p>		
<p>جس طرح بلبلِ شید اکو ہو گلزار سے ربط جو خرد مندین رکبتی نہیں وہ مار سے ربط سر کو جس شخص کے ہے سنگِ دریا ربط ہو گیا جس کو تری سایہ دیوار سے ربط جس کو منظور ہو اوس شوخ سمگلار سے ربط نر با خواب کو اس دیدہ بیدار سے ربط</p>	<p>دلِ عاشق کو ہی یوں کچھ دلدار سے ربط لازمِ اہل نہیں اوس گیسوی خمدار سے ربط کعبہ و دیو کو کرتا ہے یہیں سے وہ سلام کی نہ پہاڑ سنی کہی ظلِ ہما کی خواہش جسم اور جان میں وہ پہلی ہے جدائی جانی آنکھ اوس شوخ سمگلار پہ جسد سے پڑی</p>	
	<p>آبرو کو ہنو کسطح خیالِ ابرو نہ کہ سپاہی کو سزاوارے تلوار ہو ربط</p>	
<p>ردیف ظائی معجمہ</p>		
<p>داغِ دل ہے کہ کلیجی کا پہلو لا واعظ کلمہ پڑتا ہے یوں کہنی کو طوطا واعظ پڑ گیا اگر کسے نبوش سے پالا واعظ تہ پہ صبرِ انشا کسی روز پڑی گا واعظ کیون لئی پھر تا ہے قوطا کل دشا واعظ</p>	<p>آپ آپ جو ہے اگ لگولا واعظ صدقِ دلسی جو کہی ہے وہی اعلا واعظ سب تری گرمی بازار کریگا ٹہنڈی واعظ تو برا کہتا ہے بت کچھ نہیں کہتی واعد چہا پا مارین کہین بادہ کشانِ بدست</p>	

<p>دیکھو پھر محفلِ رندان کا تماشا و عطا ہو گیا سو کھد کی اس سنج سے کاٹا شاو عطا رنگِ انکھ بھی ہی دنیا سے نرالا و عطا جمین ہو جائے اس وقت تو ہوا و عطا تیری ہی میٹ میں پائی نہیں تھا و عطا</p>	<p>ہر کی کا جل کی دی انگہ نہیں آؤ پانچن تو پھول پتی ہوئی رندو نکو جو دیکھا اوسنی کیلئے بیگ لنگوٹی میں بن اپنی مینوار بیٹھکوسر سر نہر نہ بیان کروں بات آپ انکھ کی حرمت کا بیان ہے سبے</p>
---	--



آبرو و فضل میں کچھ اور بیان ہے کچھ اور
 قول کا پورا نہ ہے بات کا سچا و اعظا



اردیف عین معلل

<p>پر سری محبوب کے صورت کو کیا ہی شمع گردید ہو جاتی میں محفل میں جب آئی شمع روشنی مہر سی جسطرح شرماتی ہے شمع روشنی کی ساتھ پروانو نکو بلوائی شمع تاجِ زرین پیشکر محفل میں جب آئی شمع جا کا غم رکھتا ہی پروانہ نیچا آئی شمع عشق میں کس گلبد کی گلبد کل کہا آئی شمع سرسی یا کت ساتھ پروانگی طبعی آئی شمع</p>	<p>گرچہ عشق جانِ عالم میں گئی جاتی ہے شمع دیکھ کر پروانو نکو کیا دل میں اتراتی ہے شمع ہے رخ پر نور جاناں سے نخل یوں باہتاج قدر پنی عاشقوں کی ہے اسے مد نظر صاف اوڑھ لیتا ہے گلگیر انتہا کا چور ہے آتشِ الفت میں دونو جلی ہو جاتی میں خاک رانہ پروانوں پہ کچھ یہ نہ کشف ہوتا نہیں سوزِ الفت کا اثر ہی جوستی کی طرح ہے</p>
---	---



آبرو و معنی ہی میں ضبطِ سوزِ شمع کے
 جلتے ہے شب بھر تپتی ہے نہ چلا آئی شمع



اردیف عین مجملہ

<p>یہ میرا جہیز گر دین میں سو بار تیغ کیا نہیں خنجر کی حاجت کیا نہیں درکار تیغ اپنی بارو کو نیکہیں آئینہ میں آپ بھی، ذاتی ہیں برو و نیپر آپ بل کیوں بار بار مسکرا کر اوست قاتل نے میری جان لیے کاٹ جو شمشیر ابرو میں ہے وہ اوس میں کہاں لال ہو جاتے ہیں وقت قہر قاتلان دہر ابروئی قاتل مجھ پر ہر کباب آتی ہرین یاد ہو چکا میں جنبش ابرو سے پہلے ہی شہید زیر ابرو چشم مست یار گردش میں نہیں صد مہائی درد و فرقہ سے بے تنگ آیا جودل</p>	<p>پہ قریب آئی نہیں دیتی سری غنوار تیغ ہے مرثہ خنجر تمہاری ابروئی خمدار تیغ اپنا بیگانہ نہیں پہچانتی زخوار تیغ سریہ حاضر ہے لگا بھی دیکھی اکبار تیغ ہو گئی قسمت سے اپنی لعل گوہر بار تیغ عہد میں اوٹ کر تیری ہو گئی بیکار تیغ سرخرو کیونکر نہو جائی دم پیکار تیغ پڑ رہی ہے ایک دلیر اپنی سو سو بار تیغ کینچنے میں قتل کو میری عبث سرکار تیغ ماہہ میں عریان لٹی پہرتی ہیں دینو تیغ یہ میری امنی گلی پر آپ ہے اکبار تیغ</p>
---	---



ایک دم میں کرتی ہو لاکھوں کی سرتن سے جدا
کیونکہ ہتھیار و زمین ہوا ہی آبرو سردار تیغ



رویف فا

<p>سودا ہی ہے دل اپنا جو ہی مبتلا ہی زلف ہے آشنائی مرگ جو ہے آشنائی زلف کہتا ہوں دنگو ہائی رخ اور شبکو ہائی زلف مارا پڑ ہی ابھی وں اگر زلف پائی زلف وہ رشک ہر رخصی جو اپنی ادھائی زلف</p>	<p>لیتا ہی خود یہ آپ ہی سر پر بلائے زلف کم و رطہ بلا سے نہیں حلقہ ہائی زلف آہوں پہر ہی یاد رخ و زلف یار کی کیا اسکے آگے اصل ہے مار سیاہ کی اندھیر کچا عجب ہے زلف نے سے دور ہو</p>
---	---

مہر آدمی کو نہ ہرے سو فی سے ارتباط | بچتا کسی طرح سے نہیں مبتلائی زلف



اب سیدہ امیر و ڈالین اگر نظر
دل پر ہماری غم کی گشا اور چہائی زلف



کیون ہے نظر حضور کی تلوار کی طرف
گرتے ہیں ترک ٹوٹ کی تلوار کی طرف
دیکھو تو اپنی طالب دیدار کی طرف
کیون دیکھتے ہیں آپ پہر اغیار کی طرف
اک ہم ہیں تاک ہی ہیں جو خسار کی طرف
کیا دیکھتے ہو میری تن زار کی طرف
راہی ہوا ہے خانہ خسار کی طرف
جب دیکھا اوسنی خجہ خو خوار کی طرف
آیا ہی ہے کی دیدہ خون بار کی طرف
پہر کیون اوٹھائی آنکھ وہ گلزار کی طرف
دل پہنچ رہا ہے کوچہ ولد ار کی طرف

دیکھا ہی کسنی ابروی خدار کی طرف
کیون دل نہ اپنا مائل ابروی یار ہو
ماں و خدا کو چہ نہیں - لہن تر اینان
جب میری حال زار یہ ہے مہر کی نظر
اک وہ ہیں دیکھتے ہیں ہکو اوٹھا کی آنکھ
مشق ستم ضرور ہی ہو وار تیغ کا
یکجہ آگیا سمجھ میں جو کب سے شیخ وقت
سر اپنا اشتیاق شہادتین چمک گیا
دل ہو کی خون درد غم بھر یار سے
لوئی ہمار جو گل رخسار یار کے
اسد رسی شوق جذب محبت کہ خود بخود



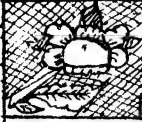
اب کچھ نہیں خیال محبت تو آبرو
کیون بار بار دیکھتے ہو یار کی طرف



جانب خجہ نظر ہے کہ سری سری کی طرف
کس طرح دیکھوں رخ پر نور دلیبر کی طرف
اہل دنیا کی نگہ ہے بیشتر زر کی کی طرف

دیکھنا کوئی ذرا قابل تملک کی طرف
میں نہیں سکتی نظر خورشید غاوسی کبھی
آدمی کی اوسیت پر نظر مطلق نہیں

سیر گلشن کو کسی دن وہ بھی قامت جوئی بیخف و زار ہوں ہرگز نظر آتا نہیں بچ سکے کوئی زبان غلو سے ممکن نہیں	یہ نہ کہیں قریان سرو و صنوبر کی طرف کوئی دیکھے خاک میری جسم لاغر کی طرف بظنی انکو ہے خالق اور پریم کے طرف
--	---



آبرو کا دم ہے انگھوئیں کے کھادی ہو تھکل
تھکلی اوسکے بند ہی ہے جان جان در کھ طرف



رویف قاف

جبکے ہے مجھ اور ت نادان سے تعلق بلبل کو مبارک ہو گلستان سے تعلق مالک سے غرض کچھ ہے نہ رضوان سے تعلق اس جینی سے منظور ہے مرزا ہمیں لیکن وہ بی سرو سامان ہوں کہ آفاق میں محلو ہے اس دل سوداچی کو زلفوں سے تری لٹ کیون اُنس میری ساتھ ہو اوس شک پر کو یہاں دل نادان نے بلا و نہیں پہنچایا	کچھ دین سے مطلب ہے نہ ایمان سے تعلق دیوانی کو تیری ہے بیابان سے تعلق مجلو ہے فقط یار کی دربان سے تعلق ہو دلکو نہ اوس فتنہ دوران سے تعلق سر سے نہ تعلق ہے نہ سامان سے تعلق گویا ہے پریشان کو پریشان سے تعلق انسان کو ہوا کرتا ہے انسان سے تعلق پہر بھگو ہوا کا کل چپکان سے تعلق
---	---

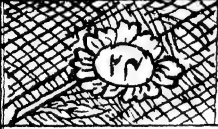


ای آبرو بہتر ہے کہیں ڈوب کے مر جائے
ہو دلکو نہ اوس جاہ زرخندان سے تعلق



کیا قہر ہے کہ بھگو ہوا اوس صنم سے عشق جبکے کہ ربط یار دل آزار سے ہوا عشق کمر بن زینت سے اپنی تہ نگین	نفرت ہے جسکو ہر سے اور ہی تم عشق عیش و طرب سے لاگ ہی رخ و الم عشق ہستے سے اب گریز ہے بھگو عد تم عشق
--	---

<p>چو ٹیکلی بدمرگ بھی ہرگز نہ اسکا ساتھ رکھی وہ اکی حشر کہ عشق میں قسم اضی کی زہر کے بھی نہ تاثر ہو اوسے دیتا ہے جو کہ میزہ خط پر تھسا ریحان تو کھانہ خون چاٹ کی ہوتی ہرین سرخرو روز نازل کا یار ہے چو لٹی یہ کس طرح</p>	<p>رکبتی ہرین عشق عشق سی ہم اور سی عشق نقزت فحشی سے ہو جیسی درد و الم عشق جسکو ہے تیری کا کل پیر پیچ و خم سی عشق پرہیز ہے دواسے اوسو اور سم سی عشق ہے خار نائی دشت کو اپنے قدم سی عشق ہستی میں ساتھ لائے ہیں اپنی دم سے</p>
---	--



دیتی ہے جان خواہش لبر تمام خلق
اُسی آبرو کا ایک کو ہی اپنی دم عشق



رویف کاف

<p>کہنا کسی سے کیسا لائی نہ ہر سم زبان تک رقصاں ہو میں خوشی سے انکھوں کی تیلیاں تک بہ کھلا ہو کی روغن سب بغیر استخوان تک نا لوسی اپنی دم بہر گنتی نہیں زبان تک بجایہ نازاڑا ٹھائی کوئے بہلا کھان تک یہ جسی لٹن ترانی اُجی جان طاب کھان تک قمر آن پڑی ہو لی ہم سوئے فغان تک فرقت کی شب موفن دیتا نہیں اذان تک باقی نہیں یہ رکھتا دھن کے دھجیان تک ایمرگ منتظر ہنسے شہی ہرگز کھان تک</p>	<p>الفت کو تری اُفت دل میں چسپا یاں تک وہ شہرہ و شجرا یا شب کو مری کھان تک اوس شعلہ زنی مجھی کین گریبان یہاں تک فرقت کی رات نامی کرتے ہیں ہم یہاں تک ہیں غیر بھی بناتی بگڑی ہو تم یہاں تک اس دم و کہا و طبع صبا کھان کی پردہ ایا خیال رخ میں زلفوں کا وہیاں اون کی وصلت کی رات یہ بھی پہچالے سے خیمے میں دستِ جنوں کے آگے کیا جیب و آستین میں آنا اگر ہے تجو فرقت کی رات آجبا</p>
---	--

پہونکا گمان اس سی ول ہے رقیب کا جب
سوز جگر کو سننے مرنے پہ مجھے چہرہ پایا
باوخران نے ایسی آگ تیرے خاک اورادے
اسی غنچہ لب بے تکو کسے سب سے پڑایا
موقوف سرو پر کیا قد کو جو تیری دیکھا
مخلوق کی زبان بھی تقارہ غیب کا ہے
لاغر ہوئی یہ غم میں اوس بحر حسن کے ہم
انگہو نہیں فطر غم سے نرگس کی طرح دم ہے
اوس سرو قد کی شاید انکو بھی جستجو ہے
پہر کس طرح سے کوئی باند ہے اوسی کہو تو
پوچھا نہ اک تہن نے درد جگر کا قصہ
کہ وہ بیونکی لب پر جو لفظ الامان ہے
از دوست یک اشارہ و زباں بردین

جانیگے کہ سوزان کیسا خاک آسمان تک
شمع کد سے اپنے اوٹھا نہیں اُٹھوان تک
باقی نہیں چین میں بلبل کا آشیان تک
آتا نہیں کہی جو حرف و طراز بان تک
جھلت سے گڑ گئی ہین شمشاد بوستان تک
مشہور ہو نیکو نگر بات آئی جو زبان تک
کا مٹا ہوئی ہین اپنی بازو کی مچھلیاں تک
فریاد میری پہونچی کیا گوش لکر خان تک
گو گو جو کھ رہی ہین باغ و نمن قریان تک
مضمون ہن کا اوسکے آتا نہیں زبان تک
آئی میری خبر کو ورنہ غدوئی جان تک
شاید کہ میرا مالہ پہنچا ہے لامکان تک
مانگی جو یار دل کو ہم دیدین اوسکو جان تک



خالق ہے ابتور کہی دنیا میں لبرو سے
برگشتہ وہ ہوئی کیا دشمن ہے آسمان تک



یہ چرخ پیر کری کا بُرا ایمان کب تک
نہ واد ہو درد سے یارب لطفان کب تک
اوٹھائیں بار الم تیری ناتوان کب تک
کینچی رہی گی بتاؤ تو یہ کمان کب تک

خفا ہنگاہی و نوجوان کب تک
اوٹھائیں اوس بیت کافر کی غنچیاں کب تک
یہ ہر گزری کی ستم بہر استیجان کب تک
رہ گیا ابرو پہ بل محسی جان کب تک

چہاں کوئی رخ روشن کو جان جان کتبک
 کروان قصہ درد جگر بیان کتبک
 نگاہ جانب شرکان فتنہ گرانے
 کتبک کا وہ بت حیلہ جو خدا جانے
 لگاؤ تیر کچیکان سے ہوزبان پیدا
 رہیگے پنبہ بگوشی بہ تہیکے ظالم
 دہن کا اونکے مُعَمَل کہے نہ وا ہوگا
 کہیں تو آئی کا خط سے خوف میں قبر
 ہر ایک بات میں سوز زمین و آسمان میں
 نگاہ ناز بہ مائل رہیگا دل تا چند
 عیش سے سرکشی اسی منعمو غریبوں کا
 کہیں تو یار بنا لیں گے او سکھو باتو نہیں
 اسیر زلف کو تسکین نہوگی سنبھل سے
 کریگا تنگ ہمیں جبر یار تا کجا
 کہیں تو آب و مہ تیغ اکو دی قاتل
 خیال یار کا کتبک رہیگا دل میں ہری

مجاہد ہم سے رہیگا یہ مہربان کتبک
 بنارہنمیں بتاؤ تو بی زبان کتبک
 دل و جگر یہ چلین گی یہ چہ بیان کتبک
 پھر ہی زمین گی یہ انگھونکی پتلیاں کتبک
 وہ ان زخم زمین ہری بی زبان کتبک
 سنے گا درد کی میری دستاں کتبک
 کلام اسیم کری کوئی نکتہ دان کتبک
 زمین گی چاند سے رُخلی تجلیاں کتبک
 خدا کری نہ جھلا کوئی اپنی جان کتبک
 گرینگی خرمں بانہ یہ بھلیاں کتبک
 رہیگا متے موافق یہ آسمان کتبک
 رہیگا دشمن جان اپنا پاسبان کتبک
 کمند و گی بھلا کارِ زرد بان کتبک
 رہیگی یار یہ درد و الم فغان کتبک
 طیان زمین گی یہ بازو کی چھلیاں کتبک
 رہیگی دیکھیں پری شیشہ میں نہاں کتبک



خزان ضرور ہی اسی پر و چمن کی لیے
 مری بہار کی لوتھیں گی باغیان کتبک



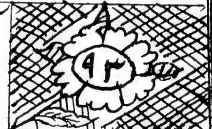
دیف گافارسی

اک جہاں ہے مَدا و سُنّت عیار کا ڈھنگ
برق لے سیکہ لیا کر بار کا ڈھنگ
اوسیر ہے تیر کا ڈھنگ اسیر ہے توار کا ڈھنگ
خوب ہم جانتی ہیں سُنّت عیار کا ڈھنگ
بہول جائیں گی وہ خود اپنی ہر رفت کا ڈھنگ
چرخ بھی سیکہ گیا ہے ستم باری کا ڈھنگ
ہے جُدا تیغ سے بھی ابروی خمار کا ڈھنگ
رنگ شعلہ ہے نہ برق شرر باری کا ڈھنگ
خندہ زان ہو گا جہاں دیکھ کے سکا کا ڈھنگ

حال کھلتا ہو مداوت کا نہ کچر سپار کا ڈھنگ
یہ چمک اور دمک اوسیر کھانسی آئے
مرثہ و ابروی قاتل سے بھی دل کیونکر
ہم سے ہے پیار جُدا غیر سے اخلاص جُدا
کبک و طاؤس بچھ مکھن ہے تری ہال و ڈرائین
ایک عالم کوستا ہی نہ ناع شب و روز
ضرپے کا مٹی ہے وہ یہ اشار بھی فقط
ایڈل اور شک پر ہی مین ہے شرارت جیسی
منہ لگانا کس و نا کس کل نہیں اچھا ہی



آبر و کشتے ہیں ذی فہم نئی بات اسکو
نہیں ملتا ہے کسی سے تری اشعار کا ڈھنگ

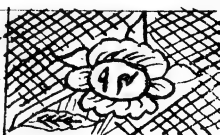


ہو گا اسیر حلقہ دام بلانہ مانگ
آپیل سے دیکھ ماہ لقب یوں چہ پانہ مانگ
ایڈل سوئے وصل صنم تو دعا نہ مانگ
یعنی کھا تھا پوسہ زلفِ دو تانہ مانگ
رہنی دی و لکھو سیفِ زمین بھر ندانہ مانگ

ایڈل دعائی الفت زلفِ دو تانہ مانگ
ادبیر میری آنکھوں میں ہو جائیگا جھان
زادہ کو عور حسلہ کی کرنے دے التجا
سر اپنے دل نے دیدہ و دانستہ لی بلا
اوبت قرار و صبر تو پہلے سے لے چکا



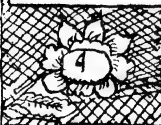
جان بربوا ہے کوئی بھی آزار عشق سے
اسی آبر و کسی سے تو اسکے دوانہ مانگ



ردیف لام

اے جانِ جانِ ساقی ہر دم کیوں پرانی دل
 و اسہ ابی بار اگر ان سے پر گھسیا
 ترکانِ چشمِ یار سے کیوں نہ گنجِ بیاں
 آتا نہیں ہے روم کے پر جواہرِ صنم
 خون ہوئی وہ بھی اشک کے ہمراہ بگیا
 اپنے ہی دل پہ لہرہ درار کھل کر لکھے
 آت و بہ چمک لکھتے آت و بہ کھلا
 آت و بہ لکھتے آت و بہ لکھتے آت و بہ
 بیٹھ بیٹھ مائی جان پہ لاتا ہے آفتین
 جو عاشقانِ رخصت کری ٹھنڈی گریبان
 گروہِ رنڈل پہن تھنڈی پر کرین شل
 ہر روئے سرانہ کوئی غمگسار ہے
 گردن او نہیں کی نذر یہ آتا ہی دل بڑی بیا
 میں اسکی بس میں اور قیاسِ یار کے

شد کچھ تو ہر دم کہو مدد ساقی دل
 کافر ہو پیر بتوں کے کھنکھے جو گنگالی دل
 ان ظالمونسی میر خدا ہے بچائی دل
 شاید کہ سنگ ہے تری سینہ میں جانجی دل
 سینہ ہو آج جو نہیں آتی صد اے دل
 پا مال یوں نہ کیجئے صاب پرانی دل
 جسکو خدا خراب کری و گنگالی دل
 بیفادہ بلا میں کوئی کیوں ہنسائی دل
 دشمن نہیں ہے کوئی ہمارا سوامی دل
 اوں شعلہ رو سے کون لگا کر جلائی دل
 ہم و نہیں جو کرتی پیرین مائی جانجی دل
 کسکو سناؤں جاکی میں با جری دل
 کتیک پیر وں بتوں سے بغل میں جانجی دل
 ناچار وہ ہے کرتا ہوں جو ہی صنائی دل



لو اکبر و سے جلد کہ سستیا مال ہی
 ٹھیرا ہی بتو ایک ہی بوسہ بھائی دل



نہ سوز جگر ہے بستانے کی قابل
 دل جان میں میری جلاسنے کی قابل
 نہیں ہیں یہ بیت دل لگانے کی قابل

نہ ہے داغِ فرقت دکھانی کے قابل
 کیا یوں لو لگاؤں میں اوس شمعِ رو
 بچائی خدا اپنی بندوں کو ان سے

پیشانی نہو دل میں اپنے وہ قابل مبت نے اک شوخ خیرد ہنشین کی زبس اسکو ہے عشق مرگانِ دلبر اوڑائی نہیں کیوں خدنگِ نگہ سے جوانی کا عالم ہے زور و روں پہ آیا	کھ سر ہی میرا تھا اوڑانے کے قابل نر کہا ہمیں منہ دکھانی کے قابل یہ دل وار پر ہے چڑائی کی قابل یہ دل جانِ جان ہے نشانی کی قابل و طفصل اب ہوا دل لگانی کی قابل
--	--

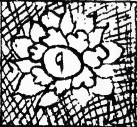


نہو سوزِ دل آبرو جس سے پیدا
غزل کب وں ہوتی ہے گانی کی قابل



رویف میسم

باعتِ خلقت موجبِ رحمتِ صلی اللہ علیہ وسلم مہرِ رسالت ماہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم رہبرِ افاقِ مخبرِ صاوقِ لایوں دفاترِ کنزِ وقایہ سرورِ عالمِ زندہ آدمِ قدوہِ عظیمِ مرآۃ مججِ دانشِ منبعِ بینشِ منجششِ مرکزِ تابش قامتِ خمشتِ رشکِ صنوبرِ رشکِ گلِ تار شاہِ نضِ بینِ روحِ بدنِ بینِ یکِ جبینِ غنچِ درخشاں شاہِ اہمِ بینِ انیہمِ بینِ دُخترِ مہرِ بینِ بحرِ کرمِ بین	شافعِ اُمتِ روزِ قیامتِ صلی اللہ علیہ وسلم صبحِ سعادتِ ماحیِ ظلمتِ صلی اللہ علیہ وسلم مخبرِ خلافتِ صاحبِ بیتِ صلی اللہ علیہ وسلم لطفِ مجسمِ مظہرِ شفقتِ صلی اللہ علیہ وسلم دافعِ کاوشِ رافعِ عسرتِ صلی اللہ علیہ وسلم ساتی کو تر بحرِ سخاوتِ صلی اللہ علیہ وسلم ایک فنِ بینِ لطفِ وعنايتِ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ قدمِ بینِ یعنی وہ حضرتِ صلی اللہ علیہ وسلم
--	---



ہجرتِ بینِ آبرو بارِ جہیلِ ہامی سچ و حقیقت
ابو محمد کے ہو زیارتِ صلی اللہ علیہ وسلم



روزِ ازل سے آپ پیرِ جانِ شاہِ مہم	مذمتِ سینِ غلامِ شہِ نادرِ مہم
-----------------------------------	--------------------------------

ای روفق زمین و زمان منہ دکھائی
 کرتی میں صفا س گل خسار پاک کے
 عشق خطبہ بنی میں جو وحشت ہوئی ذرا
 بادام پنکین انگہ پہ صدقہ اوتار کے
 ہو کر بنی کے پہول سے خسار پر فدا
 آتا ہے جبکہ یاد قسم حضور کا
 راہو نکلو اٹھہ کی ساتی کوثر کی یاد میں
 سنتے ہیں جسکی چرخ بریں سے زمین کلب
 باقی نہیں غناق سے اب نام اتفا و

میں شوق دید میں ہمہ تن اظہار ہم
 میں گلشن حضور کے گویا ہزار ہم
 ہو آئی دم میں ہند سے ماسنہ و ہم
 کیسو پہ دارین نافہ مشک تار ہم
 لوٹیں گی باغ خلد کی بیشک بہار ہم
 ہنستے ہیں عین گریہ میں بی اعتبار ہم
 روتی ہیں روز صورت ابر بہار ہم
 یارب و دیکھیں انگہوں سے اپنی دیار ہم
 یان دیکھتے ہیں فرقی بہتر ہزار ہم



رکھتی ہیں یاد چشم بنی آبر و دام
 پیتی ہیں اس مزی سے می خوشگوار ہم



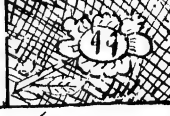
رکھتی ہیں فوق بادہ عشق جناب ہم
 منہ کو کیجہ آتا ہے درد فراق سے
 بی گنتی داغ عشق پیہر میں دلپہ یان
 اوس آستان پہ جا کی جہین کو گھسین گے اب
 لوگو ہی مہر عارض پر نور کا خیال
 سحر میں ملک یہی کہتی تھی شوق سے
 ایام شب عشق میں کاٹیں گی آپ کے
 اوگتا گیا ہے ہند سے اہو دل حزن

لی کیف ہو وہ پیتی نہیں میں شراب ہم
 اسی شاہ المدد کہ میں پڑا اضطراب ہم
 خائف ہوں نگی مہر سے روز حساب ہم
 طعنے کی بہل کر نیکی یہ راہ ثواب ہم
 پہلو میں اپنی رکھتی ہیں اک افتاب ہم
 یارب ہمیں بنی کی یونہی ہم کاب ہم
 لہو و لعب میں کہو چکی عہد شباب ہم
 راہی ہوں یا خدا سوئی میثرب شباب ہم

است میں میں بنی کی گندہ کو میں بے شمار
مچلا ہوا کہ دولت دنیا پہ نئے طرح
رکبتی نہیں میں خطرہ روز حساب ہم
بہلا میں کیا تجھے دل خانہ خراب ہم



میتا جی حواس میں کیون نہ ابرو
لائیں کہانی ہجر ہیمیر کی تاب ہم



مردوں سے عشق میں میں خانمان برباد ہم
گھونٹ پیتی میں لہو کی ویدم جلا دہم
موم کر دین ایک م میں آہ سے فولاد ہم
جھیلے میں مردوں سے اپنی بیا دہم
رشاکے کھائیں نگیو نکرناوک ہیدا دہم
جب کہی کرتی میں یادِ خنجر جلا دہم
دنکونالی کرتی میں تورا نکو فریا دہم
عشق میں اوس مجبین کی یہ سو برباد ہم
کیا کریں گی ای اجل احسان تیرا یاد ہم
غیر کی دل میں جگہ ہوا ورنہ میں یاد ہم
واک نہ گارا و نکا ہوا یا ان ہو گئی برباد ہم
اپنی جینی سے بہتنگ آئی میں اوصتیا دہم
دیکھیں کہ انٹھو لٹنی سمیت زکرس شادا دہم
جان کی دشمن ہوئی از خود ہی اوجلا دہم
ایڑیاں کتبک پڑی رگڑا کریں جلا دہم

اپنی پہلو میں نہیں رکبتی دلِ ناشاد ہم
لذت آبِ دمِ شہر کر کے یاد ہم
دل جلیج میں کرین جوانہ فریا دہم
ضبط کہتے میں اسی کرتی نہیں فریا دہم
تم لڑاتی ہو گناہ میں غیر سے ای جان جان
دل پھٹک جاتا ہے اپنا مرغِ بسمل کی طرح
یوں بہرہ دے یاد گیسو و خسر میں
اوٹ کی آخر ننگے درسی ہمارے خاک کی
بہول جامی کی شبِ فرقت بھی گرا یا یہاں
یہ بھی ہے انصاف کوئی ای بتِ ناشنا
اپنی باتوں سے لگایا ادنکی سہرہ غیر نے
جان میں گے قفس میں فضل گل آئی تو دہی
دیکھنے واسے میں چشمِ وقت و لہار کے
وید و نہ تہ والی آنکھ ابرو پر تر سے
اک سرو ہی کا لگا کر ہاتھ جھلڑی کو بچھا

گر میان کرتی مین جب اے شعلہ رو کی یاد ہم
 پایا مال اس طرح ہوتے تھے نہ یوں برباد ہم
 بند زلف یار سے اب تک مین زاد ہم
 تہوڑی تہوڑی دل مین ہوتی مین بہت جلا دہم
 شکل ناقوس کلیسا گر کرین فریاد ہم
 مرثی جو دیکھ کر آنکھ مین تری جلا دہم

اوبہ جالی مین پسینی مین ہوا ہی شوق سے
 نیزایا نہ قدم چلی تہتے صاحب کے یوں
 ولولہ دل مین ہی ہے سر مین سودا آدھی
 دست نازک کو تری صدمہ نہ پہنچا ہو کہ مین
 گوش دلسی ہے یقین مین لب زبان شگل
 آنکھ پڑی مین قضا آئی یقین دلو ہو



عرش تہرا ہے اپنے شکل سے اسی ابرو
 مین کسی مظلوم بیکس کی مگر فریاد ہم



اپنی ہیرت کو دیکھتے مین ہم
 اس نزاکت کو دیکھتے مین ہم
 باغ جنّت کو دیکھتے مین ہم
 اس شرارت کو دیکھتے مین ہم
 یا کہ آفت کو دیکھتے مین ہم
 اس عنایت کو دیکھتے مین ہم
 تیری صورت کو دیکھتے مین ہم
 اپنی غفلت کو دیکھتے مین ہم
 اس فاقہ کو دیکھتے مین ہم
 اسکے طاقت کو دیکھتے مین ہم
 اس عداوت کو دیکھتے مین ہم

اونکے صورت کو دیکھتے مین ہم
 در دسراونکو پوئی گل سے ہوا
 اوسکے کوچہ کی سیر کرتے مین
 گر میان کر کی آپ روٹھتی مین
 تیری قامت سے یا قیامت ہے
 ہمو دشنام غیر کو انعام
 چڑھکی ای یار سورہ یوسف
 یاد بت مین جنہ اکو بھول گئے
 اونکی جاتی ہے نخلی جسم جان
 ول اوٹھاتا ہے صدمہ فرقت
 نام عاشق سے اونکو نفرت ہے

سین و مدت کو دیکھتے ہیں
جسکے صورت کو دیکھتے ہیں
تیری جرات کو دیکھتے ہیں
اپنی قسمت کو دیکھتے ہیں
زور و حشت کو دیکھتے ہیں

واعظ کثرتِ خلائق میں
نقشہ کینچی گا اوکا کیا بزاؤ
وج کی وقت مجھے کہتے ہیں
دیکھ کر اوکا لطف غیر کے ساتھ
دامنِ دشت کی کئی پرزے



دیکھ کر آبرو و ثباتِ حسین
حق کی قدرت کو دیکھتے ہیں



رخمی ناز و کِ قضا میں
زندگانی ہی سے خفا میں
عازمِ کشورِ فنا میں
عاشقِ رویِ مصطفیٰ میں
فےِ احقیقتِ بُریِ بلا میں
ایک مدت سے مبتلا میں
کشتہ نازِ دلِ ربا میں
کس مرض کی کہو دوا میں

نغمہ یارِ پر فدا میں
اوس شکر سے کیا جاد میں
کمر بند کے تجسس میں
کیا غرض ہو کہ حسنِ ہوش میں
ربط رکھتے ہیں زلفِ پر خم سے
دامِ گیسو میں اوس پریر کو
کیا علاج اپنا ہو سچا سے
ہندِ دلمین نہ آہ میں تاثیر



آبرو پر جفا میں کہیں لاکھوں
اسپہ کہتی ہیں با وفا میں



یارِ راموں کا کل پہنچِ و خم سے
ہستی میں تاحہ لائی ہیں اکو عدم سے

کالاؤ سے بلا سے مرین اوسکے سم سے
کیون ہی غم نہ انس کہی اور غم سے

ڈالیں مگر نہ جو رہ بتری سوا کہے
 آتے ہے اس میں سیر دو عالم نظر میں
 آئی غریب خانہ یہ لیکر عدو کو تھم
 بدتر ہے زیست موت سے ابو خدا گواہ

کوچہ کو تیری بر لیمن باغ ارم سے ہم
 بہتر دل اپنا مانتے ہیں باہر ہم سے ہم
 باز آئی ایسی آپکے لطف و کرم سے ہم
 تنگ اس قدر من جو و جفا ہی صدم سے ہم



اجاب ہوئی ملکِ عدم چل سنی نام
 باقی اکابر و بہین فقط اپنی دم سے ہم



ردیف نون

کلام حق کا کیا کہنا عمارت اسکو کہتی ہیں
 خوش و خرم ہو درویش موم سے دل بخون
 کہلے بہتی ہیں آنکھیں جو حیرت تصویر بیان ہر دم
 کہہ ہیں گے اور امت و آفرین شہر حسرت سے
 دم میلاد و وقتِ نزعِ حیات کو نہیں پہولے
 کیا دو ٹکڑی مد کو ایک اوٹھلی کی اشارت سے
 تنزلِ لزل پگھلا دوزخ و ملاوتِ قہر کے ہیں
 مینی کی نفس دہی لیلِ لعلِ فراغِ عاشق ہے
 شبِ اسر ملی تیری فی حق سے چاہے بخششِ امت
 خیالِ مصحفِ خسارِ احمد رہتا ہی دل میں
 عذوقِ جبہ و خندقِ دین لوہا اٹکا مانا
 اوٹھائی ہیں کڑی چرخِ دین اُف نہیں کرتے

فصاحتِ نام ہی اسکا بلاغت اسکو کہتی ہیں
 خوشی یہ عین غم ہیں کسرت اسکو کہتی ہیں
 یہ ہی ذوقِ لعلِ شوقِ زیادت اسکو کہتی ہیں
 وسیلہ ہو تو ایسا ہو حمایت اسکو کہتی ہیں
 اسے کا نام ہی الفت محبت اسکو کہتی ہیں
 کھایا اسکو کہتی ہیں طین اشارت اسکو کہتی ہیں
 اسی کہتی ہیں رعب و اشجوت اسکو کہتی ہیں
 کہ ہر اک دیکھ کر کھٹا ہو جنت اسکو کہتی ہیں
 عنایت ہو تو ایسی ہو شفاعت اسکو کہتی ہیں
 کلامِ شہ کی اسی قاری تلاوت اسکو کہتی ہیں
 یہ ہی شمشیر کی برش شجاعت اسکو کہتی ہیں
 یہ ہی داؤدِ آلہی زور قوت اسکو کہتی ہیں

نہیں ہیں اکی غاتم میں جو اعبا زمین امین شب میلاد روز عید سے ہے ہی کہیں بزرگ خیال تیغ ایرونی محمد میں سرا ہر دم یہی ہیں جسے جین فرسائی اور کج کھٹ پریم کو	سیماں گھوٹھ نہوت اسکو کہتی ہیں جو ہیں اہل صفا صحیح سعادت اسکو کہتی ہیں جہکار ستا ہے سر شوق شہاد اسکو کہتی ہیں کہیں گی بد نصیبوں کہ قیمت اسکو کہتی ہیں
---	--

غزل کیا ابرو تم نے قلم برداشتہ لکھے اسی کہتی ہیں رنگوئی طبیعت اسکو کہتی ہیں	۱۷
--	----

جسائی چرخ سے جب ہم کہی فریاد کرتی ہیں جو ذکر قامت احمد کہی گلشن میں آتا ہے دل ویران میں دیتی ہیں جگہ یاد محمد کو فرشتہ عالم بالائی پڑتی ہیں درود اوچر جاتی ہیں بقول گچا ہم چشم سے دل میں بل اوصاف کہتی ہیں رخ پاک محمد کی ہو اسی معصیت سی دل پریشان کیوں ہو اپنا قصود خواب میں رہتا ہی خسار مبارک کا طیج نہاں مٹی ہیز ملک عرش معلے ہر خیالات ہوا و حر و حرمت گرد باد آسا	شہ ہر دوسرا اگر وہیں امداد کرتے ہیں تو اوٹھ کر سر ورقہ تعظیم و انشا کرتے ہیں ہم اس اوجیری ہوئی اقلیم کو آباد کرتے ہیں جو ذکر بادشاہ عالم ایجاد کرتے ہیں اوسی آباد کر کے اب اسے آباد کرتے ہیں دعائی نور کی تحویر ہم ہندا کرتے ہیں یہی جہون کی توشیح زندگی برباد کرتے ہیں ہم انگہیں بند کر کی شب قرآن یاد کرتے ہیں جو ہم ہجر بنی میں نالہ و فریاد کرتے ہیں مجھے برباد کرتی ہیں مجھی برباد کرتے ہیں
---	---

نکسین اسی ابرو ہم فخر اپنی فقر کو سمجھیں کہ خود الفقر فقر ہی مصطفیٰ ارشاد کرتے ہیں	۱۸
---	----

بہ ہسپا پی جو منہ تم ناز سے ہر بار داس میں	تہ لگجائی کہیں اگلی پری خسار داس میں
--	--------------------------------------

اواسے متنی آنچل رومی رنگین پر نہیں ڈالا
 بہلا کیا فائدہ مجھ بیگنہ کے قتل ناحق سے
 بہری اس گلشنِ حسی میں اگر عمر بہرِ مہینی
 دمِ رقص اوسکے گردِ شمع سے جہاں حکیمِ آقا ہی
 تصویر میں تمہاری گوہرِ دندان کے رُو رُو کر
 اگر بن عاشقِ مرغان سوچ چکر کہ جی جیسا لون
 زمانہ تیرہ و تار ایک عالم کو لطف آتا
 نہیں کم ہو تین جہہ حشری پہ سنگت لیا اگلی
 تجربہ سو گندہ سہاوی دستِ حشرت روحِ مجنونی
 می آشا سو کو اپنی سر پہ جب کھیلی ہوئی دیکھا
 نہ اثباتِ دہن ہو وجہ اسکی ہے بھی اسی جان

لیا اب رہاری نے ہے یہ گلزارِ دامنِ مین
 لگی گھاٹو مٹھا دہتا بتِ خوشنوارِ دامنِ مین
 گل امید کی جا حشر تو کی خارِ دامنِ مین
 پر پرو ہے عجیبے از کی رفتارِ دامنِ مین
 بہری بنِ جنی بیگشتی دُورِ شہوارِ دامنِ مین
 تو اہلِ لہجہ آپ اگر سنسدا روغنِ دامنِ مین
 چہا لیتا اگر حقِ مہر و شمعِ خسارِ دامنِ مین
 لہجی میں لعل کو یاد میں کب رواسِ مین
 نرمی پائی ثابتہ ایک سہی ستارِ دامنِ مین
 چہا چہا محمد ہے غرضی دستارِ دامنِ مین
 چہا لیتے ہو مٹھ مٹھ خود گفتارِ دامنِ مین



اگر منظورِ خاطر آوے قتل سے تم کو
 بچھپائی بیٹھی ہو پھر کس لئے توارِ دامنِ مین



سنبلی سکا نظر آئی چینِ پانی مین
 نظر آیا جو ترا عکسِ فتنِ پانی مین
 ہر سکتے میں کہیں مقرر کہنِ پانی مین
 دیکھ لیں گر ترا چند سادہ بنِ پانی مین
 کیوں نہ پیدا ہوں بہلا دترِ عدلِ پانی مین
 سیکڑوں طرح کی ہر سبجِ سخنِ پانی مین

زلفِ جانان ہو اگر سایہ فتنِ پانی مین
 لوگ سمجھے کہ تہ آبِ ستارِ کونے
 ہی ہی جو شش گریہ تو گرین کی افلاک
 ڈورِ چائینِ عرقِ شرمِ مین ماہ و خورشید
 اشکِ شکین جو مری یاد میں لونِ دانتو کی
 بحرِ الفت میں قدم آئی دلِ نافہم نہ کھ

بیلی گل ہوں کیلے طرفہ چمن پانی میں
لوگ کہتے ہیں کہ ڈوبا ہے کمن پانی میں
نظر آجائی وہیں صاف ہرن پانی میں
ڈوبتی چاہ سے نل دردمن پانی میں

پہنکی نکلی کہی دریا میں جون غنچہ دہن
غرق میں تھوڑے شرم میں ہوں بعد فنا
آنکھ ڈالی کہی شوخی سے جو تو دریا پر
اکبر و رزماں الفت میں جو سننے میں



خون جگر ہو کی بھی دل میں کشین خود حاسد
آبرو چاہی و آب سخن پانی میں



عجب ہم کشمکش میں مرن جیتی مرن مرن
ہزاروں جسے ماری جان سکے ہم اوسہ مرن
اودہ و کم سنی سے اپنی خرابی میں مرن
معتز کہہ امی گا وہ منہ کی کوئی دن گزرتی مرن
ہوا آج بے رخ دلدار پر گیسو بکھرتی مرن
پڑی رہتی ہیں بتر پر نہ جیتی مرن نہ مرن
غریب بچہ الفت لیکن ایدل کہ اب بھرتی مرن
جگر اور دل نکل آنجا باھر قصد کرتی مرن
مقابل آئینہ ہر وقت ہے گیسو سنورتی مرن
جھٹ تیغ آپ کیوں مجھ بگینہ کی خوشی مرن
سمجھ کر سانپ اپنی سایہ گیسو سے ڈرتی مرن
یوں بے کٹوا کی سر عاشق بھی رشوں نام کرتی مرن
گلوڑی تیریں سین حبر رجوا و مٹی ہی سنورتی مرن

لیون کے جلا تین نگہ سے قتل کرتی مرن
ہمیں بے عشق سے رغبت نہیں مرن ہی مرن
شب و صلت و نور شوق سی تباہی میں مرن
جو ہر اکا تین آتا ہی تھری غیر یوں ہم
دل عاشق جہان پریشان ہوئی میں کیا کیا
نہ چوچو حال ہسی جی منہم فرقت کے راتوں کا
جو ڈوبی کوئی دریا میں اوہرا آتا ہی اکثر
جہیں کئی ہو تم ایمان تو سینی میں کہہ اگر
گرفتار پریشانی میں یاں ہم اور وان ایدل
نقطہ کافی ہے میری قتل کو اک بخش ابرو
جو کجما تھی ہمیں جون نشہ میں اکثر عیش ہے
فزون ہو تا کوزہ شمع جیسے گل کرتی سے
غضب میں اور ہی ہوتی ہیں کچھ ہوا زو ناز کی

ہو کی آنسوؤں دہاتی تین یاں پہر دل پریشان
خلندی دمان ہوتی ہے پر گہر سو سورتے مین

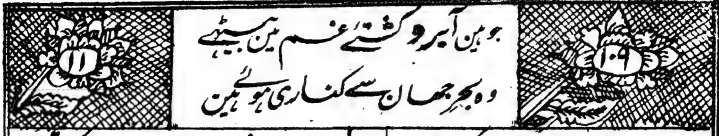


نہ کرو نیکے دل جب آبروئے یکہا اونی
تو بولی ہنس کے بان بان تسی ڈرتی مین کرتی مین



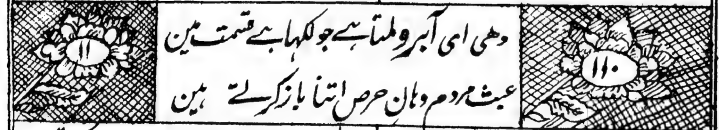
وہ صدفی ای جان تہ ساری ہوئی مین
جو شید و والہ تہارے ہوئے مین
وہ پہر آج گیسو سنوارے ہوئے مین
جدہ لبر ووں کے اشاری ہوئے مین
کہیں صحت دل ہی پیارے ہوئے مین
سہن چنکی لگی چکارے ہوئے مین
ریقہوں سے جو اشارے ہوئے مین
فلک پر عیان یہ ستاری ہوئے مین
وہ زلف پریشان سنواری ہوئے مین
کہ ہم اب تو بندی امہاری ہوئے مین
پری شیشی مین ہم اتاری ہوئے مین
کہیں اسطرح بھی گزاری ہوئے مین
مستاع دل و جان کو ماری ہوئے مین
ہم ایمان و جان تپہ وار ہوئے مین
وہ غیر و نکے شاید او بہار ہوئے مین
تو کیوں جمع مہم یہ سارے ہوئے مین

جو زلف پریشان کے مارے ہوئی مین
یہ ظاہر تری دن چارے ہوئی مین
بلا مین پہن مین گی لاکھوں کے جان مین
کلی اپنی کافی مین لاکھوں نے قاتل مین
نہیں ایک دم مین جو پہلو مین تہمت مین
ملائی اول لاکھوں کے کجا انگھہ زر گس مین
مین سب جانا ہوں نہ کچھ مجھے پوچھو مین
نہیں تہی زلفوں پہ چوڑکی کے آفتان مین
دل اہل عالم نہیر رسم ہو کیوں کر مین
خدا کی لپی اسی صنم منہ سے بولو مین
مستور ہے دل مین کسے ناز مین کا مین
ملین غبر سے آپ اور مجھے روٹھ مین
قمار محبت مین اک بیت سے ہم تو مین
خدا کی قسم اسی ستان پر یرو مین
جوہرات پر پگڑی جاتے مین مجھے مین
جہیز کے غمیں چشم قاتل فی مارا مین



جوانی ہم شبِ حیرت طناز کرتے ہیں
نہیں مکن ہے جینا کشتہ تیغِ تلافی کا
قیامت کا ہر سامان چنگی ال جل و عالم میں
بیانِ بلوغت ہو چکا اب حضرت واعظ
شکایتِ تہنواہیِ نجاتِ برگشتہ سے رکھتی ہیں
کیا رسوا عالمِ سرِ نظامِ بازی نے
یکسستِ والی آمد آج سے ساقی
عنانِ صبرِ ناتھن سے نکل جاتی ہی عاشق کے
نہیں عاشق یہ کچھ موقوف ہے شیخ و برہن تک
نہیں مطلب ہے اگر او کو نہویاں کسکو ہے پروا

قیامت شعلہ مائی آہ برق انداز کرتے ہیں
مسیحا بی سبب کیوں دعویٰ اعجاز کرتے ہیں
یہ بت ڈالتی ہیں آفتِ یا خرام ناز کرتے ہیں
گلستانِ عشق کی سستی جو ہم آغاز کرتے ہیں
گلہ کب تیرا چرخِ تفرقہ انداز کرتے ہیں
مجھے بدنام کیا کیا دیدِ غماز کرتے ہیں
کہ ہر جانب درِ میخانہ میکش باز کرتے ہیں
پریر و گرم جولاں جب منہ ناز کرتے ہیں
خدا جان اچھی توچہ ای بُت طناز کرتے ہیں
عبث اغیار پر افشا و لو کھا راز کرتے ہیں



نہ پس چائی کہیں دل و غلام ناز کرتے ہیں
جو قصہ دردِ دل کا ہم کہے آغاز کرتے ہیں
تصورِ باندہی میں نزع میں او طفلِ کم سن کا
جلادِ تہی میں اپنی کشتگانِ ناز کو دم میں
عدو کی دلچہ چلتی ہی چہری کیا رشک سے کہہ
عضبِ فقار ڈالتی ہے ستم انداز کرتے ہیں
تو وہ کہتے ہیں خود اپنا یہ افتاد کرتے ہیں
ضعیفی میں کتابِ عشق ہم آغاز کرتے ہیں
یہ بت جادو کو لگتی ہیں یا اعجاز کرتے ہیں
سری جانب کہے جب گناہ ناز کرتے ہیں

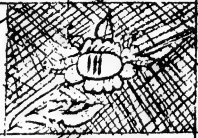
دھی امی آبرو ملتا ہے جو لکھا ہے قسمت میں
عبث موم و مان حرص اتنا باز کرتے ہیں

لڑائی میں گاہیں دینے دوستہ قاتل سے
سلامت کون اگر پہ گیا کوئی حینان میں
تہیں انصاف سے کہہ دو کہ کیونکر سر نہ پٹو نہیں
کہے انکھیں دکھائی میں کہے تیوری چڑائی میں
بیان کرتی ہیں صم و صاف اوس شاک گستاخے

ہم اپنی مرغ دکھو طبع ہشہباز کرتے ہیں
بچا انداز سے کوئی تو بسمل ناز کرتے ہیں
فسون کرتی ہیں انکھیں لب اگر لہجہ کرتے ہیں
دل عشق پر کیا کیا و مشوق ناز کرتے ہیں
زبان گو یا بزرگ بلس شیراز کرتے ہیں



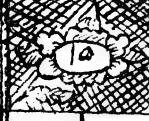
کہو اسی آبرو پیش نظر تصویر ہے کسکے
جو اطفال شک انکھوں میں ترکہ ناز کرتے ہیں



بنیں گی ورنہ ابر تر گریبان استین دامن
لہو کی گھونٹ پی پی کر گریبان استین دامن
کہ تن پر پنگلی خنجر گریبان استین دامن
کی پی پزی سر پتر گریبان استین دامن
عبث سیٹا ہی خنجر گریبان استین دامن
کرین گی کیا ہلا سیکر گریبان استین دامن
ہوئی پزی کھان بنکر گریبان استین دامن
سلاسل تیغ اور خنجر گریبان استین دامن
سین ہم خاک اور پتر گریبان استین دامن
خدارا اسی بت کا فر گریبان استین دامن
نہوں پہ نڈمیں کیونکر گریبان استین دامن
ہوئی میں چاک یان تن پر گریبان استین دامن

نہ تو چشم یون تر گریبان استین دامن
دم بچہ گری رہ رہ گئی مانسہ زخم دل
ایکے کسی مژگان یاد آئی عین وحشت میں
جو سوئے وقت یاد آئے کہی اوس انکھ کی دوری
نہید دست جنون ثابت انہیں دم بہر بھی کہی گا
خدا کہی سلامت اسی رفوگر دست وحشت کو
بزرگ ماہ پناجب کہے داغ جنون چکا
بنی میں یاد زلف ابرو و مژگان قاتل میں
جنونیں سنگ طفلان سے پہر اوڑ جائی گئے پزی
مگر پزی کی ہی حسین سر ستری رسوائے
جنون کی جبکہ میری حال پر چشم عتات ہو
بزرگ جامہ گل آئی ہی فصل بھارا ایدل

عدو جب اونہیں دست و گریبان دیکھتا ہونہیں
تپ غم کی حرارت سبھی ہی آگ یا ن تن میں
خوشی سے پھٹتے ہیں تن پر گریبان آستین دامن
انہوں کیوں جل کی خاکستر گریبان آستین دامن



و نہ بخشی تھے مجھے طاقت جنوں نے آجروں سے
کروں نپندی ابھی ستر گریبان آستین دامن



حق تھو اس پر کی چہل کل میں
تجہ قاتل نے میان سے جب لے
آئی جب سے وصل و صلت
کیا کہ سے زبان بار آئے
بیری گھو گھٹ میں لاکھوں فتنہ میں
جسکو دیکھاں مگر گیا بی موت
جان بچا لین رہے اوسکے
سروشت رزل میں تھا اپنے
چھوٹ جائیں گی سیکڑوں وحشی
سیری انگھو نہیں جھقہ میں اشک
پاندھی جب تہل پر کر مٹنے

اگئے خلق ساری ہل چل میں
جھک گئے سر نہار و تن میں
کیسے حجت ہے آن کل میں
کیوں گرد فتنی دی ہے پچھل میں
شوخیان سر سبز میں پچھل میں
زہراوس انگہ کی ہے کاجل میں
جو پہن گیا سو بھی سسل میں
آئین کی ایک روز مقتل میں
فرق آیا جو زلف کے بل میں
اتنا پانی نہو گا بادل میں
دھیر کشتہ سنا ہو گا مقتل میں



آبرو کیوں گھٹا کی نسبت دین
زلف کا رنگ کب ہے بادل میں



مرد صوفی ہوں نہو ان شیخ کہ سر بر میں ہوں
جاگر چہرے آوہ زلف منبر میں ہوں
آبرو ساری خدائی سے تو بدتر میں ہوں
فرق کیا اس میں خطا و اسر سر میں ہوں

اور مردی کا ایسا ہی کہ خجسہ میں ہوں
 خدمت آئینہ برداری مجھے یارنی دی
 نازکی میں کر یا رہے مجھے بڑھ کر
 سر میں سودا ہے صنم کی سوئی شکلیں کا تری
 صورت پر ہے ہر دم سری انگہوں کے حضور
 کیسوئی یا مجھے ماری رکھیں گے کیسے
 رتبہ خضر ملا خاک شینی سے مجھے
 مجھے رم ہے تہی کسوٹے اسی آہو چشم
 دیکھ کر قامت و لہار گھیا ڈور اوسکا
 دل سرا کر تا ہو جھیل جہا کی خواہش
 جہد میں دریا میں حائل جو کہے ہو سہا
 نام کیون شمع کی مانند روشن ہو سرا
 جسطح دیکھ کر آئینہ کو تم جہان ہو

اور مرثہ کا یہ اشعار ہے کہ فشر میں ہوں
 ان دنوں اپنی نصیبوں کا سکندر میں ہوں
 لاغری میں کر یا رہے بڑھ کر میں ہوں
 فقط اتنا تو خط وار مقرب میں ہوں
 شکل آئینہ اوسی دیکھ کر ششدر میں ہوں
 نہیں ممکن ہے جو ان کا لون سر میں ہوں
 تیکے نقش کف پا خلق کا سر پر میں ہوں
 یوز ہوں تری نگہ میں کہ غضنفر میں ہوں
 اتو بخوف قیامت سے مقرب میں ہوں
 سایہ زلف یہ کہتا ہے کہ سر پر میں ہوں
 جاننا آئینہ کو سکندر میں ہوں
 بنم جانان میں اتیلی پوٹے سر میں ہوں
 یونہی صورت سے تمہاری تجھ میں ہوں



آبرو گز بند یا یار کا صفوں دہن
 پہر یہ کس سنہ سے کہو گی کہ سخنور میں ہوں

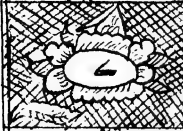


حیرت انگیز زبان ہی کسی دوش ندون
 ہر ایک حالتان سے کسی دوش ندون
 سر و شہ پر گراں ہے کسی دوش ندون
 دل مختصر مکان ہے کسی دوش ندون

ہر غزہ و ستار ہے کسی دوش ندون
 درد جگر ہے جدا اضطراب دل
 طالب ہے اسکے تیغ ادا خجسہ مرثہ
 باشکر گراں ہے الم یا س فوج فوج

یہ نگاہِ دُناؤں پر مگر کانِ برین تاک میں
تصویرِ یا شبیہِ خیالی پہ مر مٹوں

یہ دلِ عذابِ جان ہے کسے دون کسی نہوں
دو قالبِ ایک جان کے کسے دون کسی نہوں



ای ابر و کرشمہ و ناز و ادائی یار
سو کا کہ ایک جان کے کسے دون کسی نہوں



بتوں کی شکل جو ہم بار بار دیکھتے ہیں
ہو ہے عشق کسی نوجوان کا پیسے میں

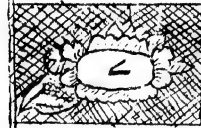
یہ شانِ قدرت پروردگار دیکھتے ہیں
ہم غمِ فصلِ خزان میں بہار دیکھتے ہیں -

خیالِ صحبتِ اغیار و یار آ آ سے
نظر میں بہرتے ہیں تاریکی شبِ فرقت

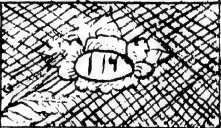
بہمِ حینِ جن جو گل و خار دیکھتے ہیں
کہیں جو خواب میں ہم زلفتِ یار دیکھتے ہیں

کہیں رقیبے وہ ہمکنار ہیں شاید
رقیب شکست کا منہ نہ لوثی ہیں جو ہم

جو دلکو پہلو میں ہم سیرار دیکھتے ہیں
کیسے پہول سے رُغلی جبار دیکھتے ہیں



یہ کسکے آنکھ و عن ہے آبر و کھئے
جو آپ جانبِ دربار بار دیکھتے ہیں



چلے افتخار کو ہمیں پروں یہ فرماتے ہیں
خود بدولتِ سری میت کو جو کھنساتے ہیں

یہ عطا خلعتِ حضرت مجھے فرماتے ہیں
صورتِ برقِ جودِ ذلت چکا جاتی ہیں

چرخِ پرانہ ستاروں کی چہ پیک جاتے ہی
باوہ کش ملکہ بہم گاتی ہیں ساؤں کیا کیا

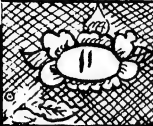
پہاں بیانِ تیری ہے زلفین مجھے دیتی ہیں نام
انکجا انکشانِ چشم رہے ایدل زار

ابرا آ کی جو میخانہ پہ چھا جاتے ہیں
بیڑیاں تیرے ہے گیسو مجھے پہناتے ہیں

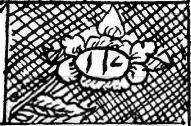
چڑھ سکے دریا بھی تو آخر کو اوتر جاتے ہیں
کہنے مطلب کے اگر صاف لوڑا جاتے ہیں

خود غرض وہ یہ پروں ہیں عیاذُ باللہ

لکھیں اوصاف نیکو مکر ترے رخسار و نکے نہ مضامین دمان و مکر یار ملے لطف کسطح شہ وصل میر لے	یہی مضمون پنج اشعار کو چمکاتے ہیں یہ وہ طائر ہیں نہیں دام میں جو آتے ہیں ہے لحاظ اولیٰ فوجی مجھ سے وہ شر تاجن
--	---



آبرو و بزم میں اغیار سے ہو کر وہ دوچار
آہٹہ آہٹہ آتسو و ن ضد سی ہمیں نر لواتے ہیں



برق کسدن شرافشان مری خرمین نہیں
ستوہ راہبری قسمت رہزن میں نہیں
کیا اثر اتنا ہی ایدل تری شیون میں نہیں
زور بازو میں تو ان دلین دان تن میں نہیں
رنگ روپ ایسا کہے لالہ و سوسن میں نہیں
وہ تجھے خدا وادی ایمین میں - نہیں
کچھ گز فضل خزان کا اچھے گلشن میں نہیں
خوف ظلمت پس مردن مجھی مدفن میں نہیں
فضل گل نام کو نہ دہر کی گلشن میں نہیں
ساتھ و ساقی گلشن میں نہیں

آہ سوز انکا گز کرب دل روشن میں نہیں
بہر ستم خاک بہ چشم بہت پر فن میں نہیں
ہو کے بیخود وہ چلے آئین کلیجہ تہا میں
مرض حیر سے اس درجہ سبکسار ہو میں
مسی مالیدہ لب یار پہ جیسے ہے بھار
شعلہ سن سے جو کوئی بتان میں ہی فروغ
نالہ گرم سے ببل کی یہ گل کہہ لائی
داغ الفت سے کیسے وہ چمکے دل میں
کیا کریں بادہ کشی دور خزان ہے بالکل
بوندیان یرتی میں گنگوہر گہٹا چہا ہے



جب سے سودا کسی زلف سیہ کا اوسکو
آبرو کو لئے شب ہی کہ جو اولہن میں نہیں



کہ جگر جس سے ہو سو چراغان ہر دستا میں
نہیں ہتا سور کا کیا دخل درگاہ سلیمان میں

وہ لکھوں مطلع روشن شامی قر جانان میں
عجب کیا ہی گزرجہ نادان کا کوئے جانان میں

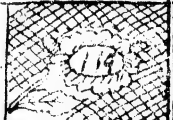
دل پر داغ کا جلوہ ہے یوں زلف پر نشان
 تری لبے ہو آہے لعل جانی کو میل ملن
 ہو کے میل گسو و رخ پر نور چا نان میں
 نہیں آتا سری و لیلین خیال اوس خور پیکر کا
 دل پر داغ کو ہر دم ہے شعل نالہ سوزان
 لب شیریں سے تین تنغ و ہم کو سنائی دین
 گدائی کو چہ الفت اسیر حلقہ کلفت
 بہار ہی قد موزوں اگر گلشن میں ذکر آئے
 چینی ہے آج افسان کا کل شبنم پیرا دے
 دہن کا اوکھی مضمون ہو سوچے کس طرح ایدل
 ہر اک مرد میں جان آئی قیامت کا ہوا عالم
 بھڑائی ہے جو رہے ہیں سب اکچل گلچن

کہلے سورج کبھی کا پہول جیسی سنبھلتین
 تری آنکھوں کی خاطر پر گیا سر مٹا نہیں
 یہ ربط اتفاقی ہے جہم گہر و مسلمان بن
 پشامے تفرقہ مدت سی بلقیس سلیمان
 ہوا اسی گرم کی چلتی دین جہون کی اس گلستان
 تماشا ہے کہ ہی تاثیر ہم اس آج جیو نہیں
 یہ لکھا ہی وہ مہ طلعت مجھے العاف نہیں
 تو عالم نخل ماتم کا ہو شمشاد گلستان
 چراغوں کی چمک آئی نظر شام غریبان میں
 نہیں دخل آدمی کو ہے خدا کی راز نہنہان
 گئی جب فاتحہ خوانی کو و شہر خوشان میں
 غدا دل خوب گلچری اوڑھتی ہیں گلستان



حیران شہر کی قابو میں یوں ہیں اپرو اپنی

کہ جیسی قاف کی پیراں تین تسخیر سلیمان میں



شجر جان جی جیسی برف سے فصل زمستان
 دکھائی دیتا ہے جسطح منہ شمشیر عریان
 اکھی خیر ہو بگڑی ہے پشیمہ ویکان میں
 ڈبوئی تین مہی وہ جہونکی ہر روز طوفان میں
 ہزاروں رخصی پیدا ہوں ابھی دیوار زندان میں

پکا دل ہر آسوں سے یوں سونہر ہجران میں
 رخ پر نور کا یوں عکس ہی اہو ہی جان میں
 تھک بولی پہاڑ سنت کی صراہہ نہ کش دل ہے
 جانہ کر کی بارش کا شب وعدہ نہیں آتے
 تری جھون جو سر ہکر اٹھیں ایلی منش اس سے

مسل خورشید کا عالم ہے ہر اک خم خندان میں
 خدا شاہ ہے فرق آئی دہن زاہد کی ایمان میں
 زربجائے کوئی اسی شوق اراں وصل جانان میں
 نہ بچے اوس ترک کی شمشیر تھی کیا آب حیوان میں
 غضب کے توڑ میں اسی ترک تری تیر مرگان میں
 چمک جاتا ہی داغ دل شب تاریک ہجر انہیں
 نہ کھانے یاس و حسرت و حرمان کو اراں میں
 متہاری لوز کا جلوہ ہے خورشید دشتان میں
 کٹی امد اکیجے جو بات ہننے ہزم جانان میں

میرا ہے مکتب جو ان میں منجہ بھور قاتل کا
 مگر خلوت میں نظارہ کسی نیت کا میسر ہو
 او شہابی خوب ہے بہر کی مزی یہ شب نیت ہے
 حیات جاودانی پائی جو اسکے شہیدوں نے
 دل غمش کو برا کر کیلجے میں اوتر آیا
 خیال زلف میں بھی مہیاں جب اوس رنگ انا
 دل پر خوشی کی کیفیت دکھائی ہجر میں ان کو
 متہاری حسن کی پرتو سے روشن بدیر کا لب
 بیابن زبان سے کام تیغ تیز کا اسی دل



یہ ہے تو خود بدولت بھی کلام آبرو و دلہن
 مرصع ہے نعل سہ ایک حسب اوسکی دیوان میں



کئی دامن کی پزیری پردہ چاک گریبان میں
 زلیخا ی مقید کر دیا یوسف کو زندان میں
 توفتہ ہے ہلال عید کا چاک گریبان میں
 تو عالم مہر کا مہو درہ رنگ بیابان میں
 سوائی سنگ ہی کیا خاک کو ہستان دامن
 گل سوسن ہے شان یزدیسی شاخ مرجان میں
 تری وحشی جو نکلی شہر سی پہنچی بیابان میں
 مکہ ہر اگر اوہنیں بخیر ہی کچھ عہد و پیمان میں

خط شبگون جو یاد آیا خیال زلف پیچا مین
 پہنچا دل مرا تقدیر نے کیسوی بچان میں
 تصور میں جو اوس برو کی پہاڑا ہے اسی میثی
 گرو حشت میں داغ آتشین اپنا چمک جاسی
 نکمہ کو شرم عیانی سی سہ پہر میں تری وحشی
 دہری مسی کی کب سے یار کی لبھائی رنگین پر
 کینے نے سچ کھائی دوز مسیحا تک ہے ملا کے
 گلہ سی باز آئید کہ دیر آید درست آید

<p>مہوی زائل بکلفت میری دلکی انشاک نیری سے چراکاری کھنکھاتل کہ باز آید پشمانی خوشی مٹنے وار دکھ در گفتن لئے آید جوان مردان نہتا بنداز کسے رو ہو جو کسمت</p>	<p>غبار اس وقت کا اڑتا رہا ہے عین بارہن عبث ایدل ہے حسرت وصل کے ایامِ حرامین بہت بہتر ہے ضبط آہ ایدل جو طمانین نخل آئین ہماری رو بر واغیا سیدان میں</p>
---	---

<p>غزل میں روزمرہ چاہی ہی آئی آبرو لکھنا وہ مضمون ضبط ہے آئی نہ جو فہمِ خندانین</p>	<p>۱۲</p>
---	-----------

<p>کس غیتِ قمر کامیری دل میں گھر نہیں کس ولینِ تجویِ دمان و کمر نہیں یہ نالہ کیا ہی جیسے کوئی نوہ گز نہیں یہ ہنسنے کے سلسلے بہا بہا نہیں آج نظرِ ابدیتِ تاریکِ زمین باز آنا اپنے ظلم سے یہ کینہ نہیں کیون ہونہ دلین الفتِ صنم جاگزیں یہ نوشی میں ہر ساقی ہوش نہیں جھک چکا جو موتِ شبِ حیرانگے ایک اس سے ہوش میں رہا بھی نہیں کہ تو نہیں ہے دلین مہرِ خیالی یا رشتہ حیات ہے یا جاوہِ عدم آکھ نہیں سبکی ربطِ عدو کوئی سبک</p>	<p>کس شہری کا اس گزری میں گز نہیں دریش کسکو ملکِ مہم کا سفر نہیں کس کام کی وہ آہ جہنمِ اشر نہیں آزردہ دل کیا کس سی گز نہیں دیکھ جو خلق کچھ رگ و گز نہیں اونامی بڑھکی مرغ کی لیتا نہیں زادہ ہو جو وقفِ خدا کا وہ گز نہیں اس دورِ آفتاب میں دورِ قمر نہیں ہو یا یہ قصہ اونسے کہی نہیں ابر کرم ہے یہ سارا دامنِ تر نہیں یتلی کی طرح تر اکب انکھ نہیں نادان میں وہ جو کہتی ہیں اوکھ نہیں وہ عرب ابچکا وہ کرو فر نہیں</p>
---	--

<p>قہر خدا ہے خشن دندان نامی یار مشکان یہ اشک دلیں طیش لب آہ سرد جوڑا مہاری بالو کنا شاید کہہ ل گیا اک تو ہے راہ ملک عدم یونہی پر خطر تسخیر اس سے ہوتے ہیں دم میں تباہ رو کا یہ کھکی وقت سحر ہمنے یار کو دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست درکار غیر حاجت هیچ استخارہ نیست دل را بدل رہبت درین گنبد چھ از بخت شکر دارم و از روزگار ہم ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورد</p>	<p>کرتے چمک چمک کے یہ چمکی کہہ ہنہن کسو اٹھی ہے عشق کی کا اگر ہنہن بیوہ بہ بیچ و تاب میں موی کمر ہنہن طرہ یہ اور او سپہ سے زاد سفر ہنہن دنیا میں کوئی نقش یہ از نقش زر ہنہن چھا گل مہاری پاؤں کی بولی گجر ہنہن کچھ انقلاب دہر سے ہم کو خط ہنہن لین دلو شوق سے وہ مجھے درگزر ہنہن کیونکر کہوں کہ اچھو میری خبر ہنہن کہتے ہیں حاسد و نکلے وہ رشک قمر ہنہن حاصل دام بوسہ عتاب تر ہنہن ایدل اسیر رنج کہے نے خبر ہنہن</p>
--	---



ذہن لطیف قہمہ فکر نکو کند
 مضمون است آبرو و مد نظر ہنہن



<p>گنج جیسے کو وہ گل چمن میں او سے کا جلیں ہے ہر سو چمن میں اویسی نے کچھ اوٹھا یا چاہ کا لطف دل صد چاک میرا ہن کی شان وہ لاغر ہوں نہ یا میں گی ٹکیر میں</p>	<p>نخالین سیکڑوں شاخیں سمن میں سمن میں ارغوان میں نشتر میں جودل ڈوبا تری چاہ دقن میں رٹا او سجت کی زلف پر شکن میں میان گور میت کو کفن میں</p>
---	---

مکت ہوئی اگر چہ سچ کہن مین	ہو تیاہ خیمہ پشت ہر گز
جمل عن کہک و طائوس بن مین	خرام ناز سے تیری بن رو پوش
ہین شک آگئی دیوانی بن مین	لکھایا ماتمہ کامل کو تو بولے
علاوت کیون ہوا اپنی سخن مین	لب شیر بن کی ہم کہتے مین اوصا

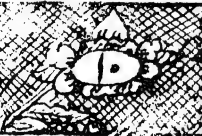


عدم مین مین سے تہے آبرو ہم
بہنہ آکر یہاں رخ و مین مین



اچھو کہ اوسکے وصف کے لائق زبان نہیں
اک روز زمین نہیں یہ آسمان نہیں
یہ تو مکان تمہارا ہے میرا مکان نہیں
جسے کا جسکو اپنی حرکت گمان نہیں
ہم کس طرح کہیں کہ تو ماضی کی جان نہیں
اک روز اوکھی منہ سی سنی مہنی مان نہیں
وہ دل ہے سنگ سخت جو تیرا مکان نہیں
وہ کھار زبان ہے مار کا جس سے بیان نہیں
وہ پاؤں کیا جو راہ طلب مین

کس منہ سے ہم کہیں کہ بتو لکے و مان نہیں
گر نہ وہ نکا کا تہیے زور ستور ہے
وہ زمین قیام کیون نہیں کرتی ہو جان طاب
طول شب فراق سے اوسکے بلا دوری
جانی سے تری موت ہی آئی سے زندگی
ہر دم سوال بوسہ پہ انکار کے سوا
وہ آنکھ کو رہے جو نہ کہے ترا جمال
وہ کان کیا مین جو نہ سنیں ذکر و ست
وہ ماتمہ کیا جو طوق کمر مار کے نہوں



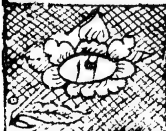
نام و نشان لے کہ یا بد نام آبرو
اچھے رہی و کچھ کہ نام و نشان نہیں



غنی ہوں حرص کے باعث شکستہ حال نہیں
کہ بار بار میرے شہر وصال نہیں

نظر میں ہست و نیا ذرا ہے مال نہیں
خدا کی ہستی با تو نہیں اسکو مال نہیں

<p>ہماری باغ میں جزسرو کی نھال نہیں تمہاری انگہونیں ڈورنی یہ لال لال نہیں کشیدگی سے تمہاری مہین۔ لال نہیں شراب مغت کی قاضی کو کھیا لال نہیں جہان سے شیر کا مسکن وہاں شغال نہیں اگر لڑائیں ہر انگہون تو ہم غزال نہیں ہماری لائق صحبت یہ پیر زال نہیں کہ جس میں می نہیں بٹتی نہیں کلال نہیں خدنگ سینی سے جراج تو کمال نہیں رنگ سبزہ چکر کسا پالیا ل نہیں زبان سبھا لئی ایچھے یہ بول ل نہیں یہ وہ خدنگ ہے درکار جسکو بہا ل نہیں پٹکتے عور پہ ایسے تو اپنی رال نہیں</p>	<p>سوائے مقرر منم دل کو کچھ خیال نہیں ہماری طائر دل کی لٹی بچہا ہی دام چو کچھ گلہ ہے تو بے اپنے جذبہ دل سے جو زندہ دیتی ہیں واعظ تو کیوں نہیں پتیا نہیں مین پست صفا میں پسند طبع بکست تمہاری چشم سے آہو یہ دیکھے کہتے ہیں فقیر مست میں نفرت ہے شکل دینا سر پسند کیا کرین میکش ہو کان زائد خشک یہ ایک ترکہ کماندار کے نشانی ہے نری شرام سے اسی سرو باغ محبوبی ہر ایک بات یہ صاحبہ دیکھی دشنام تمہارا تیر مرثہ کام دیگا بے پیکان بہر آئی پانی جو منہ میں بیاں واعظ سے</p>
---	---



نگاہ لطف کا ہے کبر و فقط طالب
 خدا گواہ منم اور کچھ خیال نہیں



<p>تصور کی بدولت اوکلی نیست ہماری مین بجائے اسی تو جو کچھ کہو بند ہی تمہاری مین ہماری مرغ دل پر تم نے کیا کیا حال مین تری انگہون کی اگی اسی بری آہو بھاری مین</p>	<p>وہ ہی ہر وقت بے پیش نظر ایدل ہمارے مین ذلیل و خوار و سوا یہ لقب بیشک ہماری مین کہے کہہ اہی مین زلفین کہی گیسو سنواری مین مہوئی وحشت انہیں صحرائیں پیرتی ہماری مین</p>
--	---

<p>تو کئی عشق میں جیسے کہ مہنی دن گزارا ہین شب تار یک میں گویا چلتے یہ ستاری میں پڑی خاک لحد میں آج وہ پاؤں سپاری میں شبِ فرقت میں اپنے حشر کی آٹھاری میں بہت خنجر کے گہاں میں بہت برہنہ گاری میں یہی گرا بلق ایام کی ایدل تزاری میں عمل سے یہ پریر و ہمنے شیشی میں آٹاری میں غم و اندون کے چلتے ہماری سریر آری میں</p>	<p>تو دیکھ روز ایسی سخت دشمن ہے کوئی یار نہ پسینے کی نہن قہری میں اوس لطفِ منبر پر مژغ بن تاسرو نہر جھکے کل تک افسر شاہی تفاوت روز و شب کا ہی فقط ورنہ دل مضطر مژگی سیکڑوں بیل گنہ کی سیکڑوں کشتی گرائی گاہ میں چاہِ عدم میں دیکھنا اکدن دل اپنا ایک مدت سے حنیو نگاہوا سکھ رقیہ یہ وہیہ کرتا ہے شانہ او کئی زلفونہن</p>
--	---



زبانِ سود سے اسکے ٹکڑوں ہوں آبرو و قہر
 لئے لک تشق نہ توں سے ہم اجاری ہین



<p>تیر نظر میں مژغ خنجر بہو میں تلواری ہین جو کہ ہین زلفونکی دیوانی وہی ہشیار ہین ضعف سے وحشت میں مہری دوتا باجکاز ہین قصہ زلف و رازیا روٹھو مار۔ ہین تری فرقت میں انیس اپنی ہی دو چار ہین بجلیان میں برچھیاں میں تیر میں تلواری ہین روگنٹی بھی اپنے جسم ناتوان پر بار ہین یار کی خراب بیشک مطہر نوار ہین مار ڈالین یا جلایں آپ ہی مختار ہین</p>	<p>اور اب تیار کیا اوس تک کو درکار ہین ہین وہی حال کچھ جو مجالِ یار ہین چاک ہو کیونکر گریبان جاؤں کیونکر سو وشت انکے گناہ میں کہیں پر ہزدل عاشق نہن نالہ و آہ و بکا و دردالم رنج و محن وہ نگاہیں اور انگہیں اور پلکین اور بہو میں گردیا ہے عشق مژگان کی کیسے ضعیف مہر و مہر برق و شکر کرتے ہین اوسنی کسب فی کیوں چہ بائیں چشم و لب کے آگے دیتی ہین جان</p>
--	--

نیم جان لاکھن سزارون طاقان صید باغیچہ
 بہم کر آئی میں بادل چلتے سے ٹھنڈی ہوا
 چشم فغان کے تری بیلر سے بیلر ہیں
 تاک میں منت العنب کے اندون سنوار ہیں

۹ بادہ اٹلور کا اسی آبرو ہے نشہ کیا
 مست وہ بین جو شراب عشق سے شرابین
 ۱۳۷

محیرت میں گھڑی عاشق تری دربار میں
 آبلہ پائی نہ میری گر کر سیلاب اوسو
 رات دن آرائش کا کل میں رہتا ہوں وہ شوق
 خط سب بولتے ہیں دل لاکھن گرٹا رہا
 چونکتے ہر گام پر بین خستگان زیر خاک
 نے احمیت عشق بھے ایدل پیچا پل محل
 کس طرح ادھی وہ چشم نگین میر بطرف
 ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم
 یا جڑی ہیں قد آدم اکٹھے دیوار میں
 تشنگی سے کانٹے پڑ جائیں زبان غار میں
 دل ہے خدو پابند اسکا گیسوی خوار میں
 یہ عجیب اندھیر ہے اس زلف کی سرکار میں
 شور محشر سے تری پازیب کی ہنگار میں
 سامنا ہے موت کا بروقت اس آزار میں
 طاقت اوٹھنے کی نہیں باقی ہے اس کار میں
 ہو سو ہو دل معنی ڈالا بحر عشق یار میں

۱۳۸ یاد خط سبز سے آئی ہوئی پیر زخم دل
 آبرو اولٹا اڑ ہے مرہم زنگار میں
 ۱۳۹

وہ بیت جسکو پہلا پاس ہمارے آئی کیوں
 آئے ہیں یاد جب تم کہتے ہیں بہر کو اہم
 طبع ہو جسکے یو فاحرسم ہنوحے ذرا
 غیر سے چپکے اسی صنم ملتی ہو تم تو دبدم
 تیر نظر جو صلیح ہو آنکھ وہ پیر لرائی کیوں
 ہمنے جفا شعار سے دکھو لگایا مائی کیوں
 کہنے سے میرے وہ بہلا راہ وفا یہ آئی کیوں
 صدمہ ورنج و درد و غم میرا یہ دل ادھار کیوں

چہری سے صاف اپنی عشق ہی آبرو دینا

گر نہیں کیا دل کہیں پہر ہی یہ ہائی نامی کہوں (۱۲۹)

سُنین نہ شہ میں کیونکر حضور کی باتیں
 بچکائیں کان جو آپ اس طرف تو عرض کروں
 سُنائیں حضرت موسیٰ تو طالب دیدار
 غرض ہے حکمِ قوای و اعطا آدمیت سے
 نہیں سہج زما فی میں کوئی مُساحِصین
 حسین بنامی ہیں کیون عشق کیوں کیا پیدا
 یہ ملکِ ناک میں کہتے ہیں کیا خُفا جانی
 کہے تڑپتا ہے ناتھوں کہے او چہلتا ہی
 کہ لطف و مہربانی ہر ہکسور کی باتیں
 کہ میں حضور سے کہنا ضرور کی باتیں
 سُنین گے گوشِ دل و جانی طور کی باتیں
 سُنائیں آپ نہ غلمان و حور کی باتیں
 کرو نہ کیلئے صاحبِ غرور کی باتیں
 نہ سمجھا کوئی بھی رتِ غفور کی باتیں
 سُنین کہنے نہ اہلِ تسویر کی باتیں
 وہی ہیں اپنی دلِ ناصبور کی باتیں

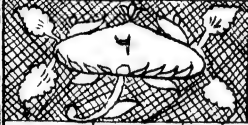
وہ آبرو سے یہ ایامی وصل پر بولے (۸)

میں وہ اچھے جو بُر و نکو بھی بھلا کہتے ہیں
 قہرِ حق میں آفت میں غضب میں جینکو
 واعظون کی نصیحت نہیں سُننا اصلا
 عاشق و شفیق و خستہ و رسوا و ذلیل
 جو کہ عاشق ہیں ترے تیغ ادا کے قاتل
 وہ ترا حسنِ خدا دے ماسخِ آلاء اللہ
 بچکے نقدِ دل و دولتِ جان و ایمان
 میں بڑی خود و کسکو جو بُرا کہتے ہیں
 غمزدہ و عیشوہ و انداز و ادا کہتے ہیں
 کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں
 آپ جو کچھ مجھے کہتے ہیں بجا کہتے ہیں
 آپ غمخیز کو و آپ بقا کہتے ہیں
 دیکھ کر اہلِ جہان صُلّ علی کہتے ہیں
 اور اب آپ یہ فرمائی کیا کہتے ہیں

زندگی میں کوئی آرام نہ پائی گا کہے

	<p>آبرو ہم یہ فقیرانہ صدا کہتے ہیں</p>	
<p>پرہیز معلوم نہ تھی کیا کہنے کو ہیں ہمت سے ہم کچھ حال دل اسی ہو فاکہے ہیں اک بھبھ کو دوست اور دشمن بُرا کہنے کو ہیں سب برائی نام اب تو آشنا کہنے کو ہیں کچھ میری زخموں کا شاید ماحر کہنے کو ہیں خاک و مٹی میوے جھکو بُرا کہنے کو ہیں</p>	<p>یہ تو ظاہر ہے کہ ایسا بُرا کہنے کو ہیں ماجرا کے سنت جو روح فاکہے کو ہیں اپنا اپنا منہ گریبا نہیں تو دیکھیں ڈالکر وہ کہاں ہیں دوست صادق اور کیسی دوستی تیغ و خنجر کے تری قاتل بولس میں خوشگیاں جو نگاہ سے دیکھیں اونکی انگلیں پہو جانیں</p>	
	<p>یار تو نازک دماغ اسی آبرو ہی اور ہم ماجرائی دردِ دل بے انتہا کہنے کو ہیں</p>	
<p>نہ خیر ہیں نہ نشتر ہیں چیریاں ہیں نہ بھالی ہیں تو اس چشمِ فسونگر نے کروں مار ڈالی ہیں اسی صورت سے کالو کو نیاتی کو طیالی ہیں مر لیٹانِ محبت کب سب جانے سنبھالی ہیں قصورِ غلہ کے شاید کہ پاس انکی قبالی ہیں کتابِ عشق میں اسی فنونِ صدا مٹالی ہیں نہایت یہ کڑی منزل ہے اسکے کوس کی لڑی</p>	<p>تری مرغان کے کچھ اندازِ ان سب سے لڑی ہیں لبِ معجز نمانی گر کیا زندہ ہزاروں کو چہرہ ک دیتی ہیں ہم افشان جو اکثر اونکی زلفیں کیسا گامِ روا ایسے ویسی دھچکندوں کا غور ان زاہد ان خشک کو جو انتہا کا ہی سرِ عاشقِ قلم ہوتا تو بسم اللہ ہی اسکے نہ کہہ ایدل قدم تو کچھ زلفِ حسینا نہیں</p>	
	<p>ہمارا چشمِ پر غم کی مقابل آبرو ہرگز نہ کچھ ہے گریہ شبنم نہ ابر تر کی جہالی ہیں</p>	
<p>تو یہ سب سب سے فتنی انداز ہیں</p>	<p>اگر چلن سے وہ انگلیں لڑائیں</p>	

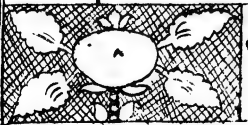
جو دزدیدہ نگہ سی دل بچہ المین ۶	وہ کیوں عشتاقی سوا کہیں المین
جو وہ نسل صبا گلشن میں آئیں ۶	ہنسین گل اور غنچی مسکرائیں
پڑہیں جن پر دروین دیکھ کر ہم	وہ اولٹے حیف صلو آئیں سنائیں
قیامت قد ستم غمزہ غضب نادر	بلا زلفین میں آفت میں ادائیں
تری تر نگہ سے اوکھا نذر	جگر کو دلو کس کو بچائیں
میرے نالوں کو سنکر کہتی وہ	فقیرانہ میں یہ کسے صدائیں
نزدیک سے آنکھ اٹھا کر بھی وہ گلو	ہتیلی پر جو ہم سر سون جہاں
جو زلفوں کی تہااری ہوں جلا وار	اونہیں لازم ہیں پہانسی کی نہاں
ترجم جان عاشق پر خدا را	کھان تک اوبت بطور جفا میں



خدا ہی آئینہ زلف بنی پر
خدا سب اس کے بخشی کا خطائیں



ستار میں تری تر چھی گھا میں	قواقت میں صنم اپنی بھی میں ۶
اثر اپنا دکھائیں گریہ آمین	کرین اس سنگدل کی ملیں میں
نہ ہرگز میں کہوں گا ترک الفت	بجھے گو آپ جاہن یا بچا میں
مقرر ہر چہاں میں تری بلکین ۶	بلا شک تیر میں تری گنا میں
تری زلفوں کو رکھتے ہیں پریشان	پریر و بیکسوئی اکثر آئیں



کرین الفت کسی سے آبرو کیوں
اگر جاہن تو لازم ہے سنا میں



قتل کرتی میں بھی تری ستار بلکین ۶	میر چہاں میں پچھری تیر کہ خجھر بلکین ۶
-----------------------------------	--

دل عشق ناوہا لیتے ہیں سنگینو نہیں
شبِ فرقت میں بیلانینہ کا آنا کیسا
کرد یا سینہ عاشق کو مشکبک و مہین
قتلِ عشق کو اسی قاتلِ عالمِ مشک
زلفِ ناگن ہے نگہ سحر ہے انگہیں جا دو
تیر کی غلج یہ مہن اور وہ بعینہ تر کش
پلٹیں مہن یہ تلنگون کی مقہرے ملکیں
نہیں کینخت بہم ہوتی مہن دم بہر ملکیں
توڑیرون کا دکھا لی مہن سے اسہرے ملکیں
تیغِ ابرو مہن تری اور مہن خنجرِ ملکیں
اور ہے قہرِ مذا کا ترے کا فخر ملکیں
اس لہی قلب مہن رستی مہن سنگرے ملکیں

آبرو و معجزہ کہنی کہ صفا لی اسکو
قتلِ عالم کو کیا خون سے نہیں ترے ملکیں
مجلو اوشخ فی دیلمہ تو بچہ کا مین انگہیں
ہامی ماوسی نہ کہی ہم سی ملہن انگہیں
سیکر وں خون کئی اور نہ لجا مین انگہیں
پیکے نہی دل عاشق جو چہ مین انگہیں
اپنی تصویر سے قسبی جو لڑائی انگہیں
جا مین گی روز جو کہنی وینہیں مین انگہیں
سر یہ عیا کیا نہ لایم مہن لایم انگہیں
اگہ لگتی نہیں جہن لگا مین انگہیں
پہرتی ہے تیری نظر سے نہ دکھا مین انگہیں
جینج فی میری ذرا نی کو دکھا مین انگہیں



آبرو و معجزہ کہنی کہ صفا لی اسکو
قتلِ عالم کو کیا خون سے نہیں ترے ملکیں



بزمِ مہن غیر سے گل لڑا مین انگہیں
جئے سکے لہی زور و کی گنوا مین انگہیں
وہی دیدی کی صفا لی سے صذر لازم ہے
طرہ او سپر ہے کہ چوری سے سرا سرا نا
صور ست آئینہ ہو بادگی تم بھی حیران
سرخ یاد رخ تلنگون مہن یہ ہو جاتی مہن
دیکھنے سے تری زلفون کی مہو سودا
نہینہ بھی اور گئی اسی رشکِ قہر فرقت مہن
مہربان سب تہی جو تہی چشمِ عنایت تری
آری چٹکی یہ نہیں جبہ بہت مہر و مہن

مجلو اوشخ فی دیلمہ تو بچہ کا مین انگہیں
ہامی ماوسی نہ کہی ہم سی ملہن انگہیں
سیکر وں خون کئی اور نہ لجا مین انگہیں
پیکے نہی دل عاشق جو چہ مین انگہیں
اپنی تصویر سے قسبی جو لڑائی انگہیں
جا مین گی روز جو کہنی وینہیں مین انگہیں
سر یہ عیا کیا نہ لایم مہن لایم انگہیں
اگہ لگتی نہیں جہن لگا مین انگہیں
پہرتی ہے تیری نظر سے نہ دکھا مین انگہیں
جینج فی میری ذرا نی کو دکھا مین انگہیں

اگھین رو رو کی گئیں میری ہوئی غصی دہ
 یہ ہے اعجاو کہ اندھی کو دکھا نہیں اگھین
 سٹھف رخ کی تلاوت کریں طاہر ہو کر
 اس لہی اشک کی دریا میں نہا نہیں اگھین

اگھین پتھر اگھین خوش آگیا بیہوش ہوئی
 آبرو یار فی حب ہیکو دکھا نہیں اگھین

مرغ دل کا حیف ہوا اسکے نہ مسکن ہاتھ میں
 دلف کو اپنے لہی ہے یوں وہ پُرفن ہاتھ میں
 اپنی دہن کھچ او سکھ کروں میں چاک چاک
 مرچکا ہو نہیں لگان سکتی کا اب بیکار ہے
 کھجئے جو روتے فل نہ اٹکو پائیں سال
 اشک سے بارش کی کیفیت دکھا دیتی ہیں جھ
 سہوں وہ میکش کا کڑا نیا گلہ مر جاؤں میں
 دست شفاف او سکے دیتی ہوں جاننے کا
 کیا ہو بہر بندہ کو وعظینک و بدخیر تسیا
 قتل تو کرتا ہے قاتل دسیاں اسکا بھی رہی
 کر کے ایلی امرو سے جو اپنی قتل عام
 پاں پاں تیغ قاتل سے ہوا ستمیارتن

طاہر رنگ خنار کے شین ہاتھ میں
 جھٹھ رکھی فسوگر کوئی ناگن ہاتھ میں
 پاؤں ای وحشت اگر صحر کا دہن ہاتھ میں
 کیوں لٹے پہر تارے آئینہ وہ بدظن ہاتھ میں
 عاشقوں کی لائی دل مشفق من ہاتھ میں
 مرد کے کہتی ہیں بہا دون اور ساون ہاتھ میں
 شیشہ می کی اگر آئی نہ گردن ہاتھ میں
 آرسی پہر کسلے پہنے وہ بدظن ہاتھ میں
 جب ہو دل اللہ کی اسی مشفق من ہاتھ میں
 حشر کی دن ہو گا میری تیرا دہن ہاتھ میں
 کسلے رکھی وہ قاتل تیغ آہن ہاتھ میں
 بخیر گر نادم ہو کیوں لکی سوزن ہاتھ میں

جیسے غالی ہاتھ تو آیا ہے جائیگا یو ہنیں
 آبرو کچھ بھی نہوگا بعد مردن ہاتھ میں

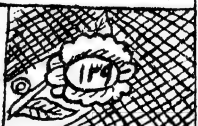
کردمی فتنی بیا عالم میں بنے چل کی پاؤں
 ہر دم اگھو نہیں میری پیرتی ہیں اوسن اجیل پاؤں

ایک جا پہنچے نہیں رہتی ہیں اس چنل کو پاؤں
چاہی اسب چو مناو سب کا بایان ملکا پاؤں
نسل پکا ہوئی وحشی میں بھیہ کیل کے پاؤں
یا آہے جلد خاکستر ہوں اسکے جل کے پاؤں
ہی جو مجھ وحشی کی رحمت یافتہ اول کو پاؤں
یا د آتی میں بھی اس نازنین کی ہلکے پاؤں
ماہہ رشیم کی شکم قائم کا ہی مغل کی پاؤں
ابنوں سی جب ہوئی بیکار میری پہل کی پاؤں
ہو گئی یہ ناتوانی کی بدولت ہلکی پاؤں
خوب ہے تہنی نکالی میری لکھو چہل کی پاؤں
روبروئی چشم دریا بار اس ناول کی پاؤں
ظاہر کہہ ماہہ ہن ایدل میں کوئیل کی پاؤں

برق کی صورت کہی یاں ہے کہہ واک کہ شوخ
دکھو ماہوں ماہہ لیجاتا ہے ہر انسان کی وہ
دوڑتا پھرتا ہونہیں محسوس وحشت خیز میں
روز آکر جلاتی ہے تپ فرقت مجھے
وادی وحشت میں آخر ہو گئی پُر آبلہ
کیون کران جاکسی اپنی من تر پون و بد م
نرمی اعضا کا اوسکے وصف کس نہ سی کو
وادی پُر خار وحشت طی کیا ماہوں کی بہل
ڈمکاتی ہیں ہوا کہی یہ اب چلنی کی وقت
اب تو ہر لکھ پر موی تین بسل سیکڑوں
سوسم بارش تین جہنم پانی کہے
بہتے ہیں سطح چوٹی پہ یہ ہر نخل کے



سیر دریا آبرو کی ہو اگر اس کے بغیر
آب کی مانند یہ جائیں ہماری گل کی پاؤں



چھایا ہوا اب رہا ران چمن چمن
پہلا پہلا روضہ رضوان چمن چمن
ارستہ ہے روضہ رضوان چمن چمن
یہو لون سی پڑ ہے باغ کا دامن چمن چمن
تہالی بہری ہوں آب سی رضوان چمن چمن

سر خوش بین طائران خوش امان چمن چمن
ہے شور آبد شہر دیشان چمن چمن
حورین شگفتہ خاطر و غلمان ہن باغ باغ
گل گوش بنگلی ہمہ تن از پی ہزار
فرمان حق یہ غلامین پہنچا ہوا ہے آج

<p> ہنچا ہی روشنی میرے تابان چمن چمن بن جا میں سر و سرو چہ راغان چمن چمن فردوس باغ باغ ہی رضوان چمن چمن مرگاہن کے بہاڑی تین جو غلام چمن چمن سبزہ نہال صحن گلستان چمن چمن نرگس ہے فرط دید سے حیران چمن چمن آبی جو سیر کو وہ خیراں چمن چمن ہے نغمہ سنج مرغ خوش الحان چمن چمن </p>	<p> ان فرش جہان کی گاہ ہے آج جاہ مجب آئی ہو کیا ہے سر و گلستان سرمدی سکر نوید آمد مجھ کو کیر یا لاکھوں کا فرش حورین بیکھاتی ہیں ہر دوش ہر سو پہاڑ پڑتی ہے ہر گل ہے خندہ زلف گل شاخ شاخ پر بہر تن چشم بن گئے مہو نگی شگفتہ غنچہ نول کہتی ہیں یہ گل رقصان ہوا کی شوق سی ہر گل ہی شاخ پر </p>
--	---



اسی آبرو ہے تم نے عجب رنگ سے کہا
 دیکھیں چشم نوز سخندان چمن چمن



لائق غلہ وہ زہار نہیں
 و غنچہ بیت کی سزاوار نہیں
 انہیں کہ گنہگار نہیں
 اور نرگس کی آواز نہیں
 تعلق مہر لب انہا نہیں
 کس کو اس بات کا قرار نہیں
 خواب میں طالع بیدار نہیں
 اس کو عالم سے سرو کا نہیں

جس کو عشق شہ ابرار نہیں
 جو ہی گئی وہی غم کا امیر
 تو تو غم دار نہیں
 چشم مجھ کو نہ اپنا فدا
 مہر کیونکر نہ باواز نہیں
 آپ مجھ کو نہ اپنا بیشک
 خواب میں کیوں نہ دیدار نہیں
 عشق احمد سے تعلق ہی جی



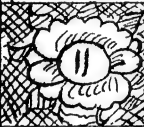
آبرو اپنا وظیفہ ہے یہی



ورد جب حضرت غفار تین

جھان کے پیشوا خواجہ معین الدین چشتی تین
امیر اقلیا خواجہ معین الدین چشتی تین
ہزار خوشنوا خواجہ معین الدین چشتی تین
سراج اولیا خواجہ معین الدین چشتی تین
مدار دعا خواجہ معین الدین چشتی تین
ضمیر مصطفیٰ خواجہ معین الدین چشتی تین
سہاری رہنما خواجہ معین الدین چشتی تین
عجب آب بقا خواجہ معین الدین چشتی تین

شہ ملک علا خواجہ معین الدین چشتی تین
ہما می آج استر ضیائی مہر تعلقا
بھار گلبن ایقان نسیم گلشن عرفان
فروغ دیدہ انسان پسند خاطر یزدان
دلیل منزل حدت حریم پردہ خلوت
گل گلزار یزدانی بھار گلشن معنی
دیار فضل کی مالک طریق فیض کے سالک
لب جان بخش سے میر ہوا زندہ دل مردہ



تصور آبر و او نکار ہی انگہو نہیں نور آسا
کہ دلسی کبیبہ خواجہ معین الدین چشتی تین



رؤیف و او

ہند میں کرتے ہو کیا چل کے مدینا دیکھو
دیکھو اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھو
بنفص تم آ کی جو ای فخر مسیحا دیکھو
اوسکے مطلوب کو یا حضرت موصی دیکھو
قدرت حق ہے سراپا قدر عزا دیکھو
دیکھو دیکھو میر سے آقا میر سے مولا دیکھو
چشم حق بین سے جو ای دیدہ بینا دیکھو

ای غلامان نبی روضہ مولا دیکھو
دیدہ دل سے رخ سید والا دیکھو
مرض حب سے عاشق کو ابھی صحت ہو
طور پر طالب دیدار ہوئے تھی جسکے
رخ ہے والشمس تو دلیل ہے گیسوئی نبی
نگہ لطف و کرم سے دل لانا کی طرف
اک نہ اک دن نظر آجائی تہین بھی وصال

شبِ معراج بہ حورون سے ملک کہتے تھے :
خوف سے اہل فلک کانپ اٹھیں یا حضرت
کاش رو یا ہی میں فرما میں اولٹ کروہ نقا
وہ قریب آگئی لو شاید بطحا دیکھو
اٹکھ اوٹھاکر جو سوئی عالم بالا دیکھو
یون دکھاتے ہیں جمال رخ زیبا دیکھو



آبرو کعبہ خالق کی زیارت کی بعد
تم مدینہ کو چلو شاہ کاروضہ دیکھو



خوش آئی کیون شاہ دوسرا کی جستجو دلو
صفائی میں گھر اس سے مقابل ہو نہیں سکتا
مینی کا قصور در بدر مہر کو پہناتا ہے
بچہ مد کہ اسی محبوب حق مرغوب ہے جان سے
فصحیحان عرب بہرتے ہیں دم بگنی قصا کا
جو ست ساقی کو شریں کب مایوس ہوتی ہیں
اگر ہو چاہے گنڈار شرب کج کل جانا
اونہیں کی شکل نقش چہار دیوارِ صہر ہے
نہ خوش آتا کہیہ پر سنبل غلہ برین اسکو
متہاری جلوہ دیدار کی دیکھیے جو اک جہلکی
سنائی ہے فید جا نغریہ آرزو دلو
ملی ہے عشق دندان بنی سے آبرو دلو
لئے پیرتی ہے باد کوئی احمد کو بکو دلو
متہاری آرزو دلو متہاری جستجو دلو
پسند آئی پہلا کیونکہ نہ اونکی گفتگو دلو
کہ خوش رکھتا ہے کیفانہ لاتنظرو دلو
سنگہا لا کر صبا اوس کل مشکین کے دلو
نظر آتا ہے یون جلوہ بنی کا چار سو دلو
سنگہا دیتی اگر وہ اپنی زلف مشکبو دلو
بہی پر طور سینا کی نگینہ بھی آرزو دلو

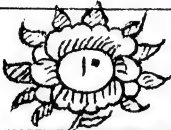


جمایا چاہتے ہو دونو عالم میں اگر نقش
جیب حق کی الفت میں مٹاؤ آبرو دلو



دلو کو سوزِ تپِ فرقت سے جلائی جاؤ
ہیں منظور تو مجھے نہ ملاؤ دل کو
آبرو خوب سزا عشق کے پاتی جاؤ
دھر رخصت مگر آنکھیں تو ملائی جاؤ

<p>عذر گرتیج میں ہے تیر لگاتے جاؤ اپنی مشتاق کو دیر دکھاتے جاؤ لکے آئے ہو مسی پان بھی کھاتی جاؤ ابر و خاک میں اپنے نہ ملاتے جاؤ پہلے مجھ سے ذرا ہاتھ ملاتے جاؤ پر مہرے دل کی لگی کو تو بچھاتے جاؤ کشتہ ناز کو ہٹو کر سے جلاتے جاؤ</p>	<p>جنش ابرو کو نہ دو حم تو پلاک چیکا دو روی پُر نور سے کہو گنجشٹ کو اوشاکر ایجان دیکھو لیر کج تو ہر شام اودہ کی سیرین یاو میں اوس دُردندان کی شکوہ اشکو غون بہانی کو جو عاشق کے ملی ہے ہنسی یہ تو مانا کہ نہ ٹھوگے تم اسے رشک پری گر تہین ناز ہے کچھ اپنے سچائی پر</p>
---	--



ابر و دیر سے اجباب میں شتاق سخن
اس زمین میں غزل اک اور سناتی جاؤ



<p>بزم میں اور قیونکو بلاستے جاؤ تم تو ٹھوکر دم رفتار لگاتے جاؤ صلح منظور ہے گر انکھ لڑاتے جاؤ برش تیغ ادا کچھ تو دکھاتے جاؤ مجھے اتنا بھ نظر سے نہ گراتے جاؤ جان شادوں سے کہ گروں کو جھکاتے جاؤ شراب وصل اگر ہمو پلاتے جاؤ ایک دو اشک تو انکھوں سے گرتے جاؤ اک گوری میرے خاطر سے بھی کہاتے جاؤ</p>	<p>شعب سوزان مجھے تم صند سے بناتے جاؤ اگلی منت یہ سہا رہی ہے جین یا نہ جین ترچہ نظروں سے تو نکلی گانہ کچھ کام سرا وقت رخصت سر عاشق ہے فلم ہو جائے سراوٹا ہے نسکون بغیر کے آگے بالکل وہ دم فحش قاتل کا یہ ہے ایما لمخی خج ابھی دُور ہوئے جاتی ہے عش عاشق ہے ہنسی گانہ کوئی بھی تہر برگ گل رنگ میں ہر چہ مہار ہی ہیں</p>
---	--

صورت حرف غلط نام و نشان ہی اپنا

۱۲۶) ابرو و صفحہ ہستی سے مٹاتے جاؤ (۱۲۷)

پھانسیاں زلف کے وقتی ہو خطا وارونکو
داغ دیتی ہیں وہ اب عشق کے بیمارونکو
نالہ کش دل ہوا پہرتے بے نگاہیں اوسکی
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں یہ گھٹائیں کالی
قتل کی بعد بھی اک چیر چلے جاتی ہے
چڑھ گیا آتی ہے پیری کے عناصر میں
بوسہ مائی لبشیرین ہوں عنایت لیجان
بیری ابرو ہوں کیوں جان کسی یار غنیز
رستی قدر خیمہ کی نہیں ممکن ہے
آئینہ خانہ بناتا ہوں میں سینہ اپنا
کچنہ کچنہ محنت وقت بھی بہکا ہے آج
خاک فرقت میں چوئیں لالہ و گل کو ایل

مارتے کیوں ہو گلکا ہونٹ کے بیچاروں کو
گل عطا ہوتے ہیں منزل کے تھکے باروں کو
چیر پر روک لیا یار کی تلواروں کو
میکشی یاد دلا دیتی ہیں میخواروں کو
خون سے میرے وہ رنگا کرتی ہیں سونواروں کو
رکھا اک کہیت ہم ضعف نے ان چاروں کو
وہ بھی کچنہ قوصلہ اپنے نمک خواروں کو
کہ جیسے دل کی طرح رکھتی ہیں تلواروں کو
ہتھمنا کون ہے گرتے ہوئی دیواروں کو
دل میں دیتا ہوں جگہ یار کے خساروں کو
گہیری مسجد میں لئے جاتا ہے سواروں کو
لیکے کیا آگ لگائیں ہم ان انکاروں کو

۱۲۷) ہکو دنیا کے بکھیروں سے نہیں ہے فرست
شاعری چاہئے اسی ابرو و بیکاروں کو

۱۲۸) ردیف مائی ہوز

ہو وصف کر کا جو رقم اور زیادہ
افزون ہو میحان تازگی باغ محبت
کیوں گردن عاشق نہ جھکے فرط الم سے

عشاق چلین سوئی عدم اور زیادہ
دین ہکو جو و داغ الم اور زیادہ
وقتی ہیں وہ اب زلف کو خم اور زیادہ

<p>اشکون سے شب ہجر جو بند جاتے ہیں لڑیاں کم ہو گئے کسی چشم غزالین میں یہ شوخی سرگوشیاں کرتے ہیں جو غیر وں سے وہ ہر بار اوبت خدا قلب سنجیدہ کو ہم سے اک بوسہ کے دینی یہ تو راضی وہ صغیر ہو ترغیب سے غیروں کے جو اوسنی کھا جاؤ دیکھناظر لطف سے اوسنت فی مجھے اب</p>	<p>کہلتا ہے مرا اس سے بہرہ اور زیادہ جس کو دل عاشق سے ہو رہا اور زیادہ گہٹتا ہے سر اسینہ میں دم اور زیادہ توڑی گا ترا سنگ الم اور زیادہ لی لین گی لپٹ کر ا جی ہسم اور زیادہ مندی میں گیا بزم میں جسم اور زیادہ کیا ہو گا بھلا اس سے کرم اور زیادہ</p>
---	---



روکو نہ تم اسی آبرو اب طبع رواں کو
اسطرح میں ہوں شعر رقم اور زیادہ



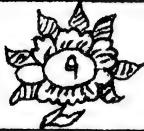
<p>اب ہونگی کنیوں ہم پر ستم اور زیادہ گر تیغ میں ہے آپکے دم اور زیادہ ہو مہر مرے داغ جگر سے تو مقتبل جیتا ہے نہیں وہ جسے اوس زلف نے مارا کم ملتی ہے نبض اپنی طبع کو اچھے سے تو روز سہ مجھ کو دکھاتی نہیں کیا کیا بہتر ہے کہ اغار سے وہ ربط بڑھائیں کرتے ہیں پسند اہل خرد درجہ اوسط اوتھر کہ چلین تیر مرہ کے یونہیں جس دم کیا بہت عالی ہے کہ سائل کی طلب سے جاننا زہم ایسی ہیں کہ مقتل ہیں بھی سب سے</p>	<p>اغیار پہ ہے لطف و کرم اور زیادہ اک وار کے شتاق نہیں ہم اور زیادہ کھل جائیگا اک معہ میں کھ اور زیادہ کیا ہو گا کیسے سانپ میں مسم اور زیادہ کیا جانے کریگی تپ غم اور زیادہ کالا ہو ترا منہ شب غم اور زیادہ کم ہم پہ کریں لطف و کرم اور زیادہ مرغوب نہیں رتبہ کم اور زیادہ آباد ہوتا دشت عدم اور زیادہ دیہیتی ہیں ارباب کرم اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں دو چار قدم اور زیادہ</p>
---	---

فرمانی ہیں الطاف و کرم اور زیادہ	کہتا ہے لغویں کا ہم پر جو کیجیو وہ
	 <p>ہے اکبر و جتنا سر تسلیم جھکانا فرماتے ہیں وہ مشق ستم اور زیادہ</p>
<p>یاں رات بہر ملا کئی ہم تملاکے ہاتھ بھیجا پیام ہارنے پیکِ قضا کے ہاتھ بدنامِ مفت ہو گئے عسلے لگا کے ہاتھ ہو دسترس تو چومنی دزدِ حنا کے ہاتھ میری گلی کے مار میں اوس دلہرا کے ہاتھ کیا خاک آیا پوچھو تو بادِ صبا کے ہاتھ شوخی کیسی پہنچی نہ آئی احس کے ہاتھ وہ رنگئے نصیب سے قبضہ یہ لاکے ہاتھ کچھ اس واسے تمنی بتایا اوٹھنا کے ہاتھ مرقد سے لین شہیدِ محبت بڑا کے ہاتھ اب پڑ گئی ہے دختِ رز پارسا کے ہاتھ عقدِ کشائی اپنے ہے بنِ دہا کے ہاتھ چوموں ضرور پاؤں جو پیکِ قضا کے ہاتھ جو زندگی سے بیٹھا ہوا اپنی اوٹھا کے ہاتھ آئین گی بیڈیاں نہ ہمارے ہاتھ کے ہاتھ</p>	<p>وان دستِ غیر میں رہے اوس دلہرا کا ہاتھ فرطِ خوشی سے مر گئے آیا جو نامہ بر آخر ہوئی شفا نہ مہرِ کمریض کو اک ہتک نہ ٹھیں گم کئی لاکھوں کی نقدِ دل تا شیر ہے یہ جذبِ دلِ دغدار کی اوس شوخ کے گلی سے اوڑا کر سرِ اغیار برسون اسے خیال سے قدموں لگی رہی دل میں ہمارے شوقِ شہادت بہار کا دل ابلِ نرم کے وہیں پامال ہو گئے منہ کا اوگا ل اپنے جو قاتلِ عطا کرے عصمت کا اسکے تو ہے جگہ بیان یا خدا یہ کہل گیا تو ساری امیدیں برائیں گے اگر چہڑا دیا مجھے ہستی کی تیر سے کیا خوفِ جان ہوا و سکوتِ ترکِ جنگجو بعدِ فنا میں یہ سب دلدار کے لئے</p>
دھی بیٹھے نقدِ دلِ نیت کا فرکو اکبر و	

۱۵۱) ابرو ہے مہارسی جی کی ماتھے ۹)

چوٹی کی حکم جو مہارامٹہ
غیر منہ آئین ہم زبان ہلائین
کیا خطا کیا قصور کیا تقصیر
پردہ ابرو میں چھپے مہ و مہ
بوسہ رخ پہ صاف کہتے ہیں
چاک دل ہے مرا کتا نکلی طرح
ہم نہ کس طرح مکتو پیار کرین
بولے مانگا جو بوسہ لب لعل

یہ کھان اسی منم کی گمانہ
ہے فقط جان من تھارا منہ
بے سبب ہم سے کیوں تھو تھایا منہ
تنتے گھونگھٹ سے جب نکلا منہ
آئینہ لے کے دیکھا اپنا منہ
چاند سا جب سے دیکھا تیرا منہ
گورا گورا ہے پیارا پیارا منہ
نیلے ہون ماتھے پاؤں کا لائنہ



ابرو عشق کا غصین گروگ
کیون غل آیا ہے ذرا سا منہ



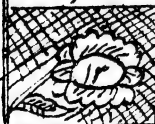
آنکھوں کو ہے گر شوق تماشا می مدینہ
وہ چہ فلک سے کہیں رُبتی میں نہیں ہے
وان کھیا رہیں مشتاق زیارت کی بجائوش
بوش غم دور سی محمد ہے کہ طوفان
آجائی گی جان قالب بجان میں ہمارے
ٹڑا رتا رہتا ہوں میں مجذوب کی صورت
ہے گل سے بھی خوشتر نگہ ہر اک طرف مانگا
اوس چشم سب مست کی ہے دلوں کی یاد

سو جان سے ہے دل کو تناسلی مدینہ
خورشید ہے ہر ذرہ صحرائے مدینہ
ہے برق ہر طور تماشا می مدینہ
اشک آنکھوں میں جیتی میں کہ دریائی مدینہ
گر لب کو ہلاوین گی مسیحا می مدینہ
جب سے کہ چڑ ہے ہے تپ سودا مدینہ
گلشن سے کھیں ٹڑکی ہے صحرائی مدینہ
لبریز ہے اس شیشی میں صہبائی مدینہ

 <p>۹</p>	<p>کس سرینِ سخنِ آبرو سودائے محمدؐ و کون ہے جسکو نہیں پروائے مدینہ</p>	 <p>۱۵۲</p>
<p>گلزارِ ارم ہے کہ بیابانِ مدینہ ہے زائرِ روضہ کہ ہے مہمانِ مدینہ شاہنشاہِ کوئینِ مہینِ سلطانِ مدینہ فردوس کے خزانہ نہیں خواہانِ مدینہ ہے گلشنِ فردوس کہ بستانِ مدینہ اسی نورِ خدا شمعِ شبستانِ مدینہ پردہ جو اولٹ دین مہتابانِ مدینہ یاد آئی گا جسوقت بیابانِ مدینہ</p>	<p>جو وصفِ مہرِ مہر ہے شایانِ مدینہ ہے طالبِ احمدؐ کہ ہے اللہ کا جو یا کیوں اونکی غلامی سے ہندو مجھ کو بہلا فخر شہیدِ اُمّی محمدؐ نہیں حورون کی طلبگار یہ بلبلِ طیبہ ہے کہ ہے طائرِ مدینہ پروانہ ہیں سب جن و ملک حُرّ پہ تیرے خورشید و قمرِ شرم سے منہ اپنا چہ پالین جنتین ہی گہرائیں گی وحشتِ مہینِ ہوگی</p>	<p>جو وصفِ طیبہ ہیں و نہیں آبرو کیا غم سہرقتِ گنجہاں ہیں گنجہاں مدینہ</p>
 <p>۱۸</p>	<p>جو وصفِ طیبہ ہیں و نہیں آبرو کیا غم سہرقتِ گنجہاں ہیں گنجہاں مدینہ</p>	 <p>۱۵۳</p>
	<p>ردیفِ بانیِ تختانی</p>	
<p>نفس گویا ہر اک موجِ نسیمِ باغِ سرمد سلاسون کی جو گلہ ستون سے پُر طاقِ زربد بنائی روضہِ محبوبِ ارکانِ شہید ریاضِ ظلمین اوسکی لئے عیشِ مُخلد جو لام و جیم زلفین ہیں تو صدا و اکابرِ لفظ کہ وہ شعہِ مسلسل ہے تو یہ بیتِ معقد</p>	<p>ہمارے دل میں جو یادِ گلِ خسارِ احمد فلکِ پر خصالِ سرمدی کیے آد آد کس خورشید ہے اوسکا فلکِ ادنی سا گنبد چو گلچینِ مہالِ گلشنِ الطافِ سرمد نہیں آبروی پیوستہ یہ اک نونِ مشد بندِ مہی مضمونِ زلفِ آبروی احمد بہلا کیونکر</p>	

مشابہ خال رخ سی ایکی کچھ سب سے
 شمعِ روح افندی گلِ خندِ برینِ رو سے
 کہ انگھون کے لیے اکیس خاک پای احمد ہے
 برائی نام انسان ہے مجسمِ دام اور دہ ہے
 کہ باہر فہم سے وصفِ جنابِ خاص سر ہے
 دلِ وحشی سراپا بند گیسوی محمد ہے
 جو رکھون غیر سے مطلب ہے کسکے خوشا
 زبانِ غار سے جاری جو ہر دم خیر با خدا ہے
 کہ مضمونِ دہنِ حضرت کا گویا نقلِ احمد ہے
 کہ بیتِ بروی احمد ہین محرابِ مسجد ہے
 پئی تخریبِ ہر فردِ بشر ابلیس مرتد ہے

گناہین کیونکہ انہوں سے جو میں کس لیا و کو
 لباسِ پاک میں وہ ہی جہاں کل علی حس
 بفرطِ شوق سر نہ کی طرح او سکو لگا نہیں گے
 بشر و کچھ نہیں جسکو نہیں کچھ آپ سے الفت
 صفت او کئی کوئی لکھے نہیں مکن نہیں مکن
 خدا ہی نی کھا لای غم دنیا کی پیند و ن
 بنی کی نام سے بڑ کر خدا کا نام ہے جھکو
 گویا ہے عاشقِ شرکان احمد کیا سوئی صبرا
 کلیدِ فکر کی دندانِ کیوں کر کند ہو جان
 کرین کیوں کر نہ او سکو دیکھ کے سجدی پاہم
 بسجی مصطفیٰ یاربِ بچانا اسکے مکر و ن



مضامین منت میں بھی عاشقانہ آبر و لکھو
 اگر ہر مذاقِ شاعری سے تلو بید ہے



زندہ ہو ہو کے ہر اک قبر سے فردا نکالے
 دل سے شور آرہے صورتِ مونس نکالے
 دمِ مسکینی سی اک نذر کا بٹکا نکالے
 یا خدا دل سے نہ مایہ پرچِ زریا نکالے
 ہی یقین آج ہی دل سی غم فردا نکالے
 سر سی گیسوی محمد کا نہ سودا نکالے

قرِ زبان سے جو تری فخرِ مسیحا نکالے
 ہو کے نپوشِ جوں برقِ تجلا نکالے
 دل میں ہر دم ہی اوس شمعِ نبوت کا خیال
 اسی غنچی میں ہی گلشنِ جنت کی بھار
 خواب میں ہی جو قدِ پاک نظر آجائے
 گویا سی میں پریشان ہوں شکلِ سنبل

شکر حق کام مری حسب تنہا کھلے
کعبہ سے جلد کہیں بہت تر سا کھلے
ہجرت میں میری منہ سی وہ نالائک
نہیں مکن سر مجنون سے یہ سودا کھلے
آپ جو وقت سوئی عرش مٹا کھلے
کچھ تو اس وصل و باقی کا نتیجہ کھلے

کلمہ گورامین ادنیٰ لب و دہان کا
الفت عزیز یارب مری دل سی کاؤر
بازی اور بجائی جگر دشمن دین کا جس سے
لیلیٰ زلف محمد پہ ہے دل دیوانہ
طرخوڑا کی ہتھیں صدائیں زسکات ایساک
ملہوں بہ نعت شریف پہ دکھائیں جلوہ



اکبر ولی بھی اللہ سے ہر دم دعا
مرتی دم منہ سے میری نام نہی کا کھلے



فکر و جہان صاف سے دلی ہوا
ان انگہوں سے دیکھو کایہ کایہ راہ
آقا مری مختار مری مرشد و راہ
گو آشتی آبی ہو کہ ہو خاک کی دبا دے
دل کی لگی اس تیغ کی اکہ مین بھجا دے
نان صفحہ دیوانین جگہ چوڑی سا دے
اکہ مین دوئی صفحہ ہستے عرشا دی
یون اس دل بیار کو قرآن ہوادی
نالون نے مری عرش کی زنجیر ہلا دی
گبرٹی ہوئی شمت مری خالق نے بنا دی
دل میرا نہیں ہی ابھی تکلیف کا عادی

وہ سا قی و شرنے می عشق پلا دے
مرتب مری گیسوی محمد کا ہے سودا
پیارا میبت ہوں مدد کا ہے قیوت
چاروں پہ شرف سے شہید دوسرا کا
نچی مری جان الفت ابروی بنی بین
مضمون مکر کچھ نہ بہت نا اچھا جسے
بیٹھا جہان نام خدا میں ہر شہر اطہی
اند و مین باندہ رخ احمد کا قصور
نالان جواب الفت گیسوی بنی بین
الفت ہوئی احمد سی گھا عشق بتوں کا
کس طرح سی غم فرقت احمد کا اوٹھاؤن

سوج آئی ہے کس مگر عطا کی انہیں یارب	تہی مسری گتھون لئے جو رور کی بھادی
اوصاف رقم کرتا ہوں گیسوی نبی کے	نازان ہوں کہ خالق نے مجھے فکر بسادی
گنجینہ ثوابوں کا اسے مل گیا اچھ	دولت رہ محبوب بن جسے کہ لٹادی

۱۵۶	آئی آبرو سر خم کیا دیکھے جو وہ ابرو	۱۵۷
	کس شوق سے گردن پی تسلیم چکا دی	

مُنین دین خسرو معظم ہماری آقا ہماری نادی	خدیو اقلیم ہر دو عالم ہماری آقا ہماری نادی
نکوئی ثانی ہو اب تہا راندہ تا بروز حساب ہوگا	مکہ ذات اقدس ہے فخر آدم ہماری آقا ہماری نادی
تہیں ہو مرشد تہیں ہو نادی تہیں ہو دانشور تہیں	متہیں ہو افضل تہیں ہو کرم ہمارا آقا ہماری نادی
ہی دعا کہ زندگی بہرہ موعین عشق نبی غفر	سہی بیجاری زبان سے ہر دم ہمارا آقا ہماری نادی
صبا کوئی منزلہ لاکر سنگھائی انکو ہی مان بقرر	ہوئی جو ہوشم خرد فراہم ہماری آقا ہماری نادی
جوا کا شامل ہوا حال ہوئی ہی اداسی مر اسل	کہ نامہ نامی ہو اسمہ عظم ہماری آقا ہماری نادی
مہاری شیدا کا مال اتہر کہیں ہی کل شہی آج ہو	اگر کہ اوپر نظر ہو اسدم ہماری آقا ہماری نادی
بروز محشر جو شاہ والا دکھا ولعت کو حق کا پلٹو	نہ ہو اچا نا ہمیں تم اوسدم ہمارا آقا ہماری نادی

۱۵۸	نہ آبرو کو ہی فکر عقیلی نہ اپنی اعاج پر ہر دسا	۱۵۹
	مقولہ اسکا بھی ہی یہ ہم ہمارا آقا ہماری نادی	

لیکا اد سے جو کوئی نام محمدی	پائیکا غیب سے وہ سلام محمدی
کسی مکان کی کرتی ہے باتیں کسپہر سے	اوجا کہیں ہی عش سے بام محمدی
لاتی تہی جبریل پیام خدا کہے	یجاتی تھی کہی وہ پیام محمدی
شانان ہر کھٹے جتی مین سے فزون	ہی خاص دل سی جو کہ غلام محمدی

اوس چشم کا دُام قصور رہے مجھے زلفِ سیاہ یہ دلِ صد چاک آگیا ابدالِ مغوث و قطب و پیمبرِ ہون یا ملک	ہر وقت لبِ بلبل رہی جسامِ محمدی ملی دُامِ ناتھہ آیا ہے دُامِ محمدی سب سے بڑا ہوا ہے مقامِ محمدی
--	---

کس منہ سیوسکا وصف بیانِ آبر و کری	کویا کلام حق ہے کلامِ محمدی
-----------------------------------	-----------------------------

<p>مع گلِ نہیں تو چمن بھی ہے خار خار مجھے لکھا ہے کاتبِ قدرت نے خاکسار مجھے لکھائی کائناتوں پہ یہی یادِ گلزار مجھے یہاں تو سوزِ محبت سے جان جالتے ہیں ہوئی ہی خوگر گریہ خدا ہے خیر کری اوڑا بھی دو کہیں سر کو کہ قصہ فیصل ہو غبارِ انگھوں پہ چھایا ہے نورِ انیل ہی نفورِ صحبتِ حورانِ خلد سے بھی رہا ہزار مرتبہ وعدہ کیا نہ آئے کہے یہ اوسکی شانِ کریمی سے کیا نہیں واقف فکارتے ہیں نہ شکایت نہ غبر سے ہی گلہ کسے ہیں انگھیں لمحہ میں بھی صورتِ تصویر نہ چین آتا ہے دکھ نہ راکھو آرام لگی گی خاکِ طبیعتِ بہشت میں یا رب</p>	<p>ہر ایک سوج صبا تیغ کی ہی دمار مجھے حلا تمام خطون میں خطرِ غبار مجھے خزان ہی کم نہیں فرقت میں کچھ بہار مجھے طیب لگے بتاتی ہیں لو بخار مجھے ڈوبو ندی کہیں یہ چشمِ اشکبار مجھے دکھائی آجکا ہوا دم تیغِ اکبار مجھے کر گیا کور مگر انتظارِ بیکار مجھے نہ ہوا جلسہ خوابانِ گلزار مجھے پہراؤ نکلی بات کا کیونکر ہوا اعتبار مجھے جو شیخ کہتا ہی ہر دم گناہگار مجھے ہوا نصیبِ قسمت سی وصلِ یار مجھے پس فشاہی وہی تیرا انتظار - مجھے طیش نے دل کی کیا ہی یہ بیکار مجھے جو یاد آئی وہاں سیر کوئی یار مجھے</p>
---	---

<p>اوجھتی تھیں کبھی اس طرح انگلیاں بھینچ دل و جگر کو ملی ڈالنا ہی شوق وصال ہنرین ہے اسکا تعجب کہ عشق گلو میں کلام سنکے سر کیوں عدو نہ کٹھا میں</p>	<p>لیا یہ الفت بہرہ لئے شرمسار مجھے دکھا دس کی نہ سینہ کا یوں اب ہمار مجھے ہجوم داغ بنائی جو لالہ زار مجھے خدا لئے وی ہے زبان مثل ذوالفقار مجھے</p>
--	---



تجسّمینِ خارِ کدِ دل میں کیا قیوں کے
دیا جو آبر و او سے گلی کا مار مجھے



<p>دوش پر سر کیوں ہوا بار مجھے چھٹا اوبت نہ بار بار مجھے دوشِ اجاب پر سوار مجھے اونپر آتا ہے اور پیار مجھے جب ہوا یاد قدّ یار مجھے جب سمجھتے ہو جانِ شار مجھے کوئی سمجھائی گو ہزار مجھے دی کوئی شربت اتار مجھے</p>	<p>ہو گیا عشق زلف یار مجھے میں پیسے ہوں آدمی خدا سی ڈر نزل گورنے کیا آخر جتنے دشمن وہ ہوتے جاتی میں ملکی طوبی سے خلد میں رویا فائدہ امتحان کے لینے سے عشق کب گھر و کھا جاتا ہے عشق پستان میں جان بلبے میں</p>
--	---



آبر و کسبِ خاکساری سے
کیون نہ حاصل ہوا حقار مجھے



<p>وہ صاف یکساں کی بارِ رگ گل سے پیشی ہو سہری فصد کی تارِ رگ گل سے بیل کو نہیں کام بہارِ رگ گل سے</p>	<p>شبیر کہ کچھ نہیں تارِ رگ گل سے سودا ہی سر عارض گلزار سے کیا عاشق رخ کو ہی غرض موسیٰ کمر سے</p>
---	---

دم گھٹتا ہے بیل کا فشارِ رگِ گل سے
دل اور اوجھ جاسیگا تارِ رگِ گل سے
بیل نہیں واقف ہے بھارِ رگِ گل سے
لطفِ اسین زیادہ ہے بھارِ رگِ گل سے
صدیا دنے پر باندھے ہیں تارِ رگِ گل سے
کیون ٹانگی دمی جا میں نہ تارِ رگِ گل سے

کس کرنے کمر باندھ تو اسی ریشہ گلستان
جب مجھت گل سے ہے دماغ اوکا پریشان
عاشق کی نظر سے کمر بار ہے معدوم
اوس گل کی کمر تک ہے پڑی پہلوئی بڑبی
تقدیرِ عداوت کے کھیلے دام میں اگر
اوس گل نے کھلائی ہیں گلِ زخم بدن پر



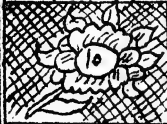
میں عشقِ مکر میں کسی گرو کے سوا ہوں
لازم ہے کفنِ آبرو تارِ رگِ گل سے



تو گلِ قندیل مہتاب اس پھر دوں چہرے ٹپکے
تو جہنجا کر صراحی ماتہ سے ساقی نے دی ٹپکے
کہ کر یاں ٹکڑی ٹکڑی اوگنیں زنجیرِ جہنم
دھک سے میں ہونے اوکلی اگر کوئی کلی چٹکی
اجی ہم جانتے ہیں بے باتین میں بناوکی
اوٹھا دو جان جان سوقت کیا جات ہے گھوٹ
کہ پہلو دل سے کیفیت میں پہلوئی کھٹک
ہوئی دشمن بھی جلدی دوستی بھی جہنم
کھان اٹھ بیٹھنا طاقت نہیں باقی ہے کروکی
پڑی بندہ وئی کی گولی اگر کوئی کلی چٹکی
ہیں اکیر سے بڑ بڑ ہے مٹی تیری جو کھٹکی

جوشِ دلِ روی روشن پتیری زلفِ سیا لکلی
کہہ مٹی طلب کے گریا لے اوس سے تپکے
دیکھا یا زورِ سرِ خجہ یہ مجہ و حشی کے جوش
اسی نازک دماغی جانتی ہیں ہم کہ گلشن میں
کیا مینے جو حال دلِ سیان اون سے تو فرمایا
بجز میرے ہمارے کوں ہے گھر میں شہِ صلت
لحد میں سورنا ہوں میں سے کیا پاؤں پہلا کر
جو میں زود آشنا وہ زود رنج اکثر نکلتے ہیں
دکھایا ضعف نے یہ زور اپنا مجھ کو فرقت میں
تری دوری میں ہی گلِ مجھ کو گلشن میں قتل ہے
سمجھتے ہیں فزون کنند سے تیری رنگِ خض کو

بگڑنے ہو جو تم میری تو میں بھی بگڑتا ہوں بوقت صبح جب وہ غیرتِ خورشید یاد آیا دم آخر کسی حسرتِ دیدار باقی ہے	نہیں ہے اور کوئی بات اسی حسبِ کار و کسب شعاعِ ہر کانٹا بن کے انگھو نہیں میرے گھسکی اسی خاطر میری انگھو نہیں ہے جانِ خربز انگلی
---	--



بڑا ہوتا ہے وقتِ بدِ محبِ اسی پرو کیسی
اہلِ گرہاری گردِ فرقت میں نہیں پہنکی



گلِ ندامت سے ہو خورشیدِ سحر کی بتی
آتشِ رشک سے جل اٹھے اگر کی بتی
اس میں جلتی ہے سدا تارِ نظر کی بتی
یو نہیں سینے میں ہے ناسورِ جگر کی بتی
رگِ گلِ خود ہے چسپاںِ گلِ ترکی بتی
اس میں جلتی رہی ناسورِ جگر کی بتی
عمر توئی ہے بہت خوبِ سہر کی بتی
چینے بچتے ہے چپہ اغانِ سحر کی بتی
بہ نہ جائی کہیں ناسورِ جگر کی بتی
تارِ مائے نگہ اہلِ نظر کی بتی
نفل ہے اک میری ناسورِ جگر کی بتی
جہلانے لگی روشن ہے اگر کی بتی
دیکھ لے شمع جو ناسورِ جگر کی بتی
کہ جہلانے کو میری خون میں ترکی بتی

دیکھ لے میری جو ناسورِ جگر کی بتی
زیبِ قامت جو کیا تنے لباسِ اگر سی
اشکِ روغنِ ہین میری انگھو کی حلقے پر چاغ
جسطرح رکھتی ہیں فانوس میں شمعِ سوزان
غیر کا سنِ خدا داد نہیں ہے محتاج
رہا محفوظ مرا خانہ دلِ ظلمت سے
شام سے صبح تک اوس ماہ کی کھیت میں رہے
نیم جان یوں تری اب تارِ نفس توڑتی ہیں
ہجرِ جاناں میں مگر اشکِ نشانی ایدل
پردہ شمع میں ہر روز جلا کرتے ہے
داغِ دل سے میری خورشیدِ فلک کو نہایت
کیا میانِ کبھی حالِ شبِ تارِ فرقت
بہترِ تنِ آتشِ غیرت سے لگ پھل جائی نگہوں
قتل کے بعد بھی قاتل نے جلا یا مجھے یوں

ابرو شمع سرگور کی ثابت کیا ہے

قرین ملتی ہے ناسور جگر کی بتی

دہری ہوئی میں خدنگنا قضا کمان کی تلی
کیا ہی خلق جی حق لے آسمان کے تلی
بچھاؤں اگھہین کیوں پائی باغبان کے تلی
کہ ہکھو رہنا ہے اک عمر آسمان کے تلی
کہ اگیا ہے قمر آج کہکشاں کے تلی
نہ جھوٹ بولنا ای واعظ آسمان کے تلی
نہین میں خال یہ ابروئی جان جان کے تلی
سہوئی میں دفن بھی دیوار پستاق کے تلی
نہ اونٹہ سکین جو دین مورناؤ ان کے تلی
فلک بنا ہی یہ اک اور آسمان کے تلی
جوانی دیتی نہ ستمی سایہ مکان کے تلی
پڑی میں بکھری ہوئی پر کچھہ اشیاں کے تلی
ابھی تو ایسی سنخو زمین آسمان کے تلی
کھلی گاحال کہی تیغ استخوان کے تلی

نہین بلکین ہرین ابروئی جان جان کی تلی
صنور ہوگا کہی وہ زمین کا پیوند
ہوا کہی نہ مجھے سیر باغ سے مانع
اوٹھائیں جو نہ کسطح مہ جلیون کے
وہ مانگ اور چین دیکھ کر ہوا ثابت
یہ اثر اڑا کی ابھی گر پڑی گامستف کہن
حریم میں مجسم کفار ہے معاذ اللہ
سوئی تھی ہم جو محبت میں ایک گلرو کی
کیا ہی عشق کر لی بہمن یہ زار و خیف
ہر ایک دیکھی کھتا ہی قصہ جانان کو
وہ مجھ کو آج بلاق میں گھر میں کیا باعث
ابھی خیر ہو بیل کی رنگ بیٹہ سب ہے
زمین شعر کو پہنچائیں عرش اعظم پر
تعلیم کوئی حد ولیتی ہیں تو لینے دو

عز و رجن پہ تہا می ابرو خدا دل کو
ملی پڑی میں وہ گل پائی باغبان کے تلی

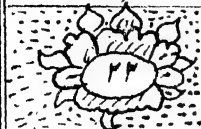
کروں تعریف میں اوس دلریا کے

کہ اوسکے غمزدہ و ناز و ادایے

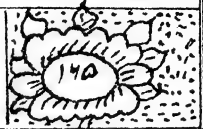
سگابت کبھی کس کس جفا کی
 سرسردی نے میرے یہ خط کی
 نہیں منظور کر میرا ستا نا
 بتوں کی گرہیں مشقِ ستم ہی
 چڑایا ہے میری پہلو سے دلو
 فقط شکوہ نصیبو کھا ہے اپنے
 بتوں نے دیا ہے کبہ دل
 شبِ فرقت بلا سے کم نہیں ہے
 تہاری غمزدہ بچا کے صبا
 مریضِ عشق کے بکڑی ہیں بتوں
 اوٹھائیں صد مہانے جو کب تک
 کیا دینتے میرے مرگ سنگر
 رخ و گیسو پہ مرتے ہیں تہا کے
 رہی و گرم صحبتِ غیر سے و ان
 شبِ فرقت کے صد و ن سے بچا یا
 ستم کرتی تو جو ہم بیکسون پر
 مسلمانوں کی دل کیونکر نہ پہنچ جائیں
 نہ آتی تم تو پہر کیونکر نہ رھتے
 لڑائی لگے شبِ بہرِ کبکشان سے

مجھ کی ناز کی طرزِ ادا کیے
 بلائیں لیں جو اس زلفِ دوتا کی
 تو کیون منہ کو چہپا یا کیون جیا کی
 تو زندہ رہ چکی خلقتِ خدا کی
 یہ شوخی ہے ترے دزدِ حنا کی
 بتوں کی ہم نہیں واسد شا کی
 دُعا ہے دُعا ہے خدا کی
 قسم چھکو ترے زلفِ دوتا کی
 سخاوت ہنسنے کی بھی تو بجا کی
 نظر آتے نہیں صورتِ شفا کی
 ستمگر انتہا بھی کچھ جفا کی
 کہ مرتے والی پر رحمتِ خدا کی
 خبر ہو نہیں صبح و سہا کی
 بیان اک آگِ سنیے میں لگا کی
 صفت میں کیا کروں پیکِ قضا کی
 خبر ہو نہیں روزِ جزا کی
 کہ زلفِ یار ہے کافرِ بلا کی
 ہو س دل میں حصولِ مدعا کی
 جو آئی یاد مانگ اس مہ لقا کی

سنائیں بے تکلف اپنے سو۔	جواک بوسی کے بہنے البقا کی
زمانے بہر میں شہت ہے سر جان	تہا ری جور کی میہ ری وفا کی
اوتھائی سیکڑوں صدی شہ روز	لگے دل سے نہ مہر اوس مہ لقا کی
تہ کیا و صنم اسد ری نفرت	رسائی دیکھ لی آہ رسا کی



دل مومن میں کرتے ہیں یہ بُت گھر
عجب ہے آبرو قدرت خدا کی

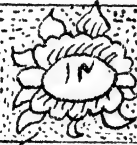


ماہِ فواک برہنہ تلوار ہے میرے لیے
چشمِ جانان باعث آزار ہے میرے لیے
بامِ محبت چشمِ بہت میخوار ہے میرے لیے
برقِ خرمین جلوہ دیدار ہے میرے لیے
زہرِ قاتل بادہ گلزار ہے میرے لیے
صحنِ گلشنِ دادی پر خار ہے میرے لیے
دشمنِ جان دیدار ہے میرے لیے
موت کا سامان خرامِ بار ہے میرے لیے
ابو کیساں سبب و زنا رہے میرے لیے
یادِ گیسو نافہ تار ہے میرے لیے
بنِ مین ایذا کہنیتا ہر ہے میرے لیے
بالِ ابرو کا ہراک تلوار ہے میرے لیے
وامی بیدردی کہ سبزہ خار ہے میرے لیے

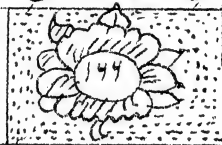
موت عشقِ ابروی خوار ہے میرے لیے
گر میحالب دمِ گفتار ہے میرے لیے
دیکھ کر حاصل ہو کیفیت بادہ کشی
دیکھنے کو غیر کی ہے چودہویں کا چاند وہ
باید روی یار میں ہو خاکِ لطفِ میکشی
کیا عروسانِ حرم پر بھرتیں ڈالوں نگہ
دیکھ لیتا خواب میں شاید اونکی شکل میں
نازِ الفتِ قہرِ غمزه ہے غضبِ انداز وہ
دیکھی دل ہر جاسی کو ہون قیدِ مذہب کر با
سو گنہتا ہوں رات بہر خوشبو معطر ہو داغ
گل گریبان چاک ہے گلشنِ مین تری سلی
بر چہیون گم نہیں ہیں موی خروگانِ صنم
خطرِ روی یار سے کیا کیا اوتھاتا ہوں ر

عشق کیسو میں زبان کا ذائقہ تبدیل ہے
 سنکے میں خوابِ عدم میں چونکا ہوا نمودار
 دلیں اوکلی میری جانب سے جو ہے گردِ لال
 مصرعہ موزون سچتا ہوں قدِ دلدار کو
 اک کیلی جان پر ڈوتا ہی کیا کیا آفتین
 اگیا یاں دم لبو نیپہ اور وان کل ہے وہی
 چومتا ہوں گاہ انگہوں سے لگا لیتا ہوں زین
 مانع الفت نہو اسی ناصح نادانِ خموش

شریت شکر ہے زہرِ مار ہے میرے لیے
 حشر اگر آواز پائی یار ہے میرے لیے
 اوٹھ گئی پردی کی یہ دیوار ہے میرے لیے
 بیت سیفی ابروی خوار ہے میرے لیے
 ہجر بھی کیا چرخِ ناہنجا رہے میرے لیے
 روزِ محشر و عدی دیدار ہے میرے لیے
 سنگِ آسودِ خال رویِ یار ہے میرے لیے
 جگمگ کیا تکلیف اور آزار ہے میرے لیے



خاکساری کیون نہ پہلے سے کروں ای آبرو
 خاکِ سونا جب مالِ کار ہے میرے لیے



بسل ہوئی ہیں ہمتو انہیں تین چار کے
 بادِ مصیبت کاں تین کہنا ہزار کے
 کاڑھے پہ ہے سوارِ نسیم بھار کے
 جو بن رہا نہ وہ نہ رہے دن بھار کے
 دیوائے ہیں جو گیسوی مشکین یار کے
 آنکھیں چرائیں نہ گس شہلائے باغین
 کل شب کو مٹنے وصل میں اوس مہ لقا کی ہاتھ
 تنے تو ایک بوسہ پہ تیوری چڑھائی ہے
 زائد بلا سے غلہ پہ دیتا ہے حبان دے

ناز واد کو غمزدہ و اندازِ یار کے
 پہولاب خوشی سے تو کہ دن آئی بھار کے
 کیا ہے عروج ہیں میری شہتِ غبار کے
 میرے گلی کا ماروہ ہوا ہیں ہار کے
 اونکی نظریں خاکِ مین نافی تار کے
 تیور زالی دیکھی چشمانِ یار کے
 کیا کیا مری اوٹھائی ہیں بوسے خوار کے
 ہمسے کہو تو رکھ دین ابھے سراو تار کے
 ہم مری بھی نہ جائیں گی کوچہ سے یار کے

وہ سیر باغ کو اگر لہیں تو رنگ و بو آیا ہے فاقہ کی لہی کون رشک گل نرس کے پہول صدقی او تاروں لکھ پیر کیا کیا بنا میں صورتیں اک مشت خاک سی	گل اوئے پہیک انگین کی دان سپار کو میں تختہ ہائی باغ جو تختی مزار کے مشک ختن کو پہیک دون گیسو پہ وار کے قائل ہیں ہمتو صنعت پروردگار کے
--	--

۱۶۷	اوٹکو بھی آبرو سے تھی اک الفت دلی دلوادی دشمنوں نے عداوت او جبار	۱۶۸
-----	---	-----

اک فضل عبت ہے غم دنیا میرے آگے بہو خیال سے کچھ کم نہیں رفتار تمہارے چاہر تو ابھی زیرِ زبر آہ سے کروں کیا مرگ یہ ہے زیست کو تفضیل یہ پوچھوں وہ رنہ ملا نوش ہوں اس دیر میں ساقی وہ دشت نورِ درہ و حشت ہوں جا نہیں وہ بچ اوٹھائی ہر تہ جس میں کمر کے کتاب ہے مہِ اعمال دلی سنکی وہ مہوش میں اوٹکو لکھوں خط وہ لکھیں خیر کو نامہ خجبت میں بہت دوسرے لیتا تھا لیکن وہ بیل خوش لہجہ ہوں گلزارِ حجان میں	اک خط ہے پیش و پس عقیلی میرے آگے ہے فتنہ محشر قد بالا میرے آگے کچھ چیز نہیں عالم بالا میرے آگے آجائیں اگر خضر و سیاح میرے آگے اک گھونٹ سے کم ہے خم صہبا میرے آگے ہے چرخ بھی اک پاؤں کا جہا لامرے آگے اب راحت و آرام میں عفا میرے آگے کرتا ہے عبت شکوہ عجب میرے آگے آتا ہے یہ تقدیر کا کہا میرے آگے بولا بھی عہدِ آپنے دیکھا میرے آگے جستہ ہے نہیں رنگ یکا میرے آگے
---	--

۱۶۸	کرتے ہیں ستم پر وہ ستم آبرو دیکھو اور لیتی ہیں پہر نام و فاکا میرے آگے	۱۶۹
-----	---	-----

کہو لئی زلف سپید کو تو وہ ناگ ہو جائے
 ہم غل غیر سے جب وہ بت پر فن ہو جائے
 اسی صنم تم جو اوٹھا دو رخ روشن ہی نکلا
 قتل فرما کے سری لاش چھپائے عیث
 رونین اوس رخ روشن کی قصور میں اگر
 تم چلو ناز سے گریاؤ عین مکر مہندی
 ہونین وادی عیث میں وہ برگشتہ نصیب
 تیغ موج می گلگون ہی جو تیز اسی ساقی
 فاتحہ پینہی جو ترکان پر یرو آئین
 ہو اگر نالہ دلسوز عفا دل میں اثر
 دیکھ لی مصحف خسار جو تیرا اوست
 چوڑوی تیغ کا اک ماتھے کہیں اوسفاک
 سیر گلشن میں بویا آئی تہ ساری نیاز
 ایک تو قاتل موم ہے یونہی تیغ کچھ
 نچے گلگون جو ترا دیکھ لے اوغچہ دین
 رخ روشن کا قصور جو کج دین آئی
 جس کی بہانہ نکالی دل عاشق سے کوئی

طلی لب پر جو مسی قتل ہو سس ہو جائے
 طالب تیغ کیوں یان رگ گردن ہو جائے
 بھڑا سارا جھان واہی امین ہو جائے
 سنج دیکھو نہ کھین نوٹنے دہن ہو جائے
 غرق سیلاب ابھی ماہ کا خرمن ہو جائے
 بے یقین نقش قدم تخت گلشن ہو جائے
 رہبری کی لئی خضد آئی تو زمین ہو جائے
 قلم اک روز صراحی کے نہ گردن ہو جائے
 صاف اندر کا اکھاڑا سر آمدن ہو جائے
 شجر طور ایمی شاخ نشین ہو جائے
 کیا عجب چوڑ کے دین شیخ برین ہو جائے
 کام ہو جائے مہر خوش دل دشمن ہو جائے
 خنجر کھمکے دی سنگ فلاخن ہو جائے
 قہر ہو جائے جو برہم کھین جیون ہو جائے
 شرم سے لالہ احمد گل سوس ہو جائے
 مشرق مہر مرا گنبد بدفن ہو جائے
 مڑا یار ہے یار ب کہیں سوزن ہو جائے

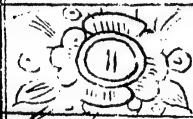


آبرو و تذکرہ زلف رسا خوب نہیں

باتون باتونین دیکھو کہیں اولچہن ہو جائے



جو کہ نگین تری امی صید گلن دیکھیں گے
 دشتِ غربت سے نہ جاوگیا تو اک مدت تک
 کس طرح کرتی بین ہر گوش میں گل کی تاثیر
 ہم کر نیکی قد بالائی صنم کی اوصاف
 عور و غلمان یہیں جنت سی بسین گی اگر
 اسکے سوزش نے بلا یا دل سنگین قریب
 سراوٹھائی جو رہے اپنی یونہیں مائلہ دل
 گر یونہیں یا ورغ و زلف سے تو ایک دن
 نشہ ہوش و حسد کو وہ ہرن دیکھیں گے
 راہِ بیٹھے ہوئی یا ران وطن دیکھیں گے
 ہم بھی نامے تری امی مرغِ چمن دیکھیں گے
 ایک دن اپنی بلند عی سخن دیکھیں گے
 تیری کوچہ کو جو ای رشکِ حمن دیکھیں گے
 آپ کیو مکر سے سینہ کی جلن دیکھیں گے
 ایک دن تجکو بھی ای چنے کہن دیکھیں گے
 دیکھ کر ملکِ سیرِ سخن دیکھیں گے



آبرو اور بھی اس طرح میں پڑھی شعار
 جمع ہن اہل سخن طرزِ سخن دیکھیں گے



انکھ اوٹھا کر نہ وہ پہرے چمن دیکھیں گے
 تو دکھا سنگا جو امی چنِ نکھن دیکھیں گے
 آپ بہر کہ جو نظر سوی تمہیں دیکھیں گے
 کاہیکو روی عزیز ان وطن دیکھیں گے
 گوشِ گل دیکھ کے غنچہ کا دہن دیکھیں گے
 جو کہ بیدادِ بیتِ عہد شکن دیکھیں گے
 ابتو گھر بیٹھے ہوئی لطفِ حمن دیکھیں گے
 حشر میں اسدِ رخ یاران وطن دیکھیں گے
 ڈوب مرنے کو ترا چہاہِ فوق دیکھیں گے

غنی لب جو کہ تر گل سا بدن دیکھیں گے
 جا لیگی ولسی نہ ان ماہ و شون کی الفت
 ہوش اور جائینگے بلبل کی گلگلا جو بن
 دشتِ غربت میں زخو درفتہ رہیں جو بن
 یاد جب آئیگی گلشن میں تری گفتِ خند
 فتنہ حشر کو کیا لائیں گے وہ خاطرین
 کثرتِ داغِ ہوا جس ہم پہ فصلِ گل میں
 دای ایگر غریبی کہ چوڑا یا ایاب
 تاکا تشنہ دیدار رہینگے بیتاب

چشم زخم نگہ غیسے اللہ بچائے
کونہی رنگ مرے زخم کہن — دیکھیں



آبرو طرز خرام اپنان بولین گے صاف
چال ڈال اوکی جو طاؤس جن دیکھیں گے



شرارت کی ایدل جو خوبے کیسی
تو کیوں پہر تجھے آرزو ہے کیسی

یہ بینا بلان میں جو سینی میں ایدل
ترو تان ہے بلوغ جان دو عالم

کلی کا چنگنا بھی ہے بار غلہ
صبا جو اڑاتی ہے تو خاک سر پر

بشر کوئی دنیا میں یکسان نہیں ہے
نہیں بی سبب تیر مرگان سینہ ہالی

وہ موجود ہے فائدہ دل میں اپنے
نہ صندل سے جائیگا یہ در دس کا

بہتر کتی جو ہی رات دن یہ سبب ہے
نہیں سخت پر کچھ اجارہ کیسا

ترسی چشم شاید عدوی کیسی
عبث جستجو چار سو ہے کیسی

مجھے فائدہ بخش ہو ہے کیسی
میری چشم کو جستجو ہے کیسی

کوئی خوار ہے آبرو ہے کیسی
کونہی رنگ مرے زخم کہن — دیکھیں

سمائی پہلا آبرو کیا نظر میں
مگر جبکہ مانند موسے کیسی

بہار آئی ہی پہر جوش خون کچھ رنگ لایا ہے
خیال رشت جب زندان میں تیر جوشی کو لایا ہے

مبارک نشتر و صمد خون نے جوش لایا ہے
سلاسل کی صدا سی بائی خفتہ کو لایا ہے

زمین نے فی الحقیقت آسمان پہر پڑھ لایا ہے
نہیں جھیلی تن خاک نے جبر اور مظلومت کی

زمین نے فی الحقیقت آسمان پہر پڑھ لایا ہے
نہیں جھیلی تن خاک نے جبر اور مظلومت کی

آٹایا اسین نقہ جان و ایمان دل و دین کو
 چنانچہ چشمِ فغان میں نگاہوں جب سوچی صبرا
 کہن چارہ تھا ہے شکلِ قوسِ ہر دم آپ کج طینت
 کہے سوڑا نہ سنہ ہمنی اذیت سے زمانے کی
 انتہا شغل اور کوی پھر جان میں سوا اسکے
 اُسکے اسکو ہوئی کوئی بے قائل میں جباہتی کی
 میں شکلِ راحت آرام کیا دیکھوں کہ خالق نے
 وہ لاغریوں کو دشت میں گیا جڑے صبرا
 نہیں بیوچہ تاشِ سحرِ خوشید گر دہن
 دل اپنا پس چکا تھا کیسوی پر توجہ میں افقی
 فزون ہوتا زورِ افتادگی میں خاکسار و کنا
 جو لکھا اسین مضمون اپنی کچھ مبتائی دل کا
 حسرتِ ناز پر رو دیکھتے ہیں اکی کیفیت

محبت کا مزہ عینی بہت کچھ کہو کے پایا ہے
 غزالوں کے سر سے تو دنگو انگھو لسی لگایا ہے
 کہنے ابروی قائل یہ کب بدل چڑایا ہے
 لیا ہے سر پہ جو بار مصیبت پیش آیا ہے
 مجھ کیا ہے غم نے او غم کو مینی لکھایا ہے
 ہماری دلوں شوق دیدی ہر گد گدایا ہے
 مجھے تو سر سے پاتک یاس کا بتلا دینا ہے
 ہوا سے ہید مجنون کی طرح تن تہر تھرایا ہے
 کسی کی آتشِ خسار نے اسکو جلا دیا ہے
 نڈھالی نے اسے موزی کی چٹیل سے بچا دیا ہے
 زمین کو دیکھ لو کیونکر فلک سر پر اٹھایا ہے
 قیامت سر زمینِ شہر میں ہو چال آیا ہے
 مراد یوانہ پن بھی آجکل کیا رنگ لایا ہے



سخنِ سنجی کا بیشک ابرو دعویٰ ہے ناہمی
 بہلاکسنے زمینِ شعر میں سکن بنایا ہے

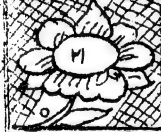


تری کیسوی سرکش نے نہایت سرا دھایا ہے
 بدنِ کثر م سے کسو اسطی تنے چڑایا ہے
 وہ خوش حال میں ہے جسے تنے دل لگایا ہے
 تو کیون ہر شخص نے نظر و تپہ صبا کو چڑایا ہے

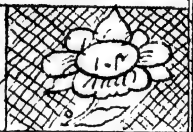
تو رام طائرِ دل کو پینا یا ہے
 شبِ وصل سے اہل کیلو صنم آج اپنی عاشق سے
 خیالِ عشقِ عشرت ہے نہ کچھ نکر اذیت ہے
 تماشا گاہِ عالم گر نہیں ہے جس دوز افزون

ہوا اے سرو دے ابر سیہ ہرمت چھایا،
 دعائیں دی ہیں اُوبت تھی انسان نہایا،
 یہ وہ ہے جانتا ہونے قسے جی لگایا ہے
 اہنہ نے دل سراؤز دیدہ نظر نئی چرایا،
 خدائی دل تمہارا اسی بتو بہتر بنایا ہے
 عزام ناز نے صاحب چھائیں ج شہزادایا،
 کہ متنی لطف قم کا ایک ٹھوکر دکھایا ہے
 یہ آئینہ ترے نظرون میں کیوں ایسا سمایا
 ہماری جذب الفت نے اثر سا دکھایا ہے

پاؤ دیکھو تما شائی چمن اسے غیرت گلشن
 خیالِ جامہ زیبی تھا کھان پوشاک ہی ایسی
 ہر اک انداز میں سو سواد میں ہرین کرشمی میں
 گنچ نیچی کئی بیٹی ہی میں جو اس وقت محفل میں
 اثر کیا خاک ہوا سنا لہر جانسوز کامیرے
 غضب آفت قیامت قہر ہے بندہ جانچو
 قدم کس طرح لی اگر نہ اعجازِ سیاح
 وہ ہے پیش نظر ہر وقت میرے دلوں حیرت
 لوٹھا ویتی میں پردہ کبر کیوں کئی دیکھنے والے



یہ شب کو نیند کی ہر نہ دن کو صبح ہے دم بھر
 کہو تو آبر و کس شیخ سے و لگو لگایا ہے





لہجہ دندان کی تصویر میں لہو پالی ہے
 لیلۃ القدر کی یہ زلف سیہ بانی ہے
 لختِ دل اپنی غدا خون جگر پالی ہے
 ہر بان نکو سمجھتے ہیں یہ نادانی ہے
 تیز یون پر ترے خنجر کی یہ بُرائی ہے
 ڈھالی آفت فلک پریر کو جو ڈھانی ہے
 آہ انگور بنیں آتش نہانی ہے نہ
 دشمن بیان مہر سے خود اپنے گرا جانی ہے

دل بہا جاتا ہے یہ اشک کی طغیان ہے
 شعلہ طور کا باعث رخ نوزانی ہے
 غائے دلبرِ غم یار کی مہمانی ہے
 یہ ہی غفلت ہے کہ امید دفا ہے تے
 حسرت دیدہ رہی جاتی ہے میرے دل میں
 ہم بھی نالو کھا دکھائیں کی اسی زور کھی
 جانِ دل پر نکدئی جب ریت میکش میں
 تیغ قاتل کا گلہ ہے نہ تفصا کا شکن

کلبے جس شخص کی قسمت میں پریشانی ہے
 تیغ ابرو میں مہسار وہی نثرانی ہے
 یا شمیم گل شبنم گستاخی ہے
 جس سے پیراج کچھ اسباب پریشانی ہے
 وہ گنہ گار ہے یا تیغ صفا مانی ہے
 بڑھکے سر شربت سی ہے خیر کاتریانی ہے
 تجھے اچھا جان بھی الفتِ رُعیانی ہے
 کہ یہ انداز ہے کنواں اس میں نہیں بانی ہے
 یادِ رخسار میں اوس گل کی گل افشانی ہے
 مدون خاک صبا توئی و مان پہ چھانی ہے
 حسرت و یاس کی جودل میں فراوانی ہے
 اب تو اس جنس گران کی بہت از رانی ہے

پہنچ رہی گیسوئی پر سچ کسے لگا دے
 وہ رسی لوی کہ لاکھوں کو کھیا قتل کر دے
 پہنسی پہنسی تری گیسو کی محک ہے یہ صنم
 ہر کسی کو چاہیے گیسو کا ہوا سے سودا
 مرنا جسکے طرف اٹکے اوٹھا کر دیکھا
 کیوں نہ شیریں حرمِ زلفِ تن عاشق ہو
 پتہ تو یہ کہ محبت نہیں ہے دیکھے کی
 دہن کی کانکر ایل چہر غصہ میں خیال
 خونِ آنکھوں سے چمکتا نہیں یہ فرقتِ مین
 کوئی جانے کچھ پتا کچھ تو بتا دیں کہو
 محک ہو نہیں سکتا سبب کچھ اس کا
 بنا دل میں زینت اچھو لاکھوں عاشق

	<p>آبرو ابروی قائل یہ جودیتی ہو جان دل میں کہی تو سہر آپ نے کیا ٹھانی ہے</p>	
<p>خانہ تن کو ڈھائی جا تا ہے غم بہان دلو کھائی جا تا ہے آگ پانی لگائے جا تا ہے کوئی لکھن جو چرائی جا تا ہے ضعف طاقت گھٹائی جا تا ہے</p>	<p>انکھوں کاں اوٹھائی جا تا ہے خیر انکو سنسائی جا تا ہے جس میں پہنچتی ہو آتش تہ اللہ دای و فور جذبہ غرق مرد فرقت سے اور بڑھتا ہے</p>	

<p> بجگو خوف خدا نہیں اُوپت رضت اسی صبر الوداع اسی خوش چال ہر ڈٹائی جاتی ہے نامے لکھ لکھ کی وہ رقیبوں کے اسی فلک یہ ہے ہو کوئی انصاف کیا وہ جام شراب ہے جو تو نہیں سکتا ہی اسی طیب بھی تیغ قاتل یہ خون سرا دم قتل وہ زندگ نگہ کی بسمل کو </p>	<p> کعبہ دل کو ڈٹائی جاتا ہے کوئی دلوں بھائی جاتا ہے قتنی وہ قد اوٹھائی جاتا ہے دل کی پڑی اوڑائی جاتا ہے ظلم پر ظلم ڈٹائی جاتا ہے غیر کو منت لگائی جاتا ہے آئینہ کیوں دکھائی جاتا ہے رنگ اپنا بھائی جاتا ہے چٹکیوں میں اوڑائی جاتا ہے </p>
---	--



آبرو و عشق زانے سے باز آ
سانپ کو کیوں کہلائی جاتا ہے



<p> جان دیدی دیکھتے ہی عاشق د لکیر نے حلق بھی ترک کر دیا اب دم شمشیر نے چشم بند رو دیا ہر حلقہ زنجیر نے کہہ تو دھڑکی تیری تھی کچھ کیا شمشیر نے کرو یا بت ہلو صاحب ایکی تصویر نے آگ دی دوزخ کو بروق آہ چوہا شیر نے حشر برپا کرو یا اس نالہ سنجگیر نے گر کشش کچھ بھی دکھائی کچھ تاشیر نے </p>	<p> انکہ یہ کہ جب نظر کی اوسنت بی پیر نے تشنگی دیکھی بھائی تھی مرثہ کے تیر نے یرن وہ بیگس ہوں کیا نالہ جو زندان میں کی ہے یاد مرگان میں خیال لبروئی جانان ہوا دکھو سکتا ہو گیا جسم نظر آئی شبیر میری گریہ سو سند درین تلاطم آگیا از زمین آسمان سے ایک شور الامان دیکھ آسمان پر گئے اک روڑ سری گھر وہ آپ </p>
--	---

خوب ہے پتہ کیا او ترک تری تیرے
یاد مرگان جب ہو مارا قضا کو تیرے
خاک پاکا کچھ اثر حاصل کیا اکیرے
پاؤں پر سر رکھ دیا ہے بشیر بخیرے
کر دیا اعجازِ قلم ظاہر تیری تھیرے
تنگو بھی رسوا کیا آخر مری تھیرے

سینہ و دل توڑ کر میرا جگر برا گیس
پھر گیا خنجر گلی پر جب نظر ابرو پہ کی
طرز سیکھا ہے قیامت نے تمہاری چال کا
دستگیری تنکڑی نے کی ہنگامِ جنون
سیکڑوں مُردی جی جدم کیا منہ ہو کلام
ہر طرف سی اونگیاں اوڑھتی ہیں ای جانِ جہان



اس زمین میں آبرو منے کھی ایسی غزل
کی ہے تعریف آکی جس کے روح پاک ہیں



ہر نخل پہلا پہو لا ہے ہر شاخ ہری
یاں جان ہے ہنوتونہ و مان بخیری
تا پُرچ خورشید چرخ سحر ہے
زور وں یہ بہت حد سے زبرداری
غماز ہوئی یہ میری شوریدہ مری
خلقت میں تری شیوہ پیداو گری
گہہ دشت لوزدی ہو گئی جاہِ درسی
دیوانہ ہوں میں بھی تو اگر شکری
ہر خاک کی ذری میں تری جلو گری
وہ دل نہیں جو ہر و محبت سے بری

گلزار پہ کیا فیض نسیم سحر ہے
اندری غفلت کے ہنسی بلی بجا ہل
ہیما تاب کہ چمکے ترے رخسار کی آگے
دل آبی کی سخل ہے پہلو میں ہمارے
کر تانہ کہی راز محبت کو میں افشا
کیونکر ہو یقین ترک جفا کا ہمیں او ترک
اب شغل یہ ہے و حشری کاکل کو تمہاری
تو غیرت لیلی ہے تو میں صورتِ مجنون
وہ مہر جہان تاب کے تو اسی مہرِ خونی
وہ آنکھ نہیں جس میں نہونشہ الفت

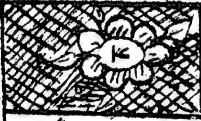
ای آبرو سب عشق کی آثار عیان میں

ہو تو نہ خوش کی ہے تو انہو میں نہ کی ہے

۱۴۸

مگر وہ ناک میں کیا ہے ظالم سحر کی شب سے
کھان لعل بدخشاں کو ہی نسبت اپنی لبت
جگر اور دلمین پہلو میں جاری منتظر کب سے
بتوں پر جان دی دلمین گر ڈرتی ہی رہے
سمجھتے ہیں مجھ کو بھی کلم اک طبل کب سے
ہوئی آزاد الفت میں لنگی چند نہ رہے
نہ چپکلیں بات ہر انگلیں سچے چشم کو کب سے
یہ انداز داد سچے میں منی ہر بان کب سے

نہ صدف دل سے ہوں طائف بر لب ہون میں سب سے
و نہ سرخی و نیراکت میں نہیں پاسکے سے اسکا
بنا انگوہ فتر نگاہ ناز کا قاتل
لحاظ دین ایسا عشق بازی میں بھی تھا سکو
سب سے جو لوگ بڑھتی ہیں کجاں بخت دکا
رہا کچھ سچ سے مطلب کچھ نہ ناسی رشتہ
رہن و ایاد افشاں جبین پلیر جانے میں
نہیں اس سب سے صورت پر میں کیا آئیں کے تان



نہ واقف تھی ادا لسنے نہ تہا نہ نظر غمرہ
ہوا خواہو نہیں ہے سرکار کی یہ آبر و جب سے

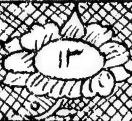


اوجی نظردن میں مہ و خورشید تاری ہو گئے
گدے گدی گالی ترے پیاری پیاری ہو گئے
قرص مہ میں جلوں گدے پیکر ستارے ہو گئے
ماہر آگے ترے گہٹ گنگا تاری ہو گئے
کشتی می کی بدولت ہم کنارے ہو گئے
مشتعل ہر آنش غم کے شہراری ہو گئے
یاد جب اس ماہر کے گشت تاری ہو گئے
بے تکلف ای تو بندی تہاری ہو گئے

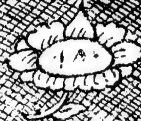
جو کہ شیداروی روشن پر تہا رہی ہو گئے
اور گلگونی کی ملنی سے ہوا جو بن فزون
یہ نہیں پتو میں پسنی کی جبین پار پر
تو وہ ہے مہر پیر حسن ای زہرہ جبین
بھر غم میں ہاتھ پاؤں مارتی کہ تک نہ
بہر دل سوزان میں کچھ معلوم ہو چکی جلن
حق پر وین سے لڑائیں سچے گلہیں رات بہر
کچھ نکی ہنری برت کب لیاں پر نظر

دیکھیں جب انگلیں تڑپی ہو چکا رہی ہو گئی
 دکھو حاصل ذاتی دین کی ساری ہو گئی
 ہاتھ پیرہے کیا جب ہم تمہاری ہو گئی
 حوصلی دہنی فقیری میں ہماری ہو گئی
 گور کی اس آرزو میں ہم کھاری ہو گئی
 مہر و مدغمسی کھلی ایسے کہ ماری ہو گئی
 ہم تمہاری ہو گئی جب تم ہماری ہو گئی
 سو کہہ کر تنکا غم فرقت کی ماری ہو گئی

سطح موٹی جی نظر دین اسے کی بہلا
 اوس لب شیریں کا بوسہ جب کبھی مہنی لیا
 کہتے کہتے راز دل ای جان رکتی ہو کر
 نقد جان جی میں دل کیا مال ہی اشیائے حق
 ایک دن بھی خوش کیا تھی نہ کر ہر قسم
 دیکھ کر تیری رخ روشن کو ای یوسف جمال
 دل سے دیکھو راہ ہوتی ہو مثل مشہور ہے
 اور کیا باعث بتائیں اپنی حال زار کا



آبرو و کچھ بھی نہ سمجھے غیر اپنی رزق کو
 یارسی انگھون ہے آنکھوں میں اشاری ہو گئی

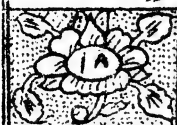


اور اوس پہ کٹاری تری درگاہ لگائی
 سینہ میں یہ آتش اسنی دان لگائی
 آنچل میں گرہ گوشت نادان لگائی
 ساو کلی چٹری دیدہ گریان لگائی
 یہ آگ ہے کسکی تپ ہجران لگائی
 ہٹو کر اگر اوس عیسیٰ دوران لگائی
 شہنشاہ میں ہی اوس سرو خزان لگائی
 گولی مری ہر غنچہ بستان لگائی
 کیا بہت مری دل بہ تری مان لگائی

سینہ پر سان زگر گسفت لگائی
 لوشعلہ رفوانسی دل سوزاں لگائی
 وہ ایگیاں وعدہ پہ باور نہیں محکو
 یاد آگیا بارشش میں جو وہ ساقی مہوش
 پہلو میں پیکی جاتے ہیں از خود جگر و دل
 کہتے اسی اعجاز میں زندہ ہوئی مرد سی۔
 ششاد کہوں قد کو تو ہو حبا ماہی شہر
 بی یار کی گلشن میں گیا میں تو چشم کرم
 ای ملے کیا غیر سے جب بوسی کا اقرار

تخت صری سراش دل نادان نے لگائی
یہ ضرب ہماری دل نالان نے لگائی
پیاس اور مجھے خنجر بڑا ن لگائی

مائل تو ہو آپ یہ اوس لشک پر
ن رگینی ہاتھوں سے کیجے کو پکڑ کر
خون بسم کا بالکل رگ گردن سے بہا کر



وہ دیکھ کے اسی ابرو و در پر مجھے بولے
یاں آمد و رفت آپکی دربان نے لگائی



ور و لب سیکے وہاں مثل علی ہوتا ہے
دم سرا حق میں سر سے تیغ قضا ہوتا ہے
صورت ماہ و نوا انگشت نوا ہوتا ہے
دیکھئے سرو پہ کیا حشر ہوتا ہے
پار جو دل سے سر سے تیر قضا ہوتا ہے
مثل آئینہ دل اہل صف ہوتا ہے
ان تبوں میں نہیں کیا فوہ خندا ہوتا ہے
اب سجا بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہے
تیغ قاتل کا انہیں یاد خزا ہوتا ہے
عشق تیرا جسے ای زلف دے دتا ہوتا ہے
کوئی مونس نہیں اس دلی سوا ہوتا ہے
اب سکن کر کو نصیب آپ بھا ہوتا ہے
کب سے لڑائی نہ تھکتے کاک ہوتا ہے
سر کوئی دم میں سراش سے بھا ہوتا ہے

جس جگہ ذکر شہرہ و سرا ہوتا ہے
وہ صنف جب صری پہلو سی صبل ہوتا ہے
ساری عالم میں تراز غمی تیغ ابرو +
باغ کی سیر کو جاتا ہے وہ رشک شمشاد +
کیا خیال مژہ چشم سحر ہے مجھے
کیوں نا احوال بدو تک ہو اس میں چھس
بلخ دید ہے کسو سہلی فدا ہر ای دل
کشتہ تیغ ادا ہی ثبت یہ ہر ہون میں
کیوں نہ بہر آئی سری زخمی منہ میں پانی
یہ ہر تہ ہے کو چہ و بدار میں سودا کسا
جب بد ہی دشمن چاں ہے تو کسی سہمیں ست
اپنی لب پہ کی آئینہ میں ن کہتے ہیں
وامی نقدید دیا عزیز کو خط قاصد نے
ہشتم پوسر نظر کرے ہے تیغ قاتل

<p>میر ہی تربت سے منوخل منا ہوتا ہے خون عشاقی بہر طور روا ہوتا ہے تجسہ اتنا بھی نہیں پیکر کیا ہوتا ہے</p>	<p>نشتہ دوست خدائی ہوں تو میر کیے عوض پینے پوچھا سبقت قتل تو بولے ہنر نالی بیل کی پہنچ جائیں جو گوش گل تک</p>	
	<p>اکبر و دل میں نہ کہہ اپنے رہائی کی امید زلف کا کوسے گرفتار رہا ہوتا ہے</p>	
<p>تیغ کی طرح سے فقرہ کوئی چل جاتا ہے میں اکھوتن سر سے آگے چل جاتا ہے جان مان دل مرا کچھ اس سی پہل جاتا ہے عطر گل آگے میر کے یار جو مل جاتا ہے</p>	<p>وعدہ وصل سے جو یار بدل جاتا ہے تری شوخی سے بد تنگ آتا ہوں لطف شکر کیون نہیں سے لگاؤی رہوں نصرت تری جیتے جی خاک میں ہے مجھ کو بلانا منظور</p>	
	<p>ایسے ہر جا سے اسی اکبر و ملتی ہو عبث نہ جہان جانتے ہو سب کا وہ تل جاتا ہے</p>	
<p>وہ بکلی کی طرح تڑپیں او دہریوں ہو تو بہتر ہے ہمارے نالہ دل میں اشریوں ہو تو بہتر ہے گذر تیرا دمان اسی نامہ بیرون ہو تو بہتر ہے کہ روشن شمع اسکے قبر بیرون ہو تو بہتر ہے میری قاتل کی گرفت نظر بیرون ہو تو بہتر ہے ترے افروغیوں افروغیوں گرفتار بیرون ہو تو بہتر ہے ہمارا چارہ نہ ختم جگر بیرون ہو تو بہتر ہے کوئی دن کوئی جانا نہیں گذر بیرون ہو تو بہتر ہے</p>	<p>برہن ہم ابرسی گریبان دہریوں ہو تو بہتر ہے یہ محبت بھی صورت ناقوس چھانے میں ملتا ہے نکوئی دیکھنے پہلے لگان و باد صبر صبر کا میر ہی تربت پہ لکھ کر دست لگایں گے کہاؤ طالبہ لی حنا کی خون عاشق ناقہ یاوت میں میر ہی آغوش میں خود اوندہ کی وہ رشک پری ہی ملک افشان ہو بہن منس کر وہ قاتل مبدع ایسی مردن ہو اسوئی خاک اوڑا کر وہان پہنچی</p>	

جہاں ہند سے ایدل سفروں ہو تو بہتر

بہنی کو چلیں سر سے در کعبہ پر سر گر گزین



رہے اسی آبرو و دل نوکِ رخگان شکر پر
جو پیدا نخل الفت میں تروں ہو تو بہتر



چاک و امن سجدا دشتِ میا بان ہو گئے
غنجہ سان سیکڑوں گل سرنگر بیان ہو گئے
دور یک لخت غم و حسرت و حرمان ہو گئے
خون اکدم میں ہزاروں کی میرہ بیان ہو گئے
پتہ قربان ہم اک روز میری جان ہو گئے
کیون نہ پوری دل تجروح کی ارمان ہو گئے
جان دل دیکھی بھی تھو نہ پشیمان ہو گئے
اب تو ہم مشتری لعل بدخشان ہو گئے
تاجِ غیہ نہ منت کش دربان ہو گئے
ہو گئے تو ہی سرے اور خارِ سیابان ہو گئے
جو ترے زخمی شمشیر گریبان ہو گئے
میں تو کچا ہوں ملکِ ملت ہی قربان ہو گئے
بہول لاتی مجھے داغِ عزیزان ہو گئے
جو یہی جی میں کہ اب حافظِ قرآن ہو گئے
ہو کی کافر ترے عشاقِ سلمان ہو گئے
اینا سر کاٹنی ہسم آپ پہ قربان ہو گئے

تر و حشی جو صنم قیدی زندان ہو گئے
زخمِ دل میرے جو گلزار میں خندان ہو گئے
رخسہ گردلین جو یوں ناوکِ رخگان ہو گئے
وار جو تیغِ کج کی سر میدان ہو گئے
گر یونہی صدمہ در دشتِ حیران ہو گئے
باتہ سے اپنے اگر وہ نمکِ ایشان ہو گئے
ہم و جانبا زہین میں جو ہر اسان ہو گئے
لیکے چوڑی بن گئے لب نہرہ جین کا بوسہ
گہرین اوس شوخ کی ہم جائیں گی مثلِ مصر
اکد فضلِ بھاری ہے پہر ای جو شِ جنون
بُروہ کچھ حشر میں رہی بیگنا او کھانا قاتل
اوس کھانہ رکی دیکھیں کی جو تیرِ رخگان
میں جسکو سوختہ کیا جاؤں بی سیرِ حرن
مصحفِ رخ کی تلاوت کو نہ چوڑی بن گئے کہے
رکھ کر زلف کو رخ رکی دیکھیں گے بہار
جانِ شاری کا دکھاوینگے کسیدلِ بھار

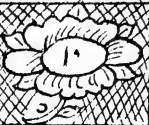


آبرو کیا گلہ داد سخن نادان سے
داد دین کی وہی جو لوگ بخندان سے

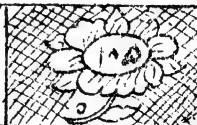


جان کو مفت ہم جلا بیٹھے
آگ میں آگ ہم لگا بیٹھے
آبرو خاک میں ملا بیٹھے
وہ میا جو پاس آ بیٹھے
فتنہ حشر کو جگا بیٹھے
پاس اغیار کے وہ جا بیٹھے
تیری پاس آ کی کوئی کیا بیٹھے
اولٹی سید ہے نہ وہ سنا بیٹھے
غم دینا و دین بھلا بیٹھے
اگر میان کر کے دل جلا بیٹھے

شعلہ رویوں سے دل لگا بیٹھے
دل سوزان پہ داغ کھا بیٹھے
آئینہ رومی دل لگا بیٹھے
بے اچھا مر لیغ غم ہو جائے
کس قیامت کی میری نالے ہیں
کل سر بنم ہو کے شے پردہ
مہربانی نہ حال پُر سہی ہے
طلبِ سہ پر یہ ڈر ہے مجھے
ایک ہی جام میں ہم اسی ساقی
ایسے دل اچکا ہوا ٹھنڈا



آبرو عشق سادہ رویان میں
مفت تم آبرو گنو اسیٹھے



محبت شہ کونین و چار یار رہے
تو باغبان کو نہ پہر خواہش بہار رہے
لباس آئینہ پائی بھی وقفہ فار رہے
ہو ماہ دیکھ لے اس کو تو شر مسار رہے
اسیر خلقہ گیسوئی تا یار رہے

زبان پہ کٹھن پہر ذکر گرد گار رہے
گد چمن میں عواوس گل کا بار بار رہے
ہوئی بن حبیب گریبان جو صرف دستِ جنوں
ہر ایک لہجہ جگر رشک مہر رہے
اکہی سنی میں جب تک رہی دل و حشرے

نہیر باغ کی فواہش رہی فرا دل میں - چمک دکھ ہے اپنی بہت خور اسکو گواہ رہنا سہی رونی کی شب فرقت لیا تو صل کا وعدہ ہی آج اوس جنت لے	فروغ چشم جو حسن رخ نگار رہے دکھا دو چہرہ کہ سورج کو یاد گار رہے جو تاب صبح تو اسی شمع برقرار رہے عجیب لطف ہو گزشت ساز گار رہے
---	--



گناہگار ہوا ہی گمراہ انسان
مذاکی فضل کا لیکن امیدوار رہے



بس بوہنیں تارِ رگِ جان میں دیکھ کھینچتے
رُوبرو کیا سر ترے سرو و منوہر کھینچتے
داس صحرایِ مجنون ترے مضطر کھینچتے
تیز ہو کر برگِ طوبے اوس پہ خیر کھینچتے
لائی ہیں کیوں آپ جگو اپنے گھر پہ کھینچتے
عرشِ اعظم کو ہلاتے نام لے کر کھینچتے
میاں سبقت میں تم جس روز خیر کھینچتے
دستِ نازک سے عبت ہیں آبرو کھینچتے

جنتری میں تارِ مینِ صراطِ زر گر کھینچتے
خوش قدی کا تری سکھ جم گیا اسی شاہِ جن
اور چندی تو جو رہتا غافل اسی لیلے سنش
عاشقِ فامت ترا جاتا اگر جنت میں بھی
گر کشیدہ دل میں ہیں مجھے تو یہ فرمائے
ہیں وہ ناشاد و حزن میں اسی چرخِ تیری کیا ہل
کون تھا ایسا نہ کر تا جو سر تسلیم خم
دشمنہ شکرگان سے کافی ہی ہمار قتل کو



جب تھی واقف تھے موی میاں سے آبرو
مائی و بہنِ زاد او کے شکل کیونکر کھینچتے



گا ہی گا ہی جو ادھر سے گزر کر آئے
آج دنیا سی و بیمار سفر کرتا ہے
ان مجنوں کا جو کوئی وصف کر گیا ہے

نالہ دل میرا کچھ پہچھو تو اثر کرتا ہے
آئی تھی جسکی عبادت کی لیٹی کل سرکار
واقفِ راہِ عدمِ خوب وہ ہو جاتا ہے

میں تو شکوہ نہیں کرتا ہوں جفا کا اوتکے
پند بے سود سے اسی حضرت ناصح مطلب
سبزہ خط کا ترے دہیان نہیں زہر سی کم

نامی دل کرتا ہے فریاد جگر کرتا ہے
جو کوئی دیتا ہے دل اپنہ ضرر کرتا ہے
پر زری کرتا ہے یہ دل ٹکڑی جگر کرتا ہے

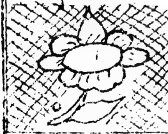


آبرو و صدمہ و فرقت سے کہاں نکلتے
روز طوفان بپا دیدہ تر کرتا ہے



تو بجلی کب ٹپکتے ہے زائد قلب مضر
عجبت صدف ہے تلوای میجا ایک ٹوکے
ہیں بجا خاک ڈر ہو آفتاب روزِ مختصر
بچا ہے آج تک کوئی نہیں ان ترکوں کی لشکر
جو کچھ ہے ابر کو دعوے تو اگر سانی ہے
کسی گیسو کا سودا ہو گیا سرین نئی سے
چمک اٹھا ستار آفتاب ذرہ پرور سے
چلے میخانے کی جانب پہرے اسد کی گہرے
دیا جاتا ہے جو گل میرین پہلو کے زیور سے
لڑائی دیتی ہیں ناصح بھی ہم خدیشے کو پتھر سے
اُور آتا ہوا نشان فی بیخدا اس تیرے پر سے
کھل کر محبو خنجر نے جو گہوار چشم جوہر سے

گہٹا ابر بہاری جب ہمارے دیدہ تر سے
لگا بھی دو کہ پہر زلف قاتل ناز ہو جا لے
تمہاری آتشیں خسار کے مین دیکھنے والے
صفِ مرگ کانج کی الفت عجب تونی دل
سمندر کو گہٹا یا چشم دریا بار لے اپنے
بھارتی پڑا اوپن مین پہر اپنا دل وحشی
نصیب اپنے کھلے چہر کی جبین ہر پر افشان
جنال چشم نیگون حضرت دل باد ابرو مین
پینے وہ کس طرح تالے دل پر داغ عاشق کے
بت بی دین کج دل دیتی ہیں نادانی فرا دیکھ
برے نالوں سے واپس چوٹ پڑتی ہی جھٹکوں کی
نہا انکاہ کا او س ترک کی یاد گیا اٹوم



خیال آبرو دینر سی اونی قتل کر ڈالا
کہا اسی آبرو و صدمہ نہ ہو کہ اب خنجر سے



دیکھو ادھر بھی خود نہ لے ہو چکی	بیمروت ہو فائے ہو چکی
ان بتو کئی گرہی سے تاک جہانک	حضرت دل پار سائے ہو چکی
خبر سہوہ آئی نہ آئی زور سے	اپنی قسمت آزمائی ہو چکی
دل سختہ کا نہیں ممکن علاج	کار گریان مومبائی ہو چکی
سہر پہکالی تین یہ پیش اہل زر	ان بتو کئی بھج نہائی ہو چکی
تیغ ابروسسی اگر دل بچ گیا	نیر مرگان سے رہائی ہو چکی
ادب کا اثبات دہن ممکن نہیں	فکر سے عقد کشائی ہو چکی
صبح ہونے کو بے کھنا مان لو	جان جان بس ماتہ پائی ہو چکی
دل ہے پیر سنج والہم کی سامنے	آن ہی اب عہدہ برائے ہو چکی
اب وہ اکثر ٹھکانی تین اسکی قسم	جان ہی اپنی پرانے ہو چکی

آبرو اس میں نہیں ہے کچھ کلام
خستہ او نیر ہو فائے ہو چکی

در صنعت فرو چکر تین

زلف کی بونہ دکھائی تین مجھی	دیکھو دیوانہ سنائی تین مجھے
مجھے جسے جب مہر و موت ہی نہیں	پہر وہ کیوں نگین دکھائی تین مجھے
سوز آجائی ابھی کیا ہو عجب	زلف کی بودہ سرنگہائی تین مجھے
بات ہی ہے کوئی اسی غنچہ دہن	آپ کیوں یاتین ستائی تین مجھی
عاشق تیر مرثہ دل ہی مرا	چنگیوں میں وہ اوڑائی تین مجھے
کیوں نہ جلیا تین صدیکہ عرو	شغلہ رخ وہ دکھائی تین مجھے

فائدہ شب کا یہ ایل ہے اثر
صبح سے وہ جو بچائے میں ہے



آبرو و شب کو وہ گیسو کے خیال
سانچ بن بن کی ڈراتے ہیں مجھے



نا پسند او کو مٹی جیالی ہے
بھیسے بہتر مہری کدورت ہے
کیونکہ دریا بہاؤں انگھوٹنی
کوئی گاہک جہان بہرین نہیں
میری لاکھوں سوال کو کافی
مہروش تر لوسہ لب سرخ
اک جہان تشنہ شہادت ہو
فاش ہو کیونکہ پردہ الفت
تاری گستاہی شام سی صبح
دل دادان و لاپنہ آیا ہے
دل کا پوچھو نہ مجھے کچھ احوال
مژدہ ای سیکشو بھار آئی
جلو دخت رز جو ہی اسمین
شاخ گل بین ہوتا ہلتی ہے

دل بیتاب کی خبر ملی ہے
ہلکے اوس دلمین باریابی ہے
پہننی جوڑا وہ شوخ آبی ہے
دل عاشق کی کیا خرابی ہے
ایک امنیت کی لا جوابی ہے
ہلکو گلشن آفتابی ہے
تیغ قاتل کی یہ خوش آبی ہے
او کو منظور بیجا ملی ہے
تیرا مشتاق بھی حساسی ہے
نہیں ججا پہ باریابی ہے
یہی تو باعث خرابی ہے
فصل سرا بھی اب گلابی ہے
جام ہر ایک آفتابی ہے
جھومتا جسطح شرابی ہے



آبرو و دل نہیں ہے پہلو میں
تپ فرقت کی آگ دابی ہے



ایسی محرم کی بھی کرتا نہیں قاتل ٹکڑے
 طوق کی طرح سی اور جائے سلاسل ٹکڑے
 ڈنٹاں نور شید کی ہوا سی مہ کامل ٹکڑے
 کردی لیلی بھی اگر پردہ محل ٹکڑے
 تیغ ابرو سی نکلیں ہو مہ کامل ٹکڑے
 ہو گئی کشتی مقصد لب ساحل ٹکڑے
 تیغ غیرت سے کریں اپنی امانل ٹکڑے
 کہ نظر پڑتی ہے انگٹوں کی ہوئی تل ٹکڑے
 یتری دیوانے کریں مہر سے اگر سل ٹکڑے
 جان جان سینی بن ہوتا ہے مہ اول ٹکڑے

یوں کہ تیغ نظر فی تری یہ دل ٹکڑے
 نہ ہو دست جنوں ایک کڑی تک باقی
 تیغ ابرو جو تری اگیو ادخسا کینچے
 چاک دامانی مجنون کا اثر جب جانیں
 ماہ نو گہٹ کی ہے جب ناخن پاسی اونگی
 پہر گیا گھر سے میرے آگے وہ بحر خوبی
 تو وہ یوسف سے کہ دیکھیں جو حسین ہاتھ تری
 تیغ ابرو نے مہار سی یہ دکھائی تاثیر
 اسی پری عشق پہ فراد کے پتھر پڑ جائیں
 تیغ ابرو سی اشاری ہنوں اغیار کی سمت



خوب چپان کنی ای امرو الفاظ ہم
 بوڑا ورنہ ہین انسان کو مشکل ٹکڑے



تقدیر چکی اپنے دل و غدار کی
 رخصت قریب آئی عروس بہار کی
 کیا احتیاج ہم کو ہے شمع قرار کی
 برش دکھائی آج مجھے ذوالفقار کی
 مینوش جانتا ہو اذیت خمار کی
 کیا ہے ہوا بند ہی ہے نیچر بہار کی

فرمائش اونکی سمت سو آئی ہے ارکیے
 سنا ناچار سو ہے گلستاغین آج کل
 بعد فنا بھی دھیان ہے رخسار کاتری
 تنی تو ابرو وونکی اشار میں جب جان
 عاشق کو دل ہو چوچھے صدمہ فراق کا
 جاتا ہے سیر باغ کو وں گلزار روز



انگٹوں میں کالی چار پھر ہننے ابرو



اسد ری ہیتہ اری شب انتظار کی

فرط غم سے سانس ہر اک بائیں ہو توار کی
کو چہ شمشیر سے ہر اک روش گلزار کی
لڑکھئی تقدیر پھر کچھ روزن دیوار کی
اکبر و پل میں گہا دی ابر دریا بار کی
زور بازو میں طاقت پاد میں رفتار کی
پہرے ہی انگھونکی اندر شکل روی یار کی
وہ صدا کا نوین ہے زنجیر کے جھنکار کی

جان لیگی ہجر میں یاد ابر و می حنار کی
ہی کھاری ہجر میں ہر ایک مجھ کو برگ گل
از سر نو شوق او میں نظارہ بازی کا ہوا
فوج کی طوفان کو چشم تر نے قطرہ کر دیا
جاؤں کیونکر دشت میں ہو چاک دہن کس طرح
بہر تنگیں کسکٹی دیکھوں نہ مہر و ماہ کو
شورِ محشر کو سمجھتے کچھ نہیں وحشی تری

عشق ابرو میں ہوا دل خاک جگر آبرو
پیچ کھا ہے پتہ ہوتی ہو بری توار کی

محو رخ کوئی ہے کوئی زلف کا دیوانہ ہے
آمد و رفت نفس سینہ میں بیتا ناہ ہے
شوق سے مانند چشم منتظر پیمانہ ہے
کتے میں جسکو کفن وہ خلعتِ شانہ ہے
یہ مکان آباد ہو گا ہی گہی ویرانہ ہے
تجسسا عالم میں حسین پیدا ہو امو گانہ ہے
آری تھی لڑائی اگلے گستاخانہ ہے

جان و دل سے کیا عالم عاشقِ جانانہ ہی
اگیا ہے دلیں اسدم کسکی شوخی کا خیال
کون مست نازِ میخانہ میں آتا ہے کمر آج
تختہ تابوت کو ایدل سمجھتے تختِ روان
ولیں اس رخ کا قصور ہو کبھی سودا کلف
ہی لباس بی مثالی قلع تیرے ذات پر
شکلِ انیدہ نکلیں ہوش و خردیان دنگ ہوں

مسجدِ عینِ ابرو روشن کر دیکھی کی چراغ
دلسی تیرے آجکل وہ شمعرو پر واندہ ہے

وقت خرام ناز ہی وہ چاہا چل گئے
 سب اپنی ناہائے دلی نی محسوس گئے
 منہ سے تری سننے یہ سخنہائی تلخ غیر
 کشتہ جو سردہری کا اونکے نہیں تہا میں
 جوار زائے عشق سر سے دل پہنچ نہاں
 صبر و شجرت و تاب و تاباں
 غالب بلا بلا یہ ہے دیکھو تو جانِ جان
 بیکار پہوٹ پہوٹ کی روتی تہاں
 رعب جمال رانی پٹری و ہین قدم
 تر گس کو تہاں نگہ دکھائی اگر نہیں
 سودا ہی زلف میں نہیں ہوش و خرد بجا
 اندری زور و شور جنون وقت قتل ہی
 پوشیدہ گیسو و نمین نہیں خال لائے رخ
 لیتی نہیں جو ماتہ سی میری وہ جام می
 آیا وہ رشک باغ جو گلگشت کی لٹی
 اکبر ہی جو زلف چوٹ گیا شانہ ماتہ سی

دل عاشقونکے سیکڑوں تلوون گئے
 پنکھا دلِ خدو پہ صد افسوس جھلگئے
 ہم گھونٹ نہر کی تری خاطر چھلگئے
 پہر اکی کیوں کفن میں وہ کافور ملگئے -
 بن بن کی نالی جگر میں منہ سے نکل گئی
 اوس جانِ جان کی جاتی ہے وہ بھی نکل گئی
 گیسو متھاری موئی کمر سی نکل گئی
 انگلیوں کی سوئیاں تہاں جو کانٹے نکل گئی
 دریاں کی انگہ ہم جو بچا کر نکل گئی
 پہر کیونکر اس مریض کی تیور بدل گئی
 سر پہ بلا پٹری تو یہ حضتہ ہی ٹل گئی
 قواری مری خون کی ماتھوں اوچل گئی
 گویا کتہ چھو و نکو ہین اثر در نکل گئے
 ثابت ہوا حسود کوئی جو ٹر چل گئے
 پہولوں کی رنگ اوڑ گئی نقشی بدل گئی
 غصی کی ماری یار کے تیور بدل گئی



اور آبرو بدل کی کہو قافیہ غزل
 اشعار یہ تو طبع کی ساچی مین ڈہل گئے



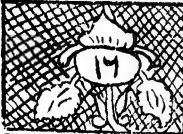
عاشق کو راہ ملک عدم کی بتا گئے

وہ قص میں چپک جو کر کے دکھا گئے

وہ ایک دم مین دلی لگی کو بچھا گئے
 بہولی خیال زلف تو اس خط کی یاد ہے
 اہو من سے جگر یار مین دل سر ہو گیا
 جھیلے دل و جگر نے مرے یار کی ستم
 اغیار پر رہی کرم و لطف کی نگاہ
 امدادی ان بتوں کی تنہا مزاجیان
 اپنے ہی دل نے ڈالا ہمیں مضطربین
 وہ لینگے شکیب مرے دلو توڑ کر
 افنون و سحر بہر گئے چتون مین یار کے
 اک نالی کا اثر ہوا دل مین یار کے
 سی جان تیغ ابروی قاتل پہ عہد بہر
 اوس شعلہ رو کا دھیان جو گلشن مین اگیا
 کشتہ سمجھ کے محلو کسی بحر حسن کا
 ویتی مین شور و عد سے کافون مین انگلیان
 ہوسو و تم جو اوٹھی تو دل بیٹھ سا گیا
 لکھتے ہیں یار کے گل خسار کی صفت
 اصرار سے لب کا لہجہ کہ زمین

زخم کی سمنہ مین تیغ کا پانی چوا گئے
 ہم بچ گئی جو سانپ سے تو نہر کھا گئے
 جہونکی ہوا کے شمع کو آخر بجھا گئے
 یہ دڑسی آفتاب سے انگلیں لڑا گئے
 جب میرا سامنا ہوا تیور سی چڑا گئے
 آخر بڑا کے ربط یہ ہم سے گھٹا گئے
 اپنی ہی نالی ہوش ہماری اوڑا گئے
 لو ایک اینٹ کے لیے مسجد کو ڈبا گئے
 بن بن کے شوخی چال مین فتنے سما گئے
 صد حیف اپنی تیر سر اسر خطا گئے
 ہم وہ جڑی ہیں آپ سے پیش قضا گئے
 جہونکی نسیم کے مرے دلو جلا گئے
 تربت پہ لگی ابر کی آنسو بہا گئے
 نالی ہمارے ہوش یہ او کی اوڑا گئے
 غمرے متہارے ہوش ہمارا اوڑا گئے
 بزم سخن مین رنگ نسیم اپنا جما گئے
 پتہ اوتارے کو مہر امن چوا گئے

یہ ہرے ہے چشم یار کی دیکھو تو ابرو
 کیا کیانہ پلٹی محب کو مہر د کہا گئے



کیون نہ پچھل ہے سر و طالع کا اختر چاندنی
چاندنی کی پہول سے پیدا ہو کس چاندنی
روبر و ترے ہے مثل گرد لشکر چاندنی
لوشنی ہے کیا مری اوپر ہے اوپر چاندنی
مجیدین اور انہیں ہوئی سہ سکندر چاندنی
لوزرخ کو دیکھ کر ہو جائے شہر چاندنی
پاؤن کیا پھیلائیگی چادر سی باہر چاندنی
ہی اند میرے گھر میں دشمن کی کمر گھر چاندنی
تم بھی بیٹو کج کو تھی پر پتھما کر چاندنی
چاند سے ظاہر نہیں ہوتی ہے دن ہر چاندنی
خاک میں بلجائیگی اسی ماہ پیکر چاندنی
بنگئے از خود مگر قدم کی یاد چاندنی
میری نظر دین ہے ایدل خاک تہر چاندنی
چشمے عیان تو کج ہے بیکار چاندنی
کٹکلی باند سے گے مثل چشمہ اختر چاندنی

ہے شرب و صلت میں روشن دہلی بکر چاندنی
عکس تری رخ کا پڑ جائے جو اسی رشکِ قمر
اسی شہ خوبی ہے تو غیرت وہ دشمن و قمر
چو دہوین شہ رہتی ہے تاصبح اونکی بام پر
پاس رسوا گئے ایدل وہ شہ میں رخ آئی
بہت پر گرا رہا دیر کی شب کو وہ مہر و چتر ہے
چار دن کی چاندنی ہے پیر اند میرا پاک ہے
ابھی شب جلوہ فرما ہے یہاں وہ رشک
چو دہوین شہ ہے میرے تھکان چاندنی کی بھی
خاک پیری میں ہو داغ مہر کی اپنی نمود
ون شب ہتھاب میں رکھو نہ اٹھلا کر قدم
ماہ دیو کی گئی الفت بعد مرگ بھی
جیت سے پہلو میں نہیں ہے وہ بیت رشک
خاک کوئی یار ہے نہرا بچھونا اوڑھنا
چاند سامنے شب کو تیرا دیکھ کر اسی رشک مہر

یاو آجی شہ میں جو وہ زلف سیاہ

آبرو کالی گھانا بانی یکسر چاندنی

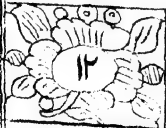
۱۹۹

نارہ دوزخ سے شربِ فرقت ہے بدتر چاندنی
دیتی ہو بہر کی جب نام آتش تر چاندنی

کیا جلائی ہو دل عاشق نخل کر چاندنی
کیون ہوش کجاٹے طہا جین شہ کتاب میں

روشنی داغ دل سے ہے مگر چاندنی
اور بن جایی تری بستر کی چادر چاندنی
شعلہ رو کا نور ہو سیما بے نگر چاندنی
بگلے ہر حفاظت پر وہ در چاندنی +
ہو گئی حق میں ہماری صبحِ محشر چاندنی
بنتی ہے اسی ماہوش لوٹن کو تر چاندنی
پاؤں پڑتی ہے تر سے ہر ہر قدم پر چاندنی
زیست کرتی ہو ہماری روز و دہر چاندنی
نورِ جاگہنوں ہے اور دل کی اندر چاندنی
سنگ موٹے ہے اندھیری سنگ مر مر چاندنی
ماہ اپنے سر پہ لیجائی اوٹھا کر چاندنی
صحن میں لا کر بچھائے اپنا بستر چاندنی
خوف سے آتے نہیں ہے جسکی اندر چاندنی

پہنٹ گئی مہتاب کی منہ پر ہوائی آہ سے
چاند کر تجھ ہی اسی ہر روشن تر کجا عجب
کہ سرک جاکسی شب تری عارض ہی نقاب
تا نہ کی کوئی انوس نہ کو گناہ مہر سے
بھر کے شب یہ جو بخلی دلیر آفت آگئے
نورِ عارض پر تری اسکا پہرک جاتا ہے دم
آپ سے پامال ہوتی ہے یہ ہنگامِ خسرام
بھر کی شب میں دلا کر اس رخِ روشن کی یاد
وہیاں اسدم مجھے کس چاند سے رخسار کا
ہجرت میں ناتوان وہ ہوں کہ میری جسم پر
آنکھ اوٹھا کر ہی نہ دیکھو گنا شبِ فرقت ہی
کہ مرے آئی کبھی شب کو جو درِ رشکِ ف
ہے سید سختی سے ایسا تیرہ و تارا پنا گھر



ہی شبِ مہتاب بزمین ہے وہ رشکِ مہتاب
آبرو یہاں سے وہاں تک ہے برابر چاندنی



نہ اس رخِ روشن سے منور تو نہیں ہے
دنِ محشر کا ہے یار کی ٹھوکر تو نہیں ہے
وہ چاہِ ذوقِ چشمہ کو شر تو نہیں ہے
خورشید سا ہر جامی وہ ولبر تو نہیں ہے

خورشیدِ جبین سے ترے ہمہ تو نہیں ہے +
اسی صورتِ شورشِ زیادہ کہ اوٹھیں گے +
ہے چاہِ جوہر ایک مسلمان کو اوسکی
حسن اپنا دکھاتا جو پہرے سازِ جہنم

کیون اگ ہوئے ہاتھ لگانی سی پیرو
ہم دیکھیں گے گو آزر کو تم دم نہیں
کیون وحی میں پیغام زبانی کو سمجھ لو
میکس کرو صل سے اوسنت کی برن
کیون کو یہ بازار میں ہے شہرہ یوسف
قاصد ہے بشر آئیکا وہ آنی ہی آتی
فرمانے میں کچھ حضرت ناصح کی نہیں

میرا سر انگشت کہہ اگلے تو نہیں ہے
آئین ہے کچھ سکندر تو نہیں ہے
کچھ قاصد دلدار پیسہ تو نہیں ہے
کچھ ہاتھ ترے سر اقدر تو نہیں ہے
صورت میں وہ کچھ آپ بیکر تو نہیں ہے
اوڑ کر جو پہنچ جائے کیو تر تو نہیں ہے
پیر بس میں ہمارا دل مضطر تو نہیں ہے



اسی پروکتے ہیں جسے لوگ خریدا
سر کا یہ کسی ماہ کی جھومر تو نہیں ہے



وہ ہو لی کہیلنی میں ہی تم ایجاد کرتا ہے
جو نہند ہی گرمیاں وہ آتشیں جبر کرتا ہے
ترش روی سی جاتا ہے کوئی جوش فنی
لب شرین کا بوسہ دیدیا اوسنت لی بی گ
پیر واک طرف ترک فلک کے سوش اوڑتی ہیں
تمہاری جھوٹی وعدہ دن بھی ہو جی نہیں
کالی کاکٹ لینا یاد ابرو میں ہی کیا شغل
عجبت جراح کو نکمرین علاج زخم دگی نہیں
تصور جبکہ آتا ہے لب و دندان جان کا
نہ کیو کر خاکساران محبت اشک بے جان

کہ خون عاشق کا چپکا ریمین ہائی رنگ ہے
تو کیا کیا دل سرا سیلنے میں کین مر دہتا ہے
یہ وہ نشہ نہیں ہے جو کٹھالی سواؤرتا ہے
شکر خوری کا منہ سچ ہی خدا شکر سوتا ہے
وہ سنبہ رنگ غصی سی جب اکھیں لال کرتا ہے
تمہاری خالی باتوں سی بھی یہ دل اپنا بہتا ہے
جو سر پر کپس جاتا ہے وہ بھی کر گزرتا ہے
کہیں مہم سی اس تیغ زبان کا زخم بہتا ہے
لہو پانی دل بیتاب اپنا ایک کرتا ہے
نشیب کفر جان ہوتا پانی وانہ مرنا ہے

نہیں آتی ہیں ہم بچکیاں بوجہ فرقت میں
 کبھی تیوری چڑھتا ہے سنا تاہی کبھی تین
 برنگ بلبلی بقور جنبش کر نہیں سکتے
 ذرا رنگ اثر دیکھو مہک جاتا ہر خوشبو
 خندنگ ناز قاتل بالئے کیونکر نہو پیارا
 آلا یا ایھا الساقی اور کسا ونا و لھا
 سبوی نافہ کا خضر صبا زان طرہ بکشا ید
 مراد منزل امانان یہ امر و عیش چلن ہم
 ہمہ کارم ز خود کامی یہ بدنامی کشید آخر
 شب تاریک ہم موج و گردابی چن چائل
 ہم گم گشتی و خرم خندم غفلت اللہ نکو گشتی
 پیشانی چہ سود آخر چہ در اول خطا کردی
 ز عشق ناتمام ما جمال یا مستغنی هست

فرشتہ موت کا شاید کہ مگو یاد کرتا ہے
 نہیں دم بہر بھی اوس فکال کا غصہ اترتا ہے
 خراون گلر خان میں اپنا نقشہ گزرتا ہے
 جو رشک چمن کا غذا کوئی گل کرتا ہے
 جگر کو توڑ کر یہ گھر دل عاشق میں کرتا ہے
 جن میں ابر پانی سے کٹور اگل کا بہرتا ہے
 تو کیا کیا باغ میں سنبل او لہتا ہر بکرتا ہے
 رقیب رویہ آ آکی اوسکی کان بہرتا ہے
 ہوا جسکے لئے بنام وہی نام دہرتا ہے
 مگر کبھی غم نہیں وہ دم میں میٹر اپار کرتا ہے
 بڑا کہتا ہر کیا اک تو زمانہ نام دہرتا ہے
 بحث امی ل او لہکر زلف میں فریاد کرتا ہے
 بحث و صاف اوسکے حُسن کی تعریف کرتا ہے



ہمی سجادہ رنگین کن گرت پیر معان گوید
 بجا در پردہ حافظ اکبر و ارشاد کرتا ہے



ظہورِ رقت عالم تمہاری چشم فغان ہے
 برنگِ نکبت گل جو داغ اپنا پریشان ہے
 جنوں وحشی سے تری کس لئے دست کر گیا ہے
 انگون پر بہارِ سبزِ معنی گلستان ہے

بد لرگردش دوران تمہارا دورِ دامن ہے
 دل شوریدہ میں عشق ترخ و گیسوی پیمان ہے
 نہ جیبِ آستین باقی نہ ثابت تارِ دامن ہے
 چلو امی میکشو ہرست جو ش ابر باران ہے

دہان فطر نزلت سے جوت پر بار داماں ہے
 ہوئی جار و کبش اگر پریر و بعد مدرون ہے
 خدار و زازل سے برین تمہاری زلف گونہ پر
 ہوئی مدت مگر پورا نہیں ہوتا نہیں ہوتا
 کمکت پاشی نہیں کرتا جو قاتل میری زخم پر
 خیال خام کسی کی گہری کی چڑ گئی زائد
 رہوں ساکت کیونکہ طوای تصویر کی صورت
 دلیل سر خروئی زردی رخسار عاشق ہے
 کیسا جوان نالغ ہے خناسمے ہو تم حکو
 چلو بس ہو چکی گرمی تا شا دیکھہ لو اگر
 نہیں کم تابہ داغ الفت صحت و حش
 دل جان لوٹ ہیں از بسکہ تری جامہ زینی پر
 ہفتاد و دو وقت گردش چشم تو می سازد
 چو شمع از کشتن بادہ منی رنگین نمی گردد
 بزم می پرستان سرکشی بر طاق نہ زائد
 بزرگ غنچہ ام جز بوی او در دل نمی گنجد
 حیات جادوان خاہی بھرائی فنا رو کن
 حدیث از مطرب می گو و راز دہر کمتر جو
 گریبان میدرد اشک قیامت می کند آہم

یہاں زورِ جنوں سی طوق ہشکل گریبان ہے
 شہید ناز کی شربت ہے یا گورِ شکیان ہے
 ہمیں اتول ہے سے صبح وطن شام غریبان ہے
 تمہارا وعدہ ہی شاید میری دکھ لڑکان ہے
 عدو کی شور مچتی سے بہر شاید حکمران ہے
 زمانی بہر میں گمشہور تو بچا مسلمان ہے
 بیشکل آئینہ پیش نظروہ روی خندان ہے
 شکست رنگ ہی گویا کہ لک فتنہ نایان ہے
 جسے کہتے ہو آئینہ کیسے چشم حیران ہے
 دل پر داغ میرا غرت سرو چراغان ہے
 کہ پہنچا تا بلاسن چاک ہو گریبان گریبان ہے
 پلائی عید قربان انگو شمشیر گریبان ہے
 جسے کہتی ہیں دورِ چرخ تیرا دورِ داماں ہے
 مگر آب دم تیغ تباں خون شہیدان ہے
 عبث اس گنبد دستار سیر تو اپنی نازان ہے
 بغیر اس گل کی صحن باغ مجھ کو کج زندان ہے
 کہ تشنہ لب میں جسکے خضر یہ وہ آجوان ہے
 چمن ہر سبزین ہر سمت جوش ابر باران ہے
 گو بحر عشق بھی غضب آفت کا طوفان ہے

ہوا جب سے مجھے سودا کر کے رکنی عن لسان
جدا ہو کر عدو تجھے عبت طنی کا خاں
اوسیکانوز ہر تن میں شکل رن نہاں ہے

کمزور کلبہ تارم بنا شد روز روشن را
جدائی از آسان است پیوستن جو۔ مشعل
ہوا الاول ہوا آخر ہوا الظاہر ہوا الباطن

عبارت خاطر داناست انہما بر سخن کرون
بیان راز دل امی آبرو بس کار نادان ہے

دولت خرن خدا داد لگاتے جاتے
خواہیے میں مجھے دیدار دکھانے جاتے
ہوین گماہ مجھے راہ بتاتے جاتے
ہم ہی اس اور جڑی نگر کو بن بسائی جاتے
دریہ مغرور ہن گردن کو جھکاتی جاتے
در دولت پزین بولوگ کہ آتی جاتے
ایر کی قدر ذرا آپ گھٹاتے جاتے
پہلوئی مہرین زری دباتے جاتے
دام الفت بن ہن ہم دلو ہنستے جاتے
دامن دشت کی زری ہن اورائی جاتے
شکل مردم ہن وہ آگہوین سکتے جاتے
اپنی فطرت کی سجد ہن بناتی جاتے
کشور نعت میں سکتے ہن ٹہراتی جاتے

پیردہ یا شاہ عب رخی اوٹھاتی جاتی
یابنی طالع خفتہ کو جگاتے جاتے
آپسین نامی کل آپسین دین کے رہر
دیتی ہن دلیں جگہ عشق رخ احمد کو
آستان پیرتے سر دہری ہن کرش آکی
بادشاہی جہان کی ہنیں کہتی پیر وا
چہوڑ کر کا کل شبنم رخ روشن پیر
عشق لہر سے دل و جان بیکر ہن پیر نور
کتبے جاتے میں وہ بال آگہوین ہو کر والے
جہنہ پاک کی الفت نے بنایا دوشے
ہوتی جاتی ہن پیر نور سے آگہ کی تل
ہنیں کے کعبہ مقصد کو نہ وہ جو کہ الگ
ان دونوں لکھتے ہن ہم ہر نعت کی صفت

لجہ اللہ کو کہتے تھے کہ کل جاتے گے

آبرورنگی تو جی جالے جالے جائے

اشعار نفیثہ

محمد زینت کون و مکان ہے
محمد مہر ام کن بچکان ہے
محمد فخر جملہ انس و جان ہے
محمد سرور قدوسیان ہے
محمد سرو بارغ لامکان ہے
محمد فی حقیقت جان جان ہے

محمد تابعدار دو جھکان ہے
محمد باعث تخلیق آدم
محمد راز دار خالق کل
محمد مہبط جبریل اکرم
محمد ہے بکل گلزار وحدت
محمد ہے جیب خاص داور



تراوی آبرو حامی وہ ہی ہے
کہ جو سالار میل مرسلان ہے



خوشی ہے سرے جبین اونکی خوشی ہے
کیکا ہی رونا کیکی ہنسی ہے
ہیں کیا غرض یون قحطت بسی ہے
یہ کہتا ہوں وہ بات مند پر دہرے ہے
وہ ان عرض مطلب سخن پروری ہے
تہیں دور ہی سے میرے بندگی ہے
نظر کو بھی اہ کی نظر ہو گئی ہے
بتاؤ تو کیونگی یہ کیا منصفی ہے
کہیں بات بگڑی ہوئی بھی بنی ہے

نیمار عدد گو کہ سنجہ دلی ہے
طبیعت کی آتی سے جان پر بنی ہے
سہا ہی جو دلیں اوسی سہی مطلب
زبان کو نہ کہلو انکی پردہ موٹا سا
کریں حال انہار پہر کس طرح سے
اجی حضرت عشق تم تو ہو مرشد
تہیں دیکھتے ہیں نگہ بہر کے جسکو
آجما سے نفرت سے غرضت سبقت
ہوا مستون سے نہ راضی ستگر

<p>سمجھتے ہیں ہم خوب جو دل لگے ہیں خطا کیوں نہ سرزد ہو پہر آدمی ہے</p>	<p>غرض مدعا چھیڑنے سے عرو کے ہی نہ بیان سے اکو وہ انسان ہلے</p>	
<p>۱۱</p>	<p>نہیں آبرو کی سبب لب پہ نالے طبیعت کہیں اچھی لگے ہے</p>	<p>۲۰۴</p>
<p>آہلی سے کیلئے خاں مرغیلان دور ہے آہل سمجھ ہو گئے کچھ لوگ دربان دور ہے اس عبارت سے تو آدمی خطا کا عنوان دور ہے دیکھ لو دوسری سے غور شید و خشان دور ہے باد دشمن کی لٹی تو دل سے نسیان دور ہے کہا ہی جو رخ کی قسم کہاں سے قرآن دور ہے آپ سے تو مشغول من پاس احسان دور ہے اوس سے ہوتا ہوا اس شکل کا آسان دور ہے جلبازی سے تو یہ مرد مسلمان دور ہے تو کہی جانا بھی اونس کی ماں مان دور ہے</p>	<p>کیوں دل پر آرزو سے لوگ برنگان دور ہے پاس تک آئے نہیں دیتا ہو ملنا و کنار سطح آئین کی میر سے پاس وہ اسی نامہ بر مہر بادہ چند پر آئے اس سے آؤ کی کو ہر فیض بہول جانا ہے ہمارا یاد ہو اسی ہر بان کب قرین فہم ہو سکتا ہے قول مرعی جانفشانی کا صلہ الزام ہے جکول تسل کیا پاس عرو سے وہ مجھے فرما سگے دل فدائی رخ ہے رشید ائی خرم گسٹون وہ چلی ہے آئین کی مندر سی بیرے گھر ناسکے</p>	
<p>۹</p>	<p>شعر جو کہ پاس ہون وہ ہی سناؤ و آبرو یہ تو مانا گیا اس وقت دیاں دور ہے</p>	<p>۳۸</p>
<p>تیرا شہر ہے کھائی میری نہیں الفت ہے زبانی میری اسی منہم رام کھائی میری</p>	<p>تیرا جو ہے جوانی میری دل تو کھیا جان بھی دید و نہنگو گوفض و لسی کھئی سنی میری</p>	

<p>دیکھ کر لشک فشان میری موت ہے دشمن بانی میری</p>	<p>چشم دشمن میں بھی آنسو پیر آئی کیوں شب وصل نہیں سنا دی مرگ</p>
<p>۹ آبرو و عشق بہت کم سن ہیں لکھے بائی جوانی میری</p>	<p>۲۰۸ آبرو و عشق بہت کم سن ہیں لکھے بائی جوانی میری</p>
<p>یاد شو خمی بُستان آتی ہے پردی پردی میں خُشان آتی ہے لوحی رُخِ حُسنِ آن آتی ہے کان میں صُوتِ اذان آتی ہے تا دُورِ پیر بُستان آتی ہے خاک اُڑائی کو بیان آتی ہے دل سے لب تک جو فغان آتی ہے ایسے ویسی پہ کماں آتی ہے</p>	<p>جب نظر برقِ ظہان آتی ہے دل چُرائی کو وہ دُورِ دینِ نظر اگر شیبہ بیکہ جاتا ہے شہاب چونک پڑتا ہے وہ کافرِ جدم تو بہ تو بہ کی صدا مسجد سے کل پہلاتے ہی صبا گنگن میں مُت کو آتا ہے سلیجِ میرا کپ شطّا ہے طبعِ میری</p>
<p>۱۰ آبرو وعدہ و صلت پہ مگر اک نہیں یار کو مان آتی ہے</p>	<p>۱۱ آبرو وعدہ و صلت پہ مگر اک نہیں یار کو مان آتی ہے</p>
<p>مدرسِ در بیانِ مِلادِ باسعادت</p>	
<p>ہر نخلِ بلخ دہرِ بنا کھل چکا ہے گلزارِ سی جہان کو خزاں دور دور ہے</p>	<p>آج آمدِ جیجہِ دامنِ غفور ہے جوشِ بھارِ عشرت و عیشِ دہر دور ہے</p>
<p>آکھانِ احمی کا چینِ بنِ ظہور ہے</p>	

	ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
یہ دن ہے روزِ مولدِ محبوبِ دو جہان ہر برگ گل ہے مدحتِ والا میں تر زبان	سامانِ خرمی ہے بہم نیر آسمان یہ کہہ رہی ہے باغین ہوس کی باغبان	
	کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
جب تک کہ نورِ دیدِ مقررین قہتا بینائی جبکہ خالقِ مطلق نے کی عطا	انکھیں ہوئیں نہ سخی حقیقت سے آشنا اوس وقت دیکھ بہاں کی بیساختہ کھا	
	کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
جس سے کہ شانِ لوز بنی ہو نہ جلوہ گر آخر یہی کہا دلِ دانا نے سوچ کر	جب ایسی شئی جہان زن نہ آتی کوئی نظر اگل بھوڑ دیکھ کے ہر شاخ و برگ و بر	
	کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
تہا پیشِ لہریں نہ عالم ہستے کا کچھ نشان اوس نے ہے باغِ باغ ہوا گلشنِ خندان	جیسا کہ اب ہے ایسا نہ آباد تھا جہان کہتے ہزار سی ہے یہ سوسن بصد زبان	
	کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
شاو اب و بزر گلشنِ جنتِ طوسی سے ہو غنجِ نکی منہیو نہیں بیساختہ لوسی ہے	ہر پھول پہل کی شوخ یہ رنگت اوسی ہے باغِ جہان کی رونق و زینت اوسی ہے	

	کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
بلبل کی چہچہے ہیں اونہیں کی سب سے ہیں سنری یہ لہلہ بھی اونہیں کی سب سے ہیں	کھمکھم کی قہقہہ بھی اونہیں کے سب سے ہیں گلزار و بڑھی بھی اونہیں کے سب سے ہیں	
	کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
گل اونکی رنگ رنگے سبب باغ باغ ہے لالہ کار پچ ہجر سے دل داغ داغ ہے	غیفہ ہی قد تنگ لی سے فراغ ہے یاں عند لب عقل کا بھی گل چراغ ہے	
	کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
کیون متصل نہ رحمت باری کا ہو درود ہر ایک سرو باغ کی اوس قدسی ہے نمود	ہر پھول پہل کی ہے رخ احمد کشت بود کیونکر نہ قمریوں کی زبانوں پہ ہو درود	
	کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
ادنے غلام ایکا ہے موسم بھار قربان لاکھ جان سی عناد دل میں صد ہزار	قدموں پہ پہر غروس چمن کیوں نہ نوشتار طاؤس وقت رقص یہ کہتی ہیں بار بار	
	کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے	
جب تک دہن میں عقل ہی یاد ربان کا	جب تک زبان میں نطق کا جوہر ہے یا خدا	

ہوئی ایک دم کو کہے نام مصطفیٰ | لب پیرہ آبروی رستے شعر ترسدا

کیا شان احمدی کا چمن بن ظہور ہے | ہر گل میں ہر شجر بن محمد کا نور ہے

سراپای نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

قلم جس نے قدرت سے پیدا کیا
بنی جسکی خاطر مکان و مکین
بلا ریت ہے جو یہ جسدِ خدا
دلیل اونکی سردار مہوئی کی تھے
بنا گوش تک تھے وہ کیسوئی پاک
اونہیں کی تو قرآن تو صیف ہے
عیان تھا جبین سے بلا احسا
کہ نازک کہیں پھول سے تھی سوا
وہ حسن رسول بشیر و نذیر
اور اوج چشم حق بین دوری حق لال
سیاہی تھی بس کحل کا زاغ کے
یہاں نہ اوڑھتے تھے ہر گر نگہ
کہ لیجائی عاشق سے صبر و شکیب
نہ تھا یا مہر خواستِ خدا

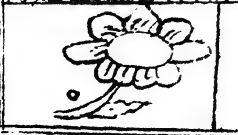
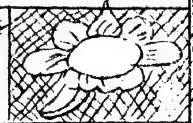
سیر نامہ لازم ہے حسدِ خدا
لکھوں پیر سراپائی سلطانِ دین
یہ ہے حلیہ سرورِ انبیا
بزرگی سر شاہ کو نین کی
سیہ اوپر چھید تھے موئی پاک
اونہیں کی تو والیس تریف ہے
رخِ شاہ تھا رشکِ شمسِ الفخ
عذارِ مہار کی کایہ رنگ تھا
صباحِ ملاحت میں تھا ملی نظیر
تھی ایروئی پیوستہ رشکِ ہلال
کہی سرمہ دینی کی حاجت نہ تھی
کیلا تھا ہر ایک موئے مرثہ
وہ بینی بلند ہی میں تھے دلفریب
لکھوں وصف اونکی دہن کا مین کیسا

تو ان مان فی گما اسی سب جہان
 تبسم وہ تہا رشک صبح بہار
 جسے شک ہو قرآن زین دیکھ لے
 وہ گردن ہتی شفاف آئینہ سان
 کہ دل جس سے مانوس تھا خضر کا
 صفائی میں آئینہ معرفت
 ز صدر بنی تا بسا ف بنی
 مگر دونو شانوں کی ہتی درمیان
 کہ ہر اہل بینش کو مر غوب ہے
 ہر انگشت موزوں لطافت کی ساتھ
 رہ حق میں ہتی مثل دریا روان
 کہ شان خدا جس سے ہتی آشکار
 مجھے عشق آل بنی کر نصیب
 کچھ آرام و راحت کی چاہت نہیں
 مجھے بخش دینا پئے مصطفیٰ

کہوں عقیدہ خاطر عاشقان
 ہر اک دانت ہتا گوہر آبدار
 صفت سین دندان کے یسین ہے
 ز سندان وہ تھی سیب باغ جہان
 وہ ریش مطہر تھے نور خدا
 وہ سینہ ہتا گنجینہ معرفت
 سید ایک بالوں کے تحریر تھے
 جی نہر رسالت کر پر عیساں
 بہت دست و پا بھی خوش اسلوب تھے
 عالم ہتی قائم سے افزون وہ ہا شہ
 وہ پائے مقدس سدا بنی بکان
 ہر ابا وہ ہتا قدرت کردگار
 لکھی حق جناب - حبیب
 مجھے مال و دولت کی الفت نہیں
 یہی آرزو ہے کہ روز جزا



عجب کیا طفیل جناب رسول
 جو اپنی دعا آبرو ہو قبول



اشعار متفرقات



<p>تجربہ سے ہنس نہ کہی سور کی صورت ہوگی یاد آئی جو بہن شرین اوکلی قامت ہوں وہ عاشق کہ مجھی زمرہ عاشاق میں ہی روز فردا پگر و سہل کا علیہ اقرار</p>	<p>بڑی بکری بگڑ نہ تری کو چہ سے جنت ہوگی دیکھنا اور قیامت میں قیامت ہوگی پیش تسبیح کی مانند امت ہوگی پھر تو ای جان یقین ہی کہ قیامت ہوگی</p>
<p>تازہ ہر روز دل پہ آفت ہے ہکو قرآن سے ہو گیا ثابت مکویہ مال کچھ نہیں کھلتا</p>	<p>یاد قامت ہے یا قیامت ہے فرط عورت دلیل عورت ہے دل سے رحمت کو کیوں عداوت ہے</p>
<p>نہیں ہیں داغ میرے تن پہ اوکلی چٹوکی وہ سوز ہے سرے تلو و کئی آبلو نہیں بھرا</p>	<p>کئی ہیں عشقی نے روشن چراغ کا ٹیڑھ چبھی جو پاؤ نہیں پڑ جائی داغ کا ٹیڑھ</p>
<p>ایں درد کہ اگر کویم و دران نہ کہہ پرکسم صبر تلخست و لیکن خبر شیرین دارد قاطر بہستہ لغزہ داؤن نہ زیر کیت پارہ خواہ شد ازین مست گر بیانی چند صد جان فدائی آئند زبان مد لکش کیست عمر آن بود کہ در غم جانان بسر شود تا مردی و مردی قد می فاصلہ دارد</p>	<p>کوئی مجھے ہمدرد جہان میں نہیں ملتا ہکو غم کہانی سے بوسہ لب شیرین کا ملا ایدل جہان میں دوسوہ این و آن نگر کچھ مجھے پر نہیں ٹاٹھ اپنا کیا اوسنی صفا عاشق ہزار جان سے ہیں با وفا یہ ہم بی دل لگائی زلیست کا کچھ یہی مرا نہیں میدان محبت میں ہی سب سے ہم آگے</p>

آوازِ سنگان کم سخت رزق گدارا۔
 بیکائیں عدو لاکھ وہ بوسی مجھ دینے

ایضاً

بعد وصلت ہے وہی ہے اضطراب
 بڑھ چکے کوچہ گیسوسی کھان حضرت دل
 الفت کہان کی ذکرِ بیتان بھی ہی اب گراں
 یہ لی سبب نہیں خاموش بزمِ رندان میں
 خنجر کو پھیر اتونے گلوئی امام پر
 بتری تن سے گل کے خوشبو سے پیمان
 آبرو لب آئی اوس کا فر کی یاد
 ننگہ دیر دیر مارا
 کیا ٹبک رو ہی اپنا تو سن عمر
 طور سینا سے یا کلیم ہمد
 غیر آیلے لیکے نامہ شوق
 حشر کی دن بھی خاص بخشش
 روبرو عی کے سناتے ہو
 درد باقی ہے مدا وا ہو چکا
 رستہ بھول گئی خضر طریقت ہو کر
 ایسے دلی بین بارِ محبت او تھامی ہم
 لکھائی کا کن زائد صدائی قفل پر
 ای شمر تین حرف سدا تیری نام پر
 لوٹا ہن ہو زری اسی بوباس پر
 جب نظر ڈالی گل عجباس پر
 مجھ کو قسمت کی پھیرنے مارا
 نقش تک گام کا نہیں ملتا
 نقشہ اوس یام کا نہیں ملتا
 بہید پیغام کا نہیں ملتا
 اذن کیوں عام کا نہیں ملتا
 لطف دشنام کا نہیں ملتا

ایضاً

غیر کا خط وہ مجھے یوں تو کہا دیتی ہیں
 اپنا بہنہ زور بہر طور دکھا دیتے ہیں
 دل جان لیکے مجھے دیتی ہیں اور کیا الزام
 مدا جس سے عبارت ہے مشا دیتی ہیں
 دلولی او تھکی میرے دل کو بیٹھا دیتی ہیں
 آپ فرمائی کیا لیتی ہیں کیسا دیتے ہیں

مردم دیدہ تریے دید کے غلام شیوخ غیب کا بہید ہے یا ہے کوئی امر ہوم منگئے پر ہی مرے جور وہی ہیں اوکی ولولہ دلین نہ وہ ہے نہ وہ دکھا چکر نذرانہ از ہے جان از یہ قربان ہی دل سخن تلخ بھی ہے قند سے بڑھ کر ہمو سننے پر دکھی لگی کو نہیں کسو سے آپ کم گنجابی کو بھی لیتی نہیں سننے مولوں شہنشاہی شہنشاہی چلو گھر حضرت دل کہا ہوا اہر و باند کہ نہ رنگی جانان کا خیال	خود چشم سی پردی کو اوٹھا دیتی ہیں کچھ وہیں کا بھی رد وہم پس دیتی ہیں نام کچھ کچھ کے سر لوح شاد دیتی ہیں صبر مروحہ کو ہم دل سے دے دیتی ہیں آپا سیر بھی بہ فرماتے ہیں کیا دیتی ہیں تو کہی فخری ہی تری یا مرزا دیتی ہیں دل لگی کے توجہ کان لگا دیتے ہیں جنس زل ہم رقم جان سے جدا دیتی ہیں اپنی دہن کے تہن کتبہ ہوا دیتی ہیں روز ہم دگو نئی سیر دکھا دیتی ہیں
---	--

ایضاً

کیا تہر ہے کہ تکتو پاس وفا نہو پاس حجاب او گل رعنا ضرور ہے بیہار ہوں خموش میں غلوت میں سطح	تاکید مجھ پہ یہ کہ لب شکو و انہو پردی میں رخسہ گر مجھے ڈر ہی صبا نہو مکن نہیں کہ دل میں کوئی حوصلہ نہو
--	--

ایضاً

کون شیمان سنگہ کا نہیں ایدل مریض زندگی سے تنگ میں لف و قرہ کی شہین	سیکڑوں کو کرتے ہیں بیمار یہ بیمار و وار خنجر کا ہو یا پیلہ نسی ہمیں دلدار و
---	--

ایضاً

روز ہوتا ہے یہاں پر ہی طلوع آفتاب	ہے بجا مشرق کہیں گروانہ خشت ارکو
-----------------------------------	----------------------------------

شک سے کہ کو زیادہ فائدہ دینا میں ہے | پہول یا اگر سپر نے پہول لا تو ار کہ

ایضاً

رسم اپنی حتیٰ کو کیوں شائیں یہہ کچھ کیسکے کمر نہیں ہے
 دفا سے ہم انھو کیوں حیرائیں یہہ کچھ کیسکے نظم نہیں ہے
 جفا میں مانی نہیں تمہارا وفا میں سبب نہیں ہے
 کہاں نہیں ہے ہمارا چرچا تمہارا شہرہ کدھ نہیں ہے
 ہیں قصور میں جائیں اول تک جو لولن ظاہر گد نہیں ہے
 پیام ہو سچائیں آپ اپنا ہو اگر نامہ بر نہیں ہے
 اشر بیان میں ہو آبرو کیا کہ در دے میں اشر نہیں ہے
 لگاؤ تھا جسکو دل لگے سے وہ دل نہیں وہ جگر نہیں ہے

مہربانی کیجئے یا ظلم مجھ پر کیجئے | آپکی نزدیک ہو جو بات بہتر کیجئے
 ایسی کچھ گولیاں کہیں نہیں ہم نچھہ کار | یہ خیال خسام اپنی دل سے باہر کیجئے

ایضاً

لگاؤ ناز چلنے سے ہو گیا ثابت | کہ پردہ دار قضا غل ترے جیابھی ہے
 یہ غیر ہیں کہ سدا ترے کان بہر تہ ہیں | میری زبان سے کہی تو فی کچھ سنابھی ہے
 سرری ایٹ میں ڈرے نہ غیر آجائے | کہ پیشدستی قاتل میں ہتکندہ ابھی ہے
 تمہاری دکاشت وصل کم ہوا سے غبار | یہ ٹکڑا البر کا مان ٹرہ کی کچھ گھٹابھی ہے
 جچی کا فخر خواہی سے رنگ پہو کو نکلا | حساسی ماتہ میں قاتل کی خوشہا بھی ہے

ایضاً

انے جانبر ہو کوئی کیسا ممکن	حضرت عشق بن عجب کو لے
ایضاً	
قبر پر کشتہ ابرو کی چٹرائی تری	دم شمشیر سے جو پہول جڑا کرتا ہے
ایضاً	
ہمہ تمہاری قامت موزون تہوتا ہے	احسن ہے سرو بلغ کہ قد کا دراز ہے
محسن بہ نخل نجم الدولہ و بیر الملک حضرت اسد اللہ خان غالب دہلوی مرحوم کو	
مہ تولیہ جی ہنہن ہر سے گال اچھا ہے	دانت تارون ہی تفتق سے لب لال چھا ہے
ماہ نو سے کہیں ابرو کا ہلال اچھا ہے	حسن مدگر چہ پہنگام کمال اچھا ہے
اوس سے میرا مہ نور شید جال اچھا ہے	
سنگدل کیسی مین و اللہ بتان گمراہ	ارغین بیر جمی بیر جمی ہے خالق کی پناہ
ویکٹے منت بڑی انکے عیاذاً باللہ	بوسہ دیتی نہیں اور دل پہ ہے ہر خطہ گلہ
جی مین کہتی ہیں کہ مفت آئی تو مال اچھا ہے	
مین ہون مست نہی وحدت نہیں کہتا پڑا	محتب دل سنگنی ترے یہ سب کچھ بچھا
نہین پابند خلافت دل و حشی اپنا	اور بازار سے لی آئی اگر ٹوٹ گیا
جام جم سے یہ میرا جام سفال چھا ہے	
مانگنی والو کو جگر سنج کی کیا ملتا ہے	جو کہ تقدیر مین جسکے ہے لکھا ملتا ہے
گر قناعت ہو تو گھر بیٹھے خدا ملتا ہے	ملی طلب دین تو مزا اس میں سوا ملتا ہے
ون گدا جب کو نہو خوئی سوال اچھا ہے	
بیر مین سنگل حکر گرچہ مرا رنگ ہے فق	یہ خبر اونکو ہو سطرے کہ اسکو ہے قلق

لکھو وہ آئیں گے یاں پھول لگی چہرہ شفق	اونکے دیکھے سے تو آجاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کمال چاہا ہے	
دیکھو ناپاؤ منی مرے حالیہ ہو کیس فیض	شجر شمع سے کیا پائی گھر وانا فیض
سرو کا قمر پہ بلبل یہ ہو گیا گل کا فیض	دیکھئے پانی ہر شمع قہر بولسی کیا فیض
اکل برہمن نے کھا ہے کہ یہ سال اچھا ہے	
آؤ بلبل نے کیا چاکل گریبان گل کا	شمع کو سوزش پروانہ سے جلتا ہی پرا
وحشتِ قہر نے لیلیٰ کو دکھا یا صحرا	ہم سخن تیشہ نے فرما دو شریں سے کیا
جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال چکا	
وہ ہی عاشق ہے جو عشق سراپا ہو جائے	خود نامی بنو آئینہ اسے کا ہو جائے
دل سے نقش دوئی اوٹھ جائی تو کیا ہو جائے	قطرہ دریا میں جو مل جائی تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہی و جس کا کہ مال اچھا ہے	
آبرو کو کچھ دلدار کے جو ہیں ساکن	اونکو کوئین سے مطلب نہیں اوس کو چہ بن
نامناسب ہے کہ اظہار ہو رازِ باطن	ہمکو معلوم ہے جنت کے حقیقت لیکن
دل کی خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے	
نام	
بیون سی جو یکتا مثل جان ہو	خدا یا وہ نمک خوار فلان ہو
دور دولت پہ ہوا قبال حاضر	پریر ویون کا جلم ہر زمان ہو
وہ در ہے مطلع خورشید تابان	جبین پر داغ سجدہ ہر زمان ہو
دور دولت کا وہ پایہ ہو عالی	زمین اونچی ہو نیچا آسمان ہو

سپر خورشید دلخ دلخان ہو
 پیر بیضا صفت منجھڑ کھان ہو
 تہیستی عصائی زرفشان ہو
 اگر چاہ زرخندان بے نشان ہو
 ابھی دامن محشر دھجیان ہو
 کوئن کیا مہر گر نامہربان ہو
 زمین ہو یا محیط آسمان ہو
 حنائی پاسے ہمدستی کہاں ہو
 وہی ہے جان ہو یا جانِ جان ہو
 چمک کر قامتِ دلبر عیان ہو

کوئی دربان اگر تلوار کینچے
 عصائی موسوی و مست تمنا
 بنی گر زرد روی میرے حاجب
 پتہ یوسف و شوکنا دل میں لگ جائی
 جنون کی تیز دستی گر دکھاؤں
 ہوئی ہم خاک در پا مال ہو کر
 ترے توسن کی ہے کاوی کا چکر
 قدمو سے نہیں قسمت میں اپنی
 خداوندِ جہان خلّا و عا لم
 مجھے کردار پر بھی رکھ دی واعظ



ادب کو آبرو اب طاق پر رکھ
 شامی پاک سے کرطب اللسان ہو



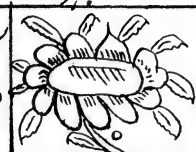
وہ سایہ سر پرست خاکیان ہو
 خدا جانے سر سے جان تم کہاں ہو
 مراسر ہو مہارا آستان ہو
 وہ جل جائے جو تھم سے بد گمان ہو
 شنب یلدا ہو یا زلخ کمان ہو
 زبان پر نالی ہوں لب پر فغان ہو
 لئی کیوں پھر ہی تیر و کمان ہو

وہ پایہ من اہل جہان ہو
 پرستان میں ہو یا ہندوستان میں
 لحد میں بھی متنائیں رہیں گے
 مہارسی نور سے ہے نار پیدا
 تل برو کا تہرگیسو دکھا دو
 نظر آجائی جب نقشہ مہارا
 گناہن تیر بل ہے ابروون پر

رگِ جان پر میرے نشترِ روان ہو
ستم ہے یہ کہ نمِ دہرِ کشان ہو
ترخُم کی نظر دارِ الامان ہو
پڑی طلِ کرم دل نو جوان ہو
پڑی آنجل کا سایہ حرزِ جان ہو
مرا خطِ اما کی کہکشان ہو
دعا کا ماتہ دستِ زرفشان ہو

خدا گناہ کا مین ہوں نشاندہ
گر بیان چاک خاک افشان پہرین ہم
دکھائی گردِ دم تیغِ ادا کا
دکھائی گردِ جومِ یاسِ پمیری
رہوں پیوں کے جگرِ دھن میں ہمیشہ
اگر دحت سے وہ چین بر جبین ہوں
دعا کو تری کچھ ہی اوڑھا لیں

رہی سر سبز گلزارِ جوانی
دو بالا حسن تیرا ہر زمانہ



سہرا بقریب شادی خانہ آبادی صاحبزادہ محمد عبدالعلیم خان صاحب
خلف الصدوق جناب افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبدالعزیز خان صاحب

فیروز جنگ سی آیس۔ آسی نائب الیٹ ووائس پریزیڈنٹ محکمہ عالیہ کوئٹہ

بنگیا ہے شجرِ طور سہرا
مہرِ لوز ہے رخِ ماہِ منور سہرا
نارِ خورشید کا ہے سہر کی اوپر سہرا
کالی زہرہ بھی خوشی سے ہے فلک سہرا
دکو ہر شخص کے کرتا ہے سحر سہرا

آج تیری رخ پر نور پہ اگر سہرا
کہکشان بدھی تو ہے عقدِ نیا سہرا
میری نوشہ کا ہو حسن و چندان کیوسر
شجہت میں ہو زبس دہم جو اس شادی کی
حُسنِ رخ سے تری بانی ہے نئی بات اسنی

ہمسرہ کا اسی غور شید سے اب دعویٰ ہے بہول کیونکر نہ بیلا مارے خوشی کے کہل جائیں جب بنی میرا خوب پہنکر پوشاک اسکو کہتے ہیں خوشی کہتی ہیں اسکو شادی	نچ روشن سے ترے ہے یہ نور سہرا سیر کرائی ہیں تو سے آج یہ بندہ سہرا قاف میں پر یان کیوں گائیں بنا کر سہرا گایا جاتا ہے ترا شہر میں گھر گھر سہرا
---	--



فخر دوران ہے بلا شک خلف فخر الملک
آبرو جسکے لئے لایا ہے کہہ کر سہرا



گلشن بہرین جینکے رہیں گل خندان سہرا بقریب شادی کتھرائی صاحبزادہ محمد یونس خان صاحب آرزو
--

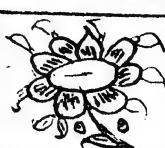
خلف صاحبزادہ محمد اسفندیار خان صاحب بہادر خیریل لشکر ظفر

پیکر بند گان حضور پرنور نور اصاب خیر اور دام اقتدار

آرزو کی رنج روشن یہ جو آیا سہرا جس نام سے اسے ہر شخص شعلہ غور شید چشم غور شید چکا چون زمین کیوں کہ اس دم جو وہیں رات کا ہے چاند ترا رنج بٹری کیوں نہ بٹاش ہو دل کیوں نہ طبیعت مثال آبرو یوسف ثانی ہے محمد یونس	بیکے تقدیر بنا ماہ دو ہفت سہرا چاند سے رنج پہ ترے ہے جو سنہرا رنج پر نور سے کیسے اوٹھایا سہرا آفتاب فلک حُسن ہے سر کا سہرا آج سر پر ترے خالق نے دکھایا سہرا کیوں تصدق نہ ہو مانند زلیخا سہرا
---	---



رسم نزع مروج ہے اگلی جینک
باغ عشرت رہی سر سبز و مطر سہرا



سہرہ بقیر شادی کتھائی صاحبزادہ محمد عبداللطیف خان عظمیٰ الصدق انتخارا لامر خرم ملک

جناب صاحبزادہ محمد حبیب اللہ خان صاحبزادہ فیروز جنگ سی ایس آئی۔ نائب ملکات و و ایسی عزیز

فکرمہ جنتہ کوسل ابن حضرت نواب میرالدولہ بہادر جنت آرا مگاہ

وہ روپ ہے ترے اس رنگارنگ سر پہ	کہ ہر بھی ہے فدا دوزہ دار ہر پہ
بہار گاتی زمین غرمان گلستان کیسا کیا	یہ کہ کے رخ کی ہے چہا لے بہار سہر پہ
دل کے عقد ہی کب لے کر ہیں یہ دل کیلے	یہ مکس ترخ ہے کہ رنگ بہار سہر پہ
جو پیاری پیاری ہے صورت گوگرد گوگرد	پیار آئی کیوں بار بار سہر پہ
جو وہ بہار عین ہے وہیہ ہے خندہ گل	ہی چون رخ یہ فدا دل شہر سہر پہ
گلی کا مار بعد دل بہار عشرت سے	ہزار جان سے فدا ہے ہزار سہر پہ
جو سر باند ہی ہے عبد اللطیف خان	خوشیکو ناز سے ہے انتخارا سہر پہ
ز سے طاقت عارض زہی جنت حن	خوش الفیض طرفہ بہار سہر پہ

کیا ہی ابر بہاری نے آئید چہر کاؤ
اب اوڑکے آئی گلیوں کنار سہر پہ

سہرہ بقیر شادی کتھائی صاحبزادہ محمد شیع علی خان صاحب شہر خلف

الصدق جناب صاحبزادہ محمد عبدالرحیم خان صاحب شرف مرحوم شاکر دھند

<p>سر پر اوس ہر تھلی کی جو بانہا سہرا ایک تو پہلے ہی رکھتا تھا جو اتر چک تو وہ ہی رشک قمر تری لی زیبا بی مہر تابان ہے سرائی مہ کا مل ہے جین سوئی سر شب ہیں تو ہی سرخی رخ نگین گوری گوری تری عارض ہیں سیلی انگین آب و تاب لکھتے تھی خسی تھی کی شب تری لئے اہم سے بنائی تہ ہے</p>	<p>بگیا نور سے رشک پر بیضا سہرا اور یہی عارض نور سے چمکا سہرا تار غور شید کا طرہ ہو تریا سہرا بنام گیسوی سیہ نور کا تر کا سہرا نظر ہے بچم سر نور کا بچا سہرا پیاری پیاری تر سے صورت پیار سہرا لہریں لہیا ہی پڑا صورت دریا سہرا روزنی نور سر لیکے بنایا سہرا</p>
--	--






بخش شادی یہ مبارک ہو تجھے شیر علی
 اکبر وانی تری خاطر بنا یا سہرا



سہرے تشریف ہی کنانی صاحبزادہ محمد الیاس صاحب خاں صاحبزادہ حافظ محمد احق

خالص بہادر ابن مہینا لدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خاں صاحبزادہ

<p>ایک جوت میری نوشہ کس نے پر سہرا رشک غور شید تاروئی منور ہے مینی ہون ہزار رخ نوشہ پہ کہ سہر پہن شار کیوں چکا جوندہ نو چشم قاشا نئی کو بڑکی تو حسن میں ہے اہل جہاں نوشہ اگیا اور ہی جو بن تری رخ پر نیلے</p>	<p>بگیا مطلع الوار سہرا سہرا پر تو رخ سے کیوں ہو میر نور سہرا اوس سے یہ بڑکی ہے اور اس سے بڑ کر سہرا کہ چمک میں نہیں کچھ برق سے کتر سہرا جسکے سہر وں سے کیوں ہو ترا بہتر سہرا ہی گر آئینہ حسن کا جو ہر سہرا</p>
--	--

<p>سورہ نور پڑھو دیکھ لے اوز سہرا کہ بلائیں ترے لیتا ہے یہ جبکہ سہرا سایہ عمر خضر کا ہو عرسے سر سہرا</p>	<p>نظر بکی حفاظت کی لٹی لازم ہے کیئے کس طرح سے آویزش جیبا اسکو چمن بہرین سر سبز ہے تو الیاس</p>	
	<p>ہو مبارک بچے یہ شادی خوش آبرو ترے لئے لایا ہے لکڑ سہرا</p>	
<p>سہرا بقریب شادی ختم کلام رنگبانی بر خور دار نور الالبصار سعادت مثیلہ</p>		
<p>محمد اشرف علی عرف سید جان فرزند محضف</p>		
<p>منع نوشاہ سے جوت کہ سر کا سہرا کھائی بھی جائی میری رشک فکر کا سہرا طرہ ادرا دسپہ ہوا تیر نظر کا سہرا سر پہ پوشہ کے جو کیا گل تر کا سہرا حق کرے بچپہ مبارک تر می سر کا سہرا سر رہے تر سے بنے فتح و ظفر کا سہرا</p>	<p>صاف گر جائی کا خوشید کے سر کا سہرا کہد و مان سے اگر گوند تہی ہے سہر کیو اہل محفل کی نگاہیں جو پیرین سہری پر فرط شادی سے یہ پہولا کہ ہوا رشک چمن شادی ہر روز مبارک ہو بچہ سید جان تیرے مان باپ کا تہنڈا ہو کلیجہ و شاد</p>	
	<p>اپنی بیگانی کہیں اسکو نہ کیوں منکر آبرو خوب کھا لخت جگر کا سہرا</p>	
<p>سہرا بقریب شادی کئی ائی خاتصا محمد عبدالعقاد خان خلیفہ محمد آغا صاحب لہور</p>		
<p>ہو مبارک یہ سدا بار خدایا سہرا دہوم محفل میں بھی دیکھو وہ آیا سہرا</p>	<p>واہ کیلئے یہ ہی نوعت کی شہا نا سہرا سبہ گہڑی دیکھ لے سہر کیو جلا کے مان</p>	

کس گل انعام لئے یار ہے کون سا سہرا نظر آئی لگا آنکھوں میں مسنہرا سہرا ایسے آئیلے کو زیب ہے چھلا سہرا اپنی چہرہ سے جو زشہ لئے اڑھایا سہرا ایک عالم سے سزا ہے تو کھا سہرا سر پرنت نرت ہو ترے ظل ہکا سہرا	آئی پہولوں سے ہے برباس جو بیٹے بنیے چپٹے رنگ کا جب عکس پٹا نوش کے پہول سب رنگ کی تو گوند ہنا اسپن مالن نظر آنے لگا غور شید کا جلوہ سب کو مکمل کی کیون بند ہے دیکھنے والو کی پہلا شادی خیم خیم ہو مبارک تہجہ عبدالقادر
---	--

آبرو کیوں دل عالم کو نہ تسخیر کری	نقش حب کا بخدا کہتا ہے نقش سہرا
-----------------------------------	---------------------------------

اب ایسے ہو گئی یارن کچھ تیل ہے نہ پڑتا گویا کہ ان تو نین اب تیل ہے نہیں ہے	وہ خالہ لائے رخ سے دل چین کر ہمارا کیا بر محل مثل ہے اسی آبرو یہ بیشک
---	--

فاخر کوئے یار ہے با حساب ابجو ہر کس بخیال خویش خطے وارد	کوئی تو نجوم پر ہے نازان جید کرتال کوئے ہے کوئے جفت
قطعہ تاریخ ترتیب مشنوی فطامید محمد حین صلیب سلمی	

خیر آبادی مکیل سرکار ٹونک حاضر باش محکمہ رزیدنسٹی راجستان	واہ کیا مشنوی ہے ہوش نرہا تک تاریخ آبرو گر ہے
اچھے مضمون ہیں اور زبان اچھی ہی یہ کدو بھار بلغ ولی	

احمد لکھنوی دیوان بلاغت عنوان ہر محال مسمی بہ خیابان خیال تفتیش شعر فصاحت
بیان ششہ زبان ہر زبان نام علی سرگشتی حکیم سید محمد امجد علی آبرو خلف الصدق
زبدۃ الفضلا قدوق احکما حکیم محمد اور علی صاحب مصطفی آباد کے
دستخط ملی ربط بدعو ان پر یکایک زمان حاقظ محمد عزیز الرحمن خان انتظام ہنر
قطعہ تاریخ آغاز طبع دیوان ہنر نتایج انکار گھر بار شاعر مستند جناب
نواب محمد سلیمان خان صاحب لکھنوی محمد عبدالقوی

دار اسد اذواق صاحب

مطبع کلام آبرو شد

گفتیم عجائب و غرائب

تاریخ چین طلسم آن

قطعہ تاریخ اختتام طبع دیوان از حضرت اسد لکھنوی کے

ہمہ پاک صاف زمیں با نظر گرفتہ زائین
بی سال طبع اسد گو شد آبرو سخن آبرو

شد طبع بسکہ درین زمان جو کلام شعر خوش بینا
پہ فصاحتی پہ بلاغتی پہ مذاق شعر و چندشی

قطعہ تاریخ طبع فراد جناب صاحب جواد محمد شیر علی خان صاحب ششہ خلف
الصدق جناب صاحب جواد محمد عبدالرحیم خان صاحب شرف تلمیذ حضرت مصنف

تہی مدتوں سی جسکے ہر اہل سخن کو چاہ
کہدو تم ای شرر سخن بیتال واہ

اوستاد کا وہ طبع ہوا انتخاب
بہ سے کہا یہ ناف غیبی لئے بہر حال

قطعہ تاریخ طبع فراد سید محمد ناظر حسین صاحب ناظر سکندر آباد فی ثانیہ حضرت

پرو دیوان اوستاد من طبع شد

بصد شوکت و زینت دلفریب

کہ ہر شعر او ناظر از سختہ دان

دل از دست نبردست و از دل شکیب

بجفت از سر دیش از من سر و شش



بی سال او مطلع علم غیب

۱۱۳۰

<p>ایضا</p> <p>کھی نے بجلت اوسکی تاریخ گھارستان الفت اوسکی تاریخ</p>	<p>چہا استاد کا دیوان جو ناظر دل یزداد گہو کرینے لکھے</p>
<p>ایضاً</p> <p>کہ اہل سخن جکا بہرے میں دم دیر بہار شک باغ ارم عکین ہوئی خود تو شادان ہو جیب دیوان سخن کا پہول تو اساد غلب</p>	<p>چہا حضرت آبرو کا کلام کہا عیسو سے سال ناظر فیون قطعہ تاریخ موزون کردہ محمد ابراہیم خان تخلص مرزا گرد حضرت خند فضل خط سے رمزہ دیوان ہوا جو طبع لکھہ سیف ظمہ سی سراندہ کو کا ٹکر</p>
<p>ایضاً</p> <p>فزاہم گشت رمزین بی بہا گنج زجبت کینارہ وسہ صد و پنج</p>	<p>کلام آبرو مرغوب دل بہت بی تاریخ دیوان گفت ہاتف</p>
<p>ایضاً</p> <p>طبع رسا بقطعہ تاریخ گشت مست تاریخ طبع این چمن بینظر بہت قطعہ تاریخ رقمزدہ صاحبزادہ محمد حمید احمد خالصا حب و فا۔ برادر زادہ جناب ضبط شاگرد حضرت مصنف</p>	<p>دیوان آبرو جو ہر سال ہاتف بہ دل زر مرزے سال زندا قطعہ تاریخ رقمزدہ صاحبزادہ محمد حمید احمد خالصا حب و فا۔ برادر زادہ جناب ضبط شاگرد حضرت مصنف</p>
<p>ایضاً</p> <p>دیوان آبرو جو ہر سال ہاتف بہ دل زر مرزے سال زندا قطعہ تاریخ رقمزدہ صاحبزادہ محمد حمید احمد خالصا حب و فا۔ برادر زادہ جناب ضبط شاگرد حضرت مصنف</p>	<p>جب چہا دیوان استاد ز من فرقہ بین کا ٹکر لکھدو یہ سال</p>

الفصل

کیا وفا منتخب چہا واللہ	جو کہ مجھ سے بلاغت کا
فرق بدین کو دور کر کی کہو	ہی عیان گلستان فصحا کا
قطعہ تاریخ منسلح افکار گہر بار مولوی عبدالحکیم خان صاحب مختص	
آبرو آنکہ نام عالی او	سید اصغر علی زبان زد دہر
چون حسن بیج و صحت تام	طبع دیوان شدش بمطبع شہر
سال تاریخ علیوے ہجری	بدو مصرع نمود معجزہ حصر
آبرو بی سخن ہمے بخشہ	سخن آبرو می زندہ عصر
سہر ابقریب شادی و گیر حکیم مولوے شے	
سید محمد اصغر علی صاحب آبرو طبع زاد	
صاحب زاوہ احمد سہر خان صاحب - مختص -	
عاشق خلف اکبر صاحب زاوہ محمد سعید خان سعید	
سیر نوشاہ پیر بند با سہرا	جامہ زیبی سے کیا کہلا سہرا
سب یہ کہتے ہیں سید اصغر علی	ہو مبارک تجھے ترا سہرا
پہلا سہرا بند ناہتا اچھی گہری	کہ بند نا آج دو سہرا سہرا
کہہ رہے ہیں یہ سب تماشائی	مُخ نوشہ سے اب او ہٹا سہرا
کہ ہی آپس میں الفت و اخلاص	کرتا جھک جھک کہ ہے دعا سہرا
آٹا بچہ ہے ایک مدت میں	نیرا سہرا ہے باوفا سہرا
یہ خدا سے دعا ہی عاشق کی	

کہ ہمکنار ہے سدا سہرا		
مبارک باد		
اک نیا دلربا مبارک ہو تجھے یہ مہ لقا مبارک ہو سچ تو یہ ہے کہ کیا مبارک جب یہ رہے گا مبارک ہو تیرے عاشق دعا مبارک ہو	بیاہ یہ دوسرا مبارک ہو ہم سنیں کہہ رہے ہیں دلہن سے تم بھی استاد سید اصغر علی تھنے دلہن کی کہو لہریے قسمت یار دل شاد ہوں حد و پامال	
رنگ		
ہے شادی شاد ہی اُتار کا رنگ جسے دیکھو تو دیکھو گی مبارک تیری شادی میں کچھ اتنا اور مبارک کرو خوشیاں کہ یہ ہے دوسرا رنگ	اکہی تو یہ کیا چھا گیا رنگ کوئے افشان گلالی ہے کوئی یہاں لب معشوق میں بھی اب نہیں ہے مذاق کہتے ہیں نوشہ سے ہم	
	کہو یہ عیش عاشق مسبا و ستاد یہ کہتی ہیں کہ اچھا تو کہا رنگ	
دہو م شادی کی ہو گئے گھر گھر لکھہ کے لایا کہ خوش ہوں سب ٹپکے مجھ میں کچھ مجھے نہ تھا کوئی جو ہر اس میں ہی نا تمام تھا حقیر یہ سہری ہو اگر تو میں ہوں بشر	میںے دو لہا ہو سید اصغر علی کوئی سہرا کوئے مبارک باد میں کہ ایک خوشہ چین ادا لے تھا آخر الامر فکر سال ہو گئے جیسے کہہ ہو سکے ابھی کہہ لے	

شعر آخر کا مصرعہ ثانی	سال شادی بتا تا ہے کبیر
سن کو گئے پوچھے تو ابھی کہو	اہل اخلاص شادی ہوئی
تقریباً پچھدہ کلک جواہر سلک	مجھناظر حسین صاحب ناظر ساکن سکندر آباد
ضلع بکندر شہر ملازم سرکار ابد قرار ٹونک	شاگرد رشید حضرت مصنف
مطبوعہ دل اہل جہان ہے یہ کلام	ہین حورو پری اسکے مضامین تمام
ہر شعر کے پایا، سر یا موزوں	ہر مصرعہ پر جہت ہے اسکا کلام

اللہ اللہ یہ دیوال ہے بامرقعہ نقاویر کھنڈہ رانی ہشتار آبدار ہین یا گوہر دھیلے
 معارف + ہر غزل عاشق فرازون کے حبیب حال + ہر بیت شل بیت ابرو ہمیشہ شال +
 ہر فقرہ چلبلی معشوق سے سوانہ ہر مصرعہ سوز و نیت میں فقر غنا بطرا + جملہ معاملہ
 بندی کے ہے + اوس عالم کی بعینہ تصویر کہنیدی ہے + جہاں کہیں مضمون عالی کا
 خیال آیا ہے زمین شعر کو آسمان بے ہمت کر دیا ہے + طرز بیان کا انداز سب سے جدا
 روزمرہ صاف ستھرا سنجھا ہوا الفاظ کی شدت ایک دوسرے کا پہلو دبا لے ہو کر
 محاورات کی صفائے عذار مصفا کا رنگ ڈھنگ اڑائی ہو کر دلیف وقافیہ عاشق
 و معشوق کی طرح ہم دست و گریبان پھونچ قبیلہ کے مطلع غزل سے مثل عدم
 بے نام و نشان + ادا بندی کا انداز نرالا سنجھت کی بوجہ پارو کنا بول بالا + پیہر
 کے گلے کا ڈھنگ ہر جگہ اظہار رشک و کائنا پہلو کٹا ہے + حق تو یہ ہے
 کہ شاعر کا اس کا نام ہے اور ستمگلوئی حضرت ابرو کا کام ہے انکے اوصاف
 جمید کی چار سو دہوم ہے + ذات مبارک مجمع العلوم ہے منیر فیض تحفہ کشف
 اسرار خفی و جلی ہے اسم گرامی مولوی منشی سید صغر علی ہے + علم یاسی ہین شان لہار

نظم و نثر میں گہنا کے جہاں میں تسلیوں کہنے کو جب تک کوٹھا ہے میں اسم یوسف کو
یوسف ثانی کی کہانی میں انکو سب منصف مزاج کہیں کہ گو بظاہر نہ انہیں مگر دلیں جاہل
انکی تعلیم و تعلیم ہی اکثر شاعر گئے ہو جو کچھ بھی سلیقہ نہ تھا وہ اس پر گئے انکا ہر طفل دبستان
اوستاد و زمانہ کی سچ تو یہ ہے کہ اسکا کہان سے اور اپنی قافیہ و تالیف سے اکثر کہتا ہیں اردو فارسی
نظم و نثر مثل - مثلث اور اک - باغ اخبار - خلاصۃ الاخبار فی ذکر انبیاء - معوذات کشمیر
التعویذات - خلاصۃ البیہان ^{۱۲۹۹} فنی ذکر الایمان ^{۱۳۰۵} - کار آمد طلبہ - کلید امید - گنجینہ نصیحت
جوہر اکبر و احمد نامہ - انشا صغیر - وغیرہم مکمل و مرتب ہیں انشاء اللہ العزیز عظیم طبع
شائقین کی نظر ہر پرور سے گذرے کہ اس کلام فصاحت انعام کو مشت نمونہ از خوار سے
نصرت فرما میں اور مصنف صاحب کے شریف اس قطعہ تاریخ سے معلوم ہو سکتی ہو
سے مشوق من کلیم و ہم سید + یافت فرزند مثل ویرجیف + اتقی گفت از پی تاسخ +
کہ بگو آفتاب پرچ شرف + مصنف صاحب مدوح المدح علاوہ جمیع کمالات کے عالی خاندان ہیں
شرف الشہب سردار جہاں میں اپنی والد ماجد زبدۃ الحکماء قدوة الفضلا مولانا حکیم سید
محمد انور علی صاحب مرحوم مغفور فن طبابت میں شہور نزدیک و دور تھی بعد جناب
امیر الدولہ بیاد شمشیر جنگ اپنی وطن دارالریاست مصطفی آباد عرف رامپور کے یہاں شریف
لالے اور معراج خاص حضور مدح الصدر رحمۃ اور جناب نواب وزیر الدولہ بہادر حضرت جنگ
مرحوم و مغفور نے بشرف اوستادی خود معزز فرمایا اور تاحیات خود روز بروز ترقی کرتا رہا
خیال رکھتا شاگرد و منیر حکیم مولوی عبد العلیم صاحب حکیم مولوی عبدالغفار خان صاحب
مرحوم برادر قاضی مولوی عبدالکریم خان صاحب مغفور وغیرہم بڑی نایا گرامی طبیب و مولوی
ریاست ہذا میں ہونے اور انکی اکثر شاگرد رامپور میں ہی ہیں اور حکیم صاحب موصوف نے

سلسلہ احرار میں بعد جناب میر الدولہ بہادر اسحاق خان فانی ہر ملک کا دوائی صفت ذرا بی چاہیہ قطع کر کے ملتوی

حکیم کہ نور علی بود نامش

روانش روان جانب لکھنؤ کا شد

تیار بخ سالش سر لکھنؤ کا تھا

واضح ہو کہ جناب حضرت اکبر کو تہذیب و ادب ان جانب قطع قصیدہ نقابت محسن کتاب فصاحت
سندس ہیاض بلاغت فارسی ہفتا رختہ دانی شننا در بحر خوش بیکے غالب شاہ خان سر دفتر کفایت
سجنان شیریشہ سخوری گوہر دریا کھنر پروری سلیمان سیرت سلمان طبیعت خواہ
خان ار و صاحب زبان لکھنؤ سر کہ شفرانی پیر خرد جناب نواب محمد سلیمان خان بہادر آسند
خلف الصدق نواب محمد موسیٰ خان بہادر مرحوم ابن نواب محبت خان بہادر مدظلہ شہ بہادر
جنگ خلف الرشید کرم الدولہ حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ والی سابق ملک و ملک بند
نور اللہ مرقدہ سے ہے اور وہ شاگرد رشید جناب تیسیر الدولہ مدیر المکاتے سید مظفر علی خان
بہادر بہادر جنگ اسیر مرحوم کی ہیں اور جناب منشی صاحب مغفور کہ زانہ حال ہیں اور کو پیغمبر سخن کیسا
بلکہ خلائق سخن کہنا روا ہے ملا زانہ جناب غلام احمد مصطفیٰ بہرور سے تہی سالتہ تعاضف صاحب

سلامت رکھی

تقریظ حضرت سید الخاں کا سرسرا لکھا محمد اسیر بہیم خان المتحقق مرآتیم تاریخی اصغر
خلف الصدق منشی محمد خان نیو ڈاکٹر دارو عہدہ سائر امیر گنج شاہ گرو جناب سید

بعد حمد و ثناء و تعظیم سید الانبیاء سرور ہر مہینا احمد محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اہل
و سلم عائلی شہداء و اہل خیال محمد اسیر بہیم خان رفرزہ مثال تجد مت ناظرین بائیں عرض ہوا سے
کہ جو رنگ و ہنگ اس دیوان جا دو میان بنی سحر ملال سہی چیا بان خیال سحر و بے منتخب کہو
تصنیف بنا افضل الفضلا زیدہ العلماء جو ہر عرض سخت دانی گوہر فرج محمد دانی مقبول حضرت ظل سبحانی

مظہر خفہ و علی مولوی سید محمد اصفیٰ علیہ صاۃ اکبر و کاہے بجا بیہ حسن بیان و ترکیب شریف و لطف
مضامین کسی یا پکار اگرچہ صدایا دلواں شمع اور دہلی کے فطر سے گذری مگر ایسے مضامین کی کمی
نہ ہوتی۔ مآشا را صد دیوان کیا ہر وقتہ اموشاں چشم بد دور عاشق فرا جو کا کہلو نہ ہے گلگونہ۔
مضامین سے ہر غزل کا رنگ و نالکہ آہو آہر کے رنگ کی گچن پانی پانی ہوا ہے نہ طلبا۔
ہر شعر انتخاب غیر بیضامین کا آئینہ بچایا جو کہ ہر ایک سفند انکو ششہ رو صلا
طرز رنگ ہے آرو کلام کا عجیب رنگ ہی میرا بیان ملا تعلق ہے دیکھنے سے د

قواعد علی و فارسی زبان کی زبان معاون آرو دین شہر جہان میں لکھا ہے ص ۱۱۱
عام میں شیکہ ہر نام میں شلشہ اور اک۔ باغ اٹھار۔ ملا حیدر اکبر نے ذکر الاخیار گوہر شریک و تہذیب
نایاب گنجینہ نصیحت۔ سعادت فی شرح التوفیات کلید امید۔ کار کو طلبہ۔ انشائیہ صغیر۔ جو
وارد نامہ۔ حکامۃ الکلیۃ انہ فی ذکر ایمان۔ یہ عجیب و غریب کتاب ہے اس میں کل حال شریعت
دارالاسلام محمد آباد عرف لکھنؤ کا انتخاب ہے حق تو یہ ہے کہ مصنف صاحب نے دریا کو زمین بند کیا
ابتدائی سیرت ہذا سب آجکس کی صورت مال کا آئینہ بنایا ہے علاوہ ان کتاب مندرجہ کے اور بھی کتابیں
ایکے تصنیف ہیں اگرچہ اس کم استفادہ کا تقریباً لکھنا گویا چھوٹا منہ بڑی بات ہے مگر بعد ازاں
مصرعہ ہذا۔ نہان کے ماڈاں بازی کرو سازندہ مغلہا + مصنف صاحب کا اس شہر پر کیا منش
دور در شہر لای لکھا یہ خاکسار اس تحریر تقریباً کو کلمہ دعا پر ختم کرتا ہوں حضرت اوستا
صاحب کے حق میں دوائے خیر و مافیت داریں مانگتا ہی مصرعہ این دامن زہر دو چار آئین

تمت بحمد الخیر

۲-۷

۱۶/۳/۱۹۱۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

سربراہ
کتاب خانہ

۱۶/۳/۱۹۱۵
سربراہ

۱۶/۳/۱۹۱۵
سربراہ

۸۹۱۶۲۳۱۴

۷-۱
نسخه حکیم سید محمد باقر علی قزوینی
در بیان منتخب

۱۰۵
۱۱۸
۵۵
۶۵
۱۰۵
۱۱۸
۵۵
۶۵

کتابخانه
جامعه کائنات
۱- در این کتاب
۲- در این کتاب
۳- در این کتاب
۴- در این کتاب
۵- در این کتاب
۶- در این کتاب
۷- در این کتاب
۸- در این کتاب
۹- در این کتاب
۱۰- در این کتاب
۱۱- در این کتاب
۱۲- در این کتاب
۱۳- در این کتاب
۱۴- در این کتاب
۱۵- در این کتاب
۱۶- در این کتاب
۱۷- در این کتاب
۱۸- در این کتاب
۱۹- در این کتاب
۲۰- در این کتاب
۲۱- در این کتاب
۲۲- در این کتاب
۲۳- در این کتاب
۲۴- در این کتاب
۲۵- در این کتاب
۲۶- در این کتاب
۲۷- در این کتاب
۲۸- در این کتاب
۲۹- در این کتاب
۳۰- در این کتاب
۳۱- در این کتاب
۳۲- در این کتاب
۳۳- در این کتاب
۳۴- در این کتاب
۳۵- در این کتاب
۳۶- در این کتاب
۳۷- در این کتاب
۳۸- در این کتاب
۳۹- در این کتاب
۴۰- در این کتاب
۴۱- در این کتاب
۴۲- در این کتاب
۴۳- در این کتاب
۴۴- در این کتاب
۴۵- در این کتاب
۴۶- در این کتاب
۴۷- در این کتاب
۴۸- در این کتاب
۴۹- در این کتاب
۵۰- در این کتاب
۵۱- در این کتاب
۵۲- در این کتاب
۵۳- در این کتاب
۵۴- در این کتاب
۵۵- در این کتاب
۵۶- در این کتاب
۵۷- در این کتاب
۵۸- در این کتاب
۵۹- در این کتاب
۶۰- در این کتاب
۶۱- در این کتاب
۶۲- در این کتاب
۶۳- در این کتاب
۶۴- در این کتاب
۶۵- در این کتاب
۶۶- در این کتاب
۶۷- در این کتاب
۶۸- در این کتاب
۶۹- در این کتاب
۷۰- در این کتاب
۷۱- در این کتاب
۷۲- در این کتاب
۷۳- در این کتاب
۷۴- در این کتاب
۷۵- در این کتاب
۷۶- در این کتاب
۷۷- در این کتاب
۷۸- در این کتاب
۷۹- در این کتاب
۸۰- در این کتاب
۸۱- در این کتاب
۸۲- در این کتاب
۸۳- در این کتاب
۸۴- در این کتاب
۸۵- در این کتاب
۸۶- در این کتاب
۸۷- در این کتاب
۸۸- در این کتاب
۸۹- در این کتاب
۹۰- در این کتاب
۹۱- در این کتاب
۹۲- در این کتاب
۹۳- در این کتاب
۹۴- در این کتاب
۹۵- در این کتاب
۹۶- در این کتاب
۹۷- در این کتاب
۹۸- در این کتاب
۹۹- در این کتاب
۱۰۰- در این کتاب

